حسبنا اللہ ونعم الوکیل
مالابد منہ فارسی مترجم
مصنف: حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ
مترجم: مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی
دار الافتاء دار العلوم دیوبند
حاشیہ: قاضی سجاد حسین صاحب
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ
اردو بازار - لاہور

حَسْبُنَا اللّٰہِ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

مَالَابُدَّ مِنْہُ فارسی مترجم

مُصنّف: حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ

مترجم: مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

حاشیہ: قاضی سجّاد حسین صاحب

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ الایمان[1]

حمد وستائش مرخدائے راست کہ بذاتِ مقدسِ خود موجود است[1] واشیاء[1] بایجادِ او تعالیٰ موجود

ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جس کی مقدس ذات خود موجود اور چیزیں اس کی تخلیق سے وجود میں

اند ودر وجود وبقا بوے محتاج اند ووے ہیچ چیز محتاج[2] نیست یگانہ است ہم در ذات وہم در صفات وہم در

آئی ہیں یہ چیزیں وجود اور بقا میں اسکی محتاج ہیں اور اسے کسی چیز کی احتیاج نہیں اپنی ذات وصفات و افعال میں

افعال ہیچ کس را در ہیچ امر باوے شرکت نیست نہ وجود وحیاتِ او ہم جنسِ وجود وحیاتِ اشیاء

منفرد ہے کوئی شخص اس کے ساتھ کسی امر میں شریک نہیں اس کا وجود اور حیات اشیا کے وجود جیسا

است ونہ علمِ او مشابہ علمِ شاں ونہ سمع[3] وبصر وارادہ وقدرت وکلامِ او باسمع وبصر وارادہ و

نہیں اور نہ اسکا علم ان کے علم کے مشابہ اور نہ اس کا سُننا دیکھنا، ارادہ و قدرت اور کلام مخلوقات کے کلام قدرت ارادہ

قدرت وکلامِ مخلوقات ومجانس ومشارک غیر[4] از مشارکتِ اسمی ہیچ مجانست ومشارکت

اور سُننے، دیکھنے کے مانند سوائے نام کی مشارکت و مجانست کے (مثلاً مخلوق کا کلام اور اللہ کا کلام تو

ندارد وصفات وافعالِ او تعالیٰ ہم در رنگِ ذاتِ او سبحانہ بے چون و

یہ صرف لفظی مشارکت ہوتی ہے) اور کسی طرح کی مجانست و مشارکت نہیں اللہ تعالیٰ اپنی صفات اور افعال میں

فائدہ: مالابدمنہ یعنی وہ چیز جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ چونکہ اس کتاب کے مسائل ہر مسلمان کیلئے جاننے ضروری ہیں۔اس لئے مصنف نے اس کتاب کا نام یہ رکھا ہے۔

[1] کتاب الایمان۔ مصنف نے ایمان کی بحث سے کتاب کو اس لیے شروع کیا ہے کہ ایمان کے بدون کوئی عبادت معتبر نہیں ہے۔ خود موجود است، یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں پیدا کیا ہے۔ اشیاء۔ یعنی اللہ کے علاوہ تمام موجودات کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے۔

[2] محتاج نیست۔ ورنہ اللہ کی ذات ناقص ٹھہرے گی۔ یگانہ۔ یعنی اللہ کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہے۔ ہیچ کس سے اسی کی تفسیر کی ہے۔ نہ وجود۔ اللہ تعالیٰ کا وجود وحیات ذاتی ہے۔ نہ علم۔ اللہ تعالیٰ کی خود ذات علم کا ذریعہ ہے۔ ممکنات کو علم جب حاصل ہوتا ہے جب کہ معلوم کی صورت یا خود معلوم حاضر ہو۔

[3] سمع وبصر۔ اللہ کے لیے بھی سمع وبصر ہے لیکن اس کی سمع وبصر مخلوق کی سمع وبصر جیسی نہیں ہے۔

[4] غیر از۔ یعنی لفظ دونوں جگہ یکساں ہیں لیکن معنی بدلے ہوئے ہیں۔

بے چگون است مثلاً[1] صفۃ العلم مر اورا سبحانہ صفتے است قدیم و

اپنی پاک ذات کی طرح الگ (اور کوئی اس کا شریک نہیں) جیسے صفت علم یہ اللہ تعالےٰ کی قدیم (ابدی وغیر فانی) صفت

انکشافے است بسیط کہ معلوماتِ ازل و ابد باحوالِ متناسبہ و متضادّہ

اور بسیط انکشاف ہے کہ ازل وابد کی متناسب اور متضاد کلی اور جزوی

کلیہ وجزئیہ باوقاتِ مخصوصہ ہر کدام در آنِ واحد[2] دانستہ است کہ زید در فلاں

احوال کے مخصوص اوقات میں ہر شخص کے ساتھ ہونے کا بیک وقت علم ہے وہ یہ جانتا ہے کہ زید فلاں

وقت زندہ است و در فلاں وقت مُردہ و ہٰکذا و ہمچنیں کلامِ او یک کلامِ بسیط

وقت تک بقیدِ حیات رہے گا اور فلاں وقت مرجائے گا وغیرہ اور اسی طرح اس کا کلام بسیط کلام (حروف وآواز سے نہ بننے والا)

است کہ تمام کتب منزّلہ تفصیلِ اوست و خلق و تکوین صفتے است مختص بوے

ہے کہ ساری نازل شدہ کتابیں اس کی تفصیل ہیں پیدا کرنا اور وجود میں لانا خاص اللہ کی صفت

تعالیٰ، ممکن چہ باشد کہ ممکن را پیدا می تواند کرد ممکنات بہ تمامہا چہ جوہر و

ہے ممکن کے بس کی یہ بات نہیں کہ کسی دوسرے ممکن کو پیدا کرسکے کل ممکنات جوہر وعرض اور وہ امور جو

چہ عرض وچہ افعالِ[3] اختیاریہٗ بندگاں ہمہ مخلوقِ او تعالےٰ اند اسباب و وسائط

بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے ان سب کا خالق اللہ تعالےٰ ہے اپنے کارِ تخلیق کو اسباب و

را روپوشِ فعل خود ساختہ است بلکہ دلیل بر ثبوتِ فعل خود کردہ چنانچہ

ذرائع کے پردہ میں پوشیدہ کر دیا ہے بلکہ اپنے فعل کے ثبوت کی دلیل بنا دیا چنانچہ

عقلاء از حرکتِ جمادات بہ محرّک پَے می برند و می دانند کہ ایں حرکت فراخورِ حالِ

عقلاء جمادات کی حرکت سے حرکت دینے والی ذات تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان جمادات کی حرکت بذاتہ

ایں جماد نیست چہ ایں را فاعلے است ورائے او ہمچنیں آں عقلاء کہ بصیرتِ شاں

نہیں بلکہ انہیں اپنی مرضی کے مطابق کوئی حرکت دینے والی ذات ہے اسی طرح وہ عقلاء جن کی بصیرت شریعت کے

---

[1] مثلاً۔ یہاں سے اللہ کی صفات میں شرکت نہ ہونے کا بیان شروع کیا ہے۔ ازلؔ و ابد یعنی اللہ کی معلومات ماضی اور مستقبل میں ختم نہ ہونے والی ہیں۔

[2] آنِ واحد۔ بیک وقت۔ کلامِ بسیط یعنی اللہ کا کلام حروف وآواز سے مل کر نہیں بنا ہے۔ کتبِ منزّلہ۔ جیسے توریت، انجیل، زبور، قرآن وغیرہ خلق وتکوین۔ پیدا کرنا اور بنانا۔ جوہر۔ جیسے جسم۔ عرض۔ جیسے رنگ وغیرہ۔

[3] افعالِ اختیاریہ۔ وہ کام جو بندہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کرتا ہے۔ جیسے کھانا پینا، چلنا پھرنا، یہ بھی خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ محرک۔ حرکت دینے والا۔ پَے۔ سراغ۔ فراخور۔ سزاوار۔ جماد۔ پتھر۔

بکحلِ[1] شریعت مکتحل شدہ میدانند کہ ممکن[2] پیدا کردن ممکن دیگر گو فعلے باشد از

سانچے میں ڈھل چکی ہو جانتے ہیں کہ ممکن کا ممکن کو پیدا کرنا چاہیے وہ افعال میں سے کوئی فعل ہو یا

افعال یا عرضے باشد از اعراض نمی تواند کرد آرے ایں قدر فرق در افعالِ اختیاریہ

اعراض میں سے کوئی عرض ہو ممکن نہیں ہاں اس نوع کا فرق اختیاری افعال

و حرکتِ[3] جمادات متحقق است و ایمان بداں واجب کہ حق تعالےٰ بندگاں را صورتِ

اور جمادات کی حرکت میں ثابت ہے اس پر ایمان ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بندوں کو

قدرت و ارادہ دادہ است و عادۃ اللہ بداں جاری است کہ ہر گاہ بندہ قصدِ فعلے

قدرت اور ارادہ کی شکل عطا فرمائی اور عادۃ اللہ یہ ہے کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے

کند حق تعالےٰ آں فعل را پیدا کند و بہ وجود آرد و بنا بر ہمیں صورتِ ارادہ و قدرت بندہ

اللہ تعالےٰ اس فعل کو پیدا کر دیتے اور وجود میں لے آتے ہیں اور اسی ارادہ و قدرت کی شکل

را کاسب[4] گویند و مدح و ذم و ثواب و عذاب برآں مترتب است انکارِ فرق درمیان

عطا ہونے کے باعث بندہ کاسب اور اپنے ارادہ و اختیار سے کام کرنیوالا کہلاتا ہے اور تعریف و برائی اور عذاب و ثواب اس پر مرتب

حرکت جماد و حرکتِ حیوان کفر است و خلاف شرع و خلافِ

ہوتا ہے حیوان و جمادات کی حرکت میں انکار کفر اور خلاف شریعت ہے اور عقل کے

بداہتِ عقل و غیر خدا را خالقِ چیزے از اشیاء دانستن ہم

خلاف ہونا ظاہر ہے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کو اشیاء میں سے کسی شئے کا خالق جاننا بھی

کفر است لہٰذا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قدریہ[5] را مجوسِ امت

کفر ہے لہٰذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرقہ قدریہ کو مجوسِ امت (امت میں آتش پرست

گفتہ و او تعالےٰ در ہیچ چیز[6] حلول نہ کند و چیزے در وے تعالےٰ حال نہ بود

فرقہ) فرمایا ہے اللہ تعالےٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہے

و او تعالےٰ محیط اشیاء ست باحاطۂ ذاتی

[1] کحل. سرمہ اللہ تعالےٰ احاطۂ ذاتی سے ہر چیز کو گھیرے ہوتے ہے

[2] ممکن۔ ممکن کسی دوسرے ممکن کو پیدا نہیں کر سکتا [3] حرکتِ جمادات۔ یعنی حرکتِ اضطراری۔ صورتِ قدرت۔ انسان میں حقیقی قدرت نہیں ہے۔ ورنہ پھر انسان جس وقت جو چاہے کر سکے حالانکہ بسا اوقات ہم ایک بات کرنا چاہتے ہیں اور نہیں کر پاتے ہاں بہرحال انسان بہت سے کام اپنے ارادہ سے کرتا ہے اور وہ کام رعشہ کی حرکت کی طرح نہیں ہیں [4] کاسب۔ چونکہ انسان کے ارادہ کے بعد افعال وجود میں آتے ہیں اس لیے انسان کو ان افعال کا کرنیوالا بھی سمجھا جاتا ہے۔ کفر است۔ چونکہ اس سے اس قدرتِ الٰہی کا انکار لازم آتا ہے جو حیوان میں پیدا کی گئی ہے [5] قدریہ۔ معتزلہ کا وہ فرقہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ انسان اپنے کاروبار میں مستقل قدرت کا مالک ہے اور انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے چونکہ اس فرقے نے دو خالق مان لیے۔ ایک اللہ، ایک خود انسان۔ اسلیے اس کو آتش پرستوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو یزدان اور اہرمن دو خالقوں کے قائل ہیں [6] حلول نہ کند۔ لہٰذا ان لوگوں کا عقیدہ باطل ہے جو خدا کو کسی بشر کے پیکر میں تسلیم کرتے ہیں۔ محیط۔ گھیرنے والا۔

و قرب و معیّت[1] بہ اشیار دارد نہ آں[2] احاطہ و قرب کہ درخور فہم قاصرِ ما

وہ چیزوں کے ساتھ اور ان سے قریب ہے البتہ احاطہ اور قرب اس نوع کا نہیں جو ہم اپنی ناقص سمجھ

باشد کہ آں شایانِ جنابِ قدسِ او نیست و آنچہ بکشف و شہود معلوم

کے مطابق سمجھ لیتے ہیں کہ اس طرح کا احاطہ اور قرب ذاتِ باری کے شایانِ شان نہیں کشف و مشاہدہ کے ذریعے (صوفیار) جو

کنند ازاں نیز منزّہ است ایمان بغیب باید آورد و ہر چہ مکشوف و

کچھ معلوم کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے غیب پر ایمان لانا چاہیئے اور جو کچھ کشف و مراقبہ کے ذریعہ

مشہود گردد۔ شبہ و مثال است آں را تحت لائے نفی باید ساخت ایں

معلوم ہو وہ ذاتِ باری تعالےٰ سے مشابہ اور مماثل کوئی شے ہے اسے لا الہ کی نفی کے تحت لانا چاہیئے یہی ان (صوفیار)

چنیں حضرات فرمودہ اند پس ایمان آریم کہ حق تعالےٰ محیطِ اشیار

حضرات نے فرمایا ہے پس ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ اشیار پر محیط اور

است و قریب و معنی احاطہ قرب و معیّت ندانیم کہ چیست و

قریب ہے اور اس کے قرب و معیت کی حقیقت سے ہم آگاہ نہیں اور

ہمچنیں استوائے[3] او سبحانہ برعرش وگنجائشِ او در قلبِ مومن و نزولِ

اسی طرح ذاتِ باری تعالےٰ کا عرش پر جلوہ افروز ہونا اور قلبِ مومن میں اس کا سمانا اور شب کے

او آخرِ شب بآسمانِ پائین کہ در احادیث و نصوص وارد اند و ہمچنیں ید

آخر حصہ میں نیچے کے آسمان پر نزول جو احادیث اور نصوص سے ثابت ہے اور اسی طرح اس کا

و وجہ کہ نصوص بداں ناطق اند ایماں بداں باید آورد و برمعنی ظاہر آں حمل نباید کرد و در

ہاتھ اور چہرہ جن کا ذکر نصوص (آیات و احادیث) میں ہے ان پر ایمان لانا چاہیئے لیکن ان کے معنی کو ظاہر پر محمول کرنا اور ان

تاویلِ آں نباید آمد و تاویلِ آں را حوالہ بہ علمِ الٰہی باید کرد تا غیرِ حق را حق ندانستہ باشی در صفات[4]

کی تاویل کے چکر میں نہ پڑنا چاہیئے بلکہ ان کی تاویل و توجیہ کو علم الٰہی کے حوالہ کردینا چاہیئے تاکہ غیرحق کو حق نہ سمجھ لیا جائے حق تعالیٰ کی صفات

و افعالِ الٰہی غیر از جہل و حیرت نصیبِ بشر بلکہ نصیبِ ملائکہ ہم نیست انکارِ نصوص

اور افعال کی اصل حقیقت کا علم انسان کیا فرشتوں کے بھی بس کی بات نہیں۔ نصوص کا انکار کفر اور تاویل

[1] معیّت، ساتھ۔

[2] نہ آں احاطہ۔ خدائے تعالیٰ کا کائنات پر جو احاطہ یا معیت ہے ہم اس کی حقیقت نہیں جان سکتے۔ بکشف۔ مراقبہ میں صوفیائے کرام کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ ذاتِ باری نہیں ہے بلکہ اس سے مشابہ کوئی چیز ہے اس کو لا الٰہ کی نفی میں شامل کرنا چاہیئے [3] استوار۔ حضرت حق تعالیٰ کے لیے لفظِ استوار یا لفظِ ید وغیرہ جو آیتوں اور حدیثوں میں مستعمل ہوئے ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کے ظاہری معنے نہ لینا چاہئیں اور نہ ان کی تاویل کی کوشش کرنی چاہیئے بلکہ علم الٰہی کے سپرد کردینا چاہیئے [4] در صفات۔ حضرت حق کی ذات و صفات کی اصل حقیقت معلوم کرلینا انسانوں بلکہ فرشتوں کی بھی طاقت سے باہر ہے۔

کفراست وتاویل جہلِ مرکب۔ شعر

کرنا جہل مرکب ہے۔

دُور بینانِ[1] بارگاہِ الست غیر ازیں پے نبردہ اندکہ ہست

بارگاہِ ربانی کے دُور بین بھی محض اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہے

ویک قرب ومعیّتِ حق تعالیٰ را نوعِ دیگر است کہ با نوعِ اوّل جز مشارکتِ اسمی

اللہ تعالےٰ کے قرب اور معیت کی ایک اور قسم ہے جس کی پہلی نوع کے قرب و معیت

مشارکتے ندارد وآں نصیبِ خواصِ بندگان است از ملائکہ وانبیاء واولیاء و

سے محض نام میں مشارکت ہے وہ قرب ومعیت مخصوص بندوں انبیاء ملائکہ اولیاء کا حصہ ہے

عامۂ مومنان ہم ازیں نوعِ قرب بے بہرہ نیند ایں قرب درجاتِ غیر متناہی

عام مومنین بھی اس نوع کے قرب سے محروم نہیں قرب کے لامتناہی درجات ہیں

دارد بمعنی لَا تَقِفُ[2] عِنْدَ حَدٍّ حضرت مولوی می فرماید۔ بیت

یہی معنی ہیں لا (اس قرب کے بے شمار مراتب ہیں) کے مولانا روم فرماتے ہیں

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بروَے میرسی بروے مایست

اے بھائی اس کے قرب کے مراتب بیشمار ہیں جسے جو قرب کا درجہ حاصل ہوگیا وہی اس کے لائق ہے

خیر وشر ہرچہ بود ومی آید وکفر وایمان وطاعت وعصیاں ہرچہ بندہ مرتکب

بھلائی اور برائی جو کچھ وجود میں آتی ہے اور کفر وایمان اور فرمانبرداری ونافرمانی جس کا بھی ظہور ہوتا

آں می شود ہمہ بارادۂ[3] الٰہی است امّا حق تعالےٰ از کفر ومعصیت راضی نیست و

ہے وہ بارادۂ الٰہی ہے البتہ اللہ تعالےٰ کفر و معصیت و نافرمانی پر راضی نہیں ہوتا

برآں عذاب مقرر فرمودہ واز طاعت وایمان راضی است وبہ ثواب برآں وعدہ

(رضا اور ارادہ دونوں علیحدہ چیزیں ہیں) کفر ومعصیت پر اللہ نے عذاب مقرر فرمایا۔ ایمان وفرماں برداری سے اللہ تعالےٰ راضی ہے اور اس پر اس

فرمودہ ارادہ چیزے دیگر است ورضا چیزے دیگر

نے ثواب کا وعدہ فرمایا ارادہ اور رضا دونوں الگ الگ چیزیں ہیں

[1] دُور بیناں۔ بارگاہِ خداوندی میں جو زیادہ دُور بین ہیں وہ بھی اس کے سوا کچھ نہیں سمجھ سکے کہ وہ ہے۔ الست۔ ازل میں حق تعالےٰ نے آدم کی ذرّیت کو خطاب کرکے فرمایا تھا کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب نے کہا تھا کیوں نہیں۔ ویک قرب۔ یعنی حضرت حق تعالےٰ کے قرب کی ایک خاص قسم ہے جو انبیاء اولیاء ملائکہ بلکہ تمام مومنین کو بھی حاصل ہوتی ہے۔

[2] لا تقف۔ اس قرب کے اَن گنت مرتبے ہیں۔ اے برادر۔ قربِ الٰہی کا جو مرتبہ بھی حاصل کرلو اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہو[3] بارادہ۔ انسان سے جو کچھ اچھائی یا برائی صادر ہوتی ہے سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہوتی ہے [4] ارادہ چیزے دیگر اگرچہ مثلاً زید کا کفر کرنا بھی اللہ کے ارادہ سے ہے لیکن اللہ کی رضا اس کے شاملِ حال نہیں ہے۔ ارادہ اور رضامندی دو جُداگانہ باتیں ہیں۔

نعتِ رسولِ اکرم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیمات

وہزاراں ہزار درودِ نا معدود[1] نثارِ
اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ہزاروں اور

انبیاء است علیہم الصّلوٰۃ والتسلیمات کہ اگر آنہا مبعوث نمی شدند کسے راہِ
بے شمار درود کہ اگر اللہ تعالےٰ انھیں بندوں کی ہدایت کے لئے نہ بھیجتا تو کسی کو راہِ

ہدایت نمی دید و بہ علومِ حقہ نمی رسید ہمہ انبیاء برحق اند اوّلِ شاں آدم است
ہدایت میسر نہ ہوتی اور صحیح علوم تک رسائی نہ ہوتی سارے انبیاء برحق ہیں سب سے پہلے نبی حضرت آدمؑ

علیہ السلام و افضلِ شاں محمد است صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین و معراج پیغمبر صلی اللہ
اور انبیاء میں سب سے افضل حضرت محمد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم ہیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم و اسرائے او از مکہ بہ مسجدِ اقصٰے واز آنجا بآسمانِ ہفتم و سدرۃ المنتہیٰ
کا واقعہ معراج اور ان کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتویں آسمان پر اور سدرۃ المنتہیٰ تشریف

حق است وکتابہائے آسمانی کہ بر انبیاء نازل شدہ توریت و انجیل و زبور و قرآنِ
لے جانا حق ہے انبیاء پر نازل شدہ تمام کتابیں توریت اور زبور اور انجیل اور قرآن مجید

مجید و صحیفہ ہائے ابراہیمؑ وغیرہ ہمہ حق است بر ہمہ انبیاء و ہمہ کتابہائے خدا ایمان
اور حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے وغیرہ سب حق ہیں تمام انبیاء اور اللہ تعالےٰ کی تمام کتابوں پر ایمان

باید آورد لیکن در ایمان عددِ انبیاء و عددِ کتابہا ملحوظ نباید داشت کہ عدد آنہا از دلیلِ
لانا چاہیئے مگر ایمان لانے میں انبیاء کی معین تعداد اور کتابوں کی مقررہ تعداد کا لحاظ نہ رکھنا چاہیئے (بلکہ مطلقاً ایمان لانا چاہیئے)

قطعی ثابت نیست و انبیاء ہمہ معصوم اند از صغائر و کبائر و آنچہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ
کیونکہ ان کی معین تعداد دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے تمام انبیاء معصوم ہیں ان سے چھوٹے اور بڑے گناہ نہیں ہوتے جو

وآلہ وسلم بہ دلیلِ قطعی ثابت شدہ باہمہ آں ایمان باید آورد و ایمان باید آورد کہ ملائکہ
کچھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بدلیل قطعی ثابت ہو اس سب پر ایمان لانا چاہیئے کہ بلا شبہ فرشتے

---

[1] نامعدود۔ اَن گنت

مبعوث۔ یعنی اللہ اپنے انبیاء اور رسول نہ بھیجتا تو ہمیں ہدایت کا راستہ بتانیوالا کوئی نہ ہوتا۔ خاتم النبیین۔ لہذا آنحضورؐ کے بعد کسی قسم کی بھی نبوت کا دعوےٰ کرنیوالا جھوٹا ہے۔ معراج۔ آنحضورؐ کا جسم کے ساتھ آسمانوں پر جانا۔ اسراء معراج کے سفر کا وہ حصہ جو خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک کا ہے۔ مسجد اقصےٰ۔ بیت المقدس۔ سدرۃ۔ بیری کا درخت۔ المنتہیٰ۔ چونکہ وہ ملائکہ مقربین کی بھی پہنچ کی انتہا ہے۔ توریت۔ آسمانی کتاب جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ انجیل وہ آسمانی کتاب جو حضرت عیسےٰؑ پر نازل ہوئی۔ زبور۔ وہ آسمانی کتاب جو حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔ صحیفہ۔ مختصر کتاب حضرت ابراہیمؑ پر دس صحیفے نازل ہوتے۔ عدد انبیا نبیوں اور ان کی کتابوں کی صحیح شمار کا تو ہمیں علم نہیں لیکن ان پر مجملاً ایمان لانا ضروری ہے۔ معصوم بے گناہ۔ نبیوں سے چھوٹا بڑا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوسکتا۔ دلیلِ قطعی۔ وہ دلیل جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔

بندگانِ خدا اند معصوم اند از گناہاں ومنزہ[1] اند از مردی وزنی محتاج نیستند با اکل و

اللہ تعالےٰ کے معصوم بندے ہیں ان سے گناہ صادر نہیں ہوتے اور یہ مردانہ و زنانہ خصوصیات سے بری ہیں انھیں کھانے پینے کی احتیاج

شرب رسانندگانِ وحی و حاملانِ عرش اند و بہر کارے کہ مامور اند برآں قائم

نہیں۔ یہ وحی پہنچانے اور عرشِ ربانی کو سنبھالنے و اٹھانے والے ہیں اور جس کام پر انھیں مقرر کیا گیا ہے اسے انجام

اند انبیاء و ملائکہ باوجودے کہ اشرفِ مخلوقات ومقربانِ درگاہ اند مثلِ سائر

دیتے ہیں انبیاء اور فرشتے اشرف المخلوقات اور بارگاہِ ربانی میں مقرب ہونے کے باوجود کوئی

مخلوقات ہیچ علم و قدرت ندارند مگر آنچہ خدا آنہارا علم دادہ است و قدرت

علم اور قدرت دوسری ساری مخلوق کی مانند نہیں رکھتے البتہ صرف اتنا ہی علم اور قدرت رکھتے ہیں جس

دادہ و بذات وصفاتِ الٰہی ایمان دارند چنانچہ سائر مسلمانان دارند و در ادراکِ

قدر اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائے ان کا بھی کل مسلمانوں کی طرح اللہ کی ذات و صفات پر ایمان ہے اس

کنہ بہ عجز و قصور معترف و در ادائے حقوقِ بندگی بہ شکرِ توفیقِ الٰہی ناطق بندگانِ خاص

کی کنہ وحقیقت کے ادراک سے عاجز ہونے اور وہاں تک رسائی نہ ہونے کے معترف ہیں اور بتوفیقِ الٰہی حقوقِ بندگی ادا

الٰہی را در صفات[2] واجبی شریک داشتن یا آنہارا در عبادت شریک ساختن کفر

کرنے پر شکرگزار اللہ کے مخصوص بندوں (انبیاء وغیرہ) کو ان صفات میں شریک قرار دینا جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں یا انھیں شریکِ عبادت قرار دینا کفر

است چنانچہ دیگر کفار بہ انکارِ انبیاء کافر شدند ہمچناں نصاریٰ عیسےٰ را پسرِ خدا

ہے چنانچہ دوسرے کفار انبیاء علیہم السلام (کی نبوت) کے انکار کے باعث کافر ہوگئے اسی طرح عیسائی حضرت عیسےٰ کو اللہ کا بیٹا

ومشرکانِ عرب ملائکہ را دخترانِ خدا گفتند وعلمِ غیب بآنہا مسلم داشتند،

اور مشرکینِ عرب فرشتوں کو خدا تعالےٰ کی بیٹیاں کہہ کر اور انہیں عالم الغیب قرار دے کر کافر

کافر شدند انبیاء و ملائکہ را در صفاتِ الٰہی شریک نباید کرد وغیرِ انبیاء را

ہوگئے انبیاء اور فرشتوں کو اللہ تعالےٰ کی صفات میں شریک نہ کرنا چاہئے اور انبیاء کی صفات

در صفاتِ انبیاء شریک نباید کرد و عصمت[3] سوائے انبیاء و ملائکہ دیگرے را از

میں انبیاء کے علاوہ کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے انبیاء اور فرشتوں کے علاوہ دوسروں صحابہ کرامؓ اہلبیت اور

صحابہ و اہلبیت و اولیاء ثابت نہ باید کرد و متابعت مقصور بر انبیاء باید داشت

اولیاء کو معصوم ثابت نہ کرنا چاہئے اور کلیتاً انبیاء کی پیروی کرنی چاہئے

[1] منزہ۔ فرشتوں میں نہ مردانہ خصوصیات ہیں نہ زنانہ۔ اکل۔ کھانا۔ شرب۔ پینا۔
حاملانِ عرش۔ فرشتے اللہ کے عرش کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ قدرت ندارند فرشتوں میں بھی اپنی ذاتی قدرت و علم نہیں ہے۔ کنہ۔ حقیقت [2] صفات
واجبی۔ وہ صفتیں جو اللہ تعالیٰ کی ہیں مثلاً رزق دینا۔ مارنا۔ جلانا۔ دیگر کفار۔ یہود۔ حضرت عیسےٰؑ کے منکر ہیں۔ مشرکانِ عرب۔ عرب کے مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ فرشتے
اللہ کی لڑکیاں ہیں اور غیب دان ہیں [3] عصمت، بے گناہی۔ اہلبیت۔ آنحضورؐ کے کنبے والے۔ مقصور۔ منحصر۔

آنچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ است بہ آں ایمان باید آورد و آنچہ فرمودہ است

جس چیز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اس پر ایمان لانا اور جو کچھ فرمادیا اس

برآں عمل باید کرد آنچہ منع کردہ ازاں باز باید ماند و قول[1] و فعلِ ہر کسے کہ سرِ مو از

پر عمل پیرا ہونا اور جس کی ممانعت فرمادی اس سے رُک جانا چاہئے اور جس کا قول و فعل تھوڑا سا بھی

قول و فعلِ پیغمبر مخالفت داشتہ باشد آں را رَد باید کرد و پیغمبر خبر دادہ است کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف نظر آئے اسے رد کر دینا چاہئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

سوالِ منکر و نکیر در قبر حق است و عذابِ قبر مر کافراں را و بعضے گنہگاراں را حق

فرمایا کہ قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا اور عذابِ قبر خاص طور پر کافروں اور بعض گنہگاروں پر ہونا اور مرنے

است و بعثِ بعدِ موت روزِ قیامت حق است و نفخ برائے اِماتت و احیاء حق

کے بعد قیامت کے دن زندہ ہونا اور زندوں و مُردوں کے لئے صور پھونکا جانا اور آسمانوں کا

است و انشقاقِ آسمانہا و ریختنِ ستارگان و پریدنِ کوہہا و برباد رفتنِ زمین

پھٹنا ستاروں کا بکھر و جھڑ جانا اور پہاڑوں کا اُڑنا اور پہلی بار کے صور پھونکنے

از نفخۂ اُولیٰ و برآمدنِ مُردگاں از قبور و باز پیدا شدنِ عالم بعدِ عدم بہ نفخۂ ثانیہ ہمہ

پر زمین کا درہم برہم ہونا اور مُردوں کا قبروں سے نکلنا اور عالم کے فنا ہونے کے بعد دوبارہ پیدا ہونا (اور زندگی ملنا) و

حق است و حسابِ روزِ قیامت و وزن کردنِ اعمال در میزان و شہادتِ اعضاء و گذشتن

قائم ہونا سب حق ہے اور قیامت کے دن حساب اور میزان (ترازو) میں اعمال کا وزن کیا جانا اور اعضاء کی گواہی اور

از صراط کہ بر پشتِ دوزخ باشد تیز تراز شمشیر و باریک تر از مُو حق است

دوزخ کی پشت پر پُلصراط سے گزرنا جو کہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگی

بعضے مثلِ برق و بعضے مثلِ باد و بعضے مثل اسپِ جواد و بعضے آہستہ بگذرند

بعض کا بجلی کے مانند بعض کا ہوا کی طرح بعض کا تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بعض کا آہستہ گزرنا اور

و بعضے در دوزخ افتند و شفاعتِ انبیاء و اولیاء و صلحاء حق است و حوضِ

بعض کا دوزخ میں گرنا اور انبیاء اولیاء اور صالحین کی شفاعت و سفارش حق ہے اور حوض

[1] قول و فعل یعنی سنت رسول اللہ۔

منکر و نکیر۔ دو فرشتے ہیں جو قبر میں آکر سوالات کرینگے [2] بعث بعد موت یعنی اس دنیا میں مرنے کے بعد دوسرے عالم میں زندہ ہوں گے۔ پریدنِ کوہہا۔ پہاڑوں کا اُڑنا۔ یعنی پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھریں گے۔

نفخۂ اولیٰ۔ پہلی مرتبہ صور پھونکنے پر تمام کائنات درہم برہم ہو جائے گی۔ نفخۂ ثانیہ۔ دوسری بار صور پھونکنے پر مُردے قبروں سے جی اٹھیں گے۔ میزان۔ ترازو۔ شہادتِ اعضاء۔ عضو انسان کے بدن کے جوڑ انسان کے کارناموں پر گواہی دیں گے۔ صراط۔ پُلصراط۔ برق بجلی۔ اسپِ جواد۔ تیز رو گھوڑا [3] شفاعت۔ سفارش۔

کوثر حق است آب او سفید تر از شیر و شیریں تر از عسل و بر و کوزه ها باشند

کوثر حق ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس پر ستاروں کے

مثلِ ستارگاں هر که ازاں بنوشد باز تشنه نشود و حق تعالٰی اگر خواهد گناهِ

مانند پیالے ہوں گے جو شخص بھی اس میں سے ایک بار پی لے گا پھر پیاسا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اگر چاہے توبہ کے

کبیره را بے توبه بخشد و اگر خواهد بر صغیره عذاب کند و هر که باخلاص توبه کند

بغیر ہی بڑا گناہ (شاید کاری) بخشش دے اور اگر چاہے چھوٹے ہی گناہ پر عذاب دیدے۔ جو شخص خلوص کے ساتھ توبہ

گناه او البته موافقِ وعدهٔ الٰهی بخشیده شود و کفار همیشه در دوزخ معذب باشند و

کرے تو وعدہ الٰہی کے موافق اس کا گناہ ضرور بخش دیا جائے گا۔ کافر دوزخ میں ہمیشہ عذاب یافتہ

مسلمانانِ گنهگار اگر در دوزخ در آیند آخر کار خواه جلد یا بدیر البته از دوزخ بر آیند و

رہیں گے اور گنہگار مسلمانوں کو اگر دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ دیر میں یا جلد بالآخر یقیناً دوزخ سے نکل

داخلِ بهشت شوند و باز در بهشت همیشه باشند و مسلمان بارتکابِ کبیره کافر

کر جنت میں داخل ہوں گے اور پھر ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور مسلمان گناہِ کبیرہ کرنے پر کافر

نشود و نه از ایمان بر آید و آنچه از انواعِ عذابِ دوزخ از مار و کژدم و زنجیرها و طوقها

نہیں ہوتا اور نہ ایمان سے خارج ہوتا ہے اور عذابِ دوزخ کی ساری قسمیں سانپ بچھو زنجیریں طوق

و آتش و آب گرم و زقوم و غسلین که پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرموده که قرآن بداں ناطق است

آگ گرم پانی زقوم (جسے سینڈ کہتے ہیں) اور پیپ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور قرآن حکیم میں

و انواعِ نعیم جنت از مآکل و مشارب و حور و قصور و غیره همه حق است و عمده ترین نعمتهائے

جن کا ذکر ہے اور جنت کی نعمتوں کی قسمیں کھانے پینے سے متعلق حوریں اور محل وغیرہ سب حق ہیں جنت کی نعمتوں میں سب سے

بهشت دیدارِ خدا است که مسلماناں حق تعالٰی را در بهشت بے پرده به بینند بے جهت

بہترین نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ مسلمان جنت میں حق تعالیٰ کا بے حجاب بے جہت ممکنات کی ہر صفت سے

و بے کیف و بے مثال

بالاتر دیدار کریں گے اور بے مثل

ایمان کا بیان

و ایمان عبارت است از تصدیقِ

ایمان کا مطلب یہ ہے بخوشی دل سے تسلیم

قلبی باگرویدن و تصدیقِ زبانی لیکن تصدیقِ زبانی عندالضرورة ساقط شود

کرنا اور زبان سے تصدیق کرنا مگر ضرورةً زبان سے تصدیق کرنا ساقط (بھی) ہو جاتا ہے

ؔ حوض کوثر۔ وہ حوض جس سے آنحضور قیامت میں اپنے امتیوں کو سیراب کریں گے۔ عسل۔ شہد۔ کوزہا۔ وہ پیالے جن سے حوضِ کوثر کا پانی پلایا جائے گا۔ ستاروں کی طرح صاف وشفاف ہوں گے۔ گناہِ کبیرہ وہ گناہ ہے جس کے کرنے والے پر کوئی وعید یا لعنت آئی ہو یا اس کے کرنے پر کوئی حد جاری ہوتی ہو۔ صغیرہ۔ چھوٹی قسم کا گناہ۔ وعدہ الٰہی۔ خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائیگا۔ معذب۔ عذاب میں پڑا ہوا۔ مار۔ سانپ۔ کژدم۔ بچھو۔ زقوم۔ سینڈ۔ غسلین۔ پیپ۔ انواع۔ اقسام۔ مآکل۔ کھانے کی چیزیں۔ حور۔ حوریں۔ قصور۔ محل۔ جہت۔ سمت۔ تصدیقِ قلبی۔ دل سے ماننا۔ باگرویدن۔ یعنی اپنی خوشی سے نہ کہ جبراً۔ تصدیقِ زبانی۔ زبان سے اقرار کرنا۔ عندالضرورۃ مجبوری کے وقت۔ اس کی تصدیق بڑی کتابوں میں ہے۔

واصحابِ[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ عادل بودند اگر از کسے احیاناً ارتکابِ معصیتی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے صحابی عادل (غیر فاسق) تھے۔ اگر کسی سے اتفاقاً کوئی گناہ سرزد ہوا تو

شدہ تائب ومغفور گشتہ متواترات از نصوصِ قرآن وحدیث بمدحِ صحابہؓ پُر است و در

توبہ کرکے مغفرت یاب ہوگیا نصوص یعنی قرآن واحادیث بذریعہ تواتر مدح صحابہؓ سے لبریز ہیں

قرآن است کہ آنہا باہم محبت ورحمت داشتند و بر کفار غلاظ وشداد بودند ہر کہ صحابہ را

قرآنِ کریم میں ہے کہ وہ باہم مہربان ومحبت کرنے والے اور کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں جو شخص یہ

باہم مُبغض وبے الفت داند منکرِ قرآن است وہر کہ باآنہا دشمنی وغصہ داشتہ

سمجھتا ہو کہ صحابہ میں محبت نہیں تھی اور ایک دوسرے سے بغض وعداوت رکھتا تھا وہ قرآنِ کریم کا منکر ہے صحابہ سے دشمنی اور غیظ رکھنے والے کو

باشد در قرآن بروے اطلاقِ کفر آمدہ حاملانِ وحی وراویانِ قرآن اند ہر کہ مُنکرِ صحابہ باشد او را

قرآن مجید میں کافر کہا گیا ہے صحابہ کرامؓ وحی (فرمودات باری تعالےٰ اور فرمودۂ رسولؐ) کے اٹھانے والے اور قرآنِ کریم کی روایت کرنے والے ہیں صحابہؓ

ایمان وغیرہ ایمانیات متواترات ممکن نیست وباجماعِ صحابہ ونصوص ثابت است

کے منکر کا قرآن وغیرہ بذریعہ تواتر ثابت ہونیوالے ایمانیات پر ایمان ممکن نہیں صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے اور نصوص سے

کہ ابوبکر افضلِ اصحاب ست پس تر ہمہ اصحاب ابوبکر را افضل دانستہ باوے

ثابت ہے کہ سب نے حضرت ابوبکرؓ کو افضل سمجھ کر ان سے بیعت کی

بیعت کردند وبہ اشارۂ ابی بکرؓ بر خلافتِ عمرؓ بعد ابی بکرؓ بنا بر فضلِ او اجماع آوردند

اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد ان کے اشارہ ونشاندہی کے مطابق حضرت عمرؓ کی خلافت پر بالاتفاق بیعت کی گئی۔ حضرت عمرؓ

وبعد عمر سہ روز صحابہؓ باہم مشورہ کردہ عثمانؓ را افضل دانستہ بر خلافتِ او اجماع کردند و

کے بعد تین دن صحابہؓ نے خلافت کے متعلق باہم مشورہ کیا اور پھر حضرت عثمانؓ کو افضل سمجھ کر بالاتفاق ان کی

باوے بیعت نمودند وبعدِ عثمانؓ ہمہ اصحاب مہاجرین وانصار کہ در مدینہ بودند بہ

بیعتِ خلافت کرلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مدینہ منورہ میں موجود کل مہاجرین وانصار صحابہؓ

[1] اصحاب۔ وہ مسلمان جنہوں نے آنحضورؐ کو مسلمان ہوکر دیکھا اور مسلمان مرے۔ عادل۔ نیک۔ ارتکاب معصیت۔ گناہ کرنا۔ تائب۔ توبہ کرنے والا۔ مغفور۔ بخشا ہوا۔ متواترات۔ وہ باتیں جن کو نقل کرنیوالے ہر زمانے میں اس تعداد میں ہوں کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہوجانا عقلاً ناممکن ہو۔ غلاظ وشداد۔ کھرے اور سخت۔ مُبغض۔ بغض کرنیوالا۔ اطلاق کفر۔ قرآن میں مذکور ہے کہ کفار کو صحابہ پر غصہ آتا ہے لہٰذا اصحاب سے بغض رکھنے والا کافر سمجھا جائیگا۔ راویان۔ نقل کرنے والے۔ ممکن نیست۔ جب کہ قرآن اور دیگر ایمانیات کے بر سبیلِ تواتر نقل کرنے والے صحابہ ہی ہیں۔ جو شخص صحابہ کو نہ مانے گا ان کا ان چیزوں پر کیسے ایمان ہو سکتا ہے۔ بیعت کردند۔ آنحضورؐ کے وصال کے بعد ثقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کا اجتماع ہوا اور سب نے بالاتفاق حضرت ابوبکرؓ کو افضل مان کر بیعت کی۔ خلافت عمرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے وصال کے وقت حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ سب نے بالاتفاق ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عثمانؓ را۔ حضرت عمرؓ نے وفات کے وقت خلیفہ منتخب کرنے کے لیے ایک جماعت کو نامزد کیا جس نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنایا اور سب نے بالاتفاق ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مدینہ طیبہ میں جس قدر مہاجرین وانصار تھے سب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تخلی۔ غلط کار۔ عدم فائدہ۔ ایمانیات متواترات پر ایمان ناممکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کے سوا ایمان کی جو چیزیں ہیں وہ سب ہم لوگوں کو صحابہؓ کے واسطے سے ملی ہیں پس اگر صحابہ کو معاذ اللہ فاسق وفاجر کہا تو ان کی روایات اس کے نزدیک قطعاً قابلِ استناد نہ ہوں گی۔ جب صحابہؓ کی روایات قابلِ سند نہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا اترنا اور اس کا برحق ہونا کس طرح ثابت ہوگا؟) منظور احمد ۱۲

علیؓ مرتضیٰ بیعت کردند کسے کہ باو منازعت کردہ مخطی است لیکن سوءظن باصحابہؓ نباید کرد

نے حضرت علیؓ کی بیعت کی جو شخص علیؓ سے جھگڑا وہ غلطی پر ہے مگر صحابہؓ سے بدظن نہ ہونا چاہیئے

و مشاجرات[1] آنہا را بر محمل نیک فرود باید آورد و با ھر یک محبت وعقیدت باید داشت

اور ان کے باہمی اختلاف کی کوئی اچھی تاویل کرلینی چاہیئے اور اہلِ حق کے عقائد میں سے ہے کہ ہر صحابی کے ساتھ

این است عقائد اہلِ حق۔

محبت و عقیدت رکھی جائے

فصل در اہتمامِ نماز۔ بعد تصحیح عقائد عمدہ ترین در عبادات[2] نماز است در صحیح مسلم[3]

فصل نماز کے اہتمام میں صحت عقائد کے بعد عبادتوں میں سب سے عمدہ عبادت نماز ہے صحیح مسلم شریف

از جابرؓ مروی است کہ فرمود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ وصلہ[4] درمیان بندہ و درمیان کفر ترکِ

میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کفر کے درمیان "وصلہ" نماز ترک کرنا ہے

صلوٰۃ است یعنی ترکِ صلوٰۃ بکفر میرساند واحمد وترمذی ونسائی از بریدہؓ از آں حضرت روایت

یعنی نماز ترک کرنا کفر تک پہنچا دیتا ہے مسند احمد، ترمذی اور نسائی میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ

کردہ اند کہ عہد[5] درمیانِ ما و مردم نماز است ہر کہ ترک کند آں را کافر شود وابن ماجہ از

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان عہد (پیمان اور ذمہ) نماز ہے جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہو جائیگا ابن

ابوالدرداء روایت کردہ کہ وصیت کرد بمن خلیلِ[6] من صلی اللہ علیہ وسلم کہ شرک[7] بخدا نہ کنی اگرچہ

ماجہ میں حضرت ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ میرے دوست رسول اللہ ؐ نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالےٰ کا کسی کو شریک قرار نہ دینا

کُشتہ شوی وسوختہ شوی ونافرمانی والدین[8] مکن اگرچہ امر کنند کہ از زن وفرزند

چاہیے مار ڈالا اور آگ کی نذر کردیا جائے اور والدین کی نافرمانی نہ کر چاہے وہ اہل وعیال اور اپنے مال سے دستبردار

و مالِ خود بدر شو[9] و نماز فرض را عمداً ترک مکن ہر کہ نمازِ فرض عمداً ترک کند ذمۂ خدا از

ہونے کا حکم کریں اور قصداً فرض نماز مت چھوڑ۔ جس شخص نے قصداً نماز ترک کی اللہ تعالےٰ اس سے

دے بریست[10] و احمد و دارمی و بیہقی از عمرو ابن عاصؓ از اں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام

بری الذمہ ہے۔ مسند احمد، دارمی اور بیہقی میں حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

روایت کردہ اند کہ ہر کہ بر نمازِ فرض محافظت[11] کند او را نور و حجّت[12] و نجات باشد روزِ

نے فرمایا کہ جو شخص فرض نماز کی حفاظت (پابندی) کرے قیامت کے دن وہ اس کے لئے نور اور دلیل

[1] مشاجرات۔ اختلافات۔ [2] عبادات یعنی وہ عبادتیں جو بدن سے ادا ہوتی ہیں [3] صحیح مسلم۔ حدیث کی مشہور کتاب۔ [4] وصلہ۔ پیوند [5] عہد۔ ذمہ داری۔ [6] خلیل۔ دوست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [7] شرک۔ اللہ کی ذات یا صفات میں دوسرے کو شریک سمجھنا۔ [8] والدین۔ ماں باپ۔ [9] بدر شو۔ یعنی اگرچہ ماں باپ یہ حکم دیں کہ اپنی بیوی، اولاد، مال کو اپنے سے جدا کردو تب بھی والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ [10] بری است۔ جو شخص نماز کو قصداً چھوڑ دے گا خدا اسکا ذمہ دار نہیں۔ [11] محافظت۔ یعنی نماز کو پابندی سے ادا کرتا ہے۔ [12] حجّت یعنی ایمان کی دلیل۔ یعنی خدا اس کا ذمہ دار نہیں۔

قیامت وهر که محافظت نه کند نه اورا نور باشد و نه برہان و نه نجات باشد او باعث

ایمان اور باعث نجات ہوگی اور حفاظت نہ کرنے والے کے لیے نہ نور ہوگا نہ دلیل اور نہ سببِ نجات اور

فرعون و ہامان و قارون و اُبیّ بن خلف و ترمذی از عبد اللہ بن شقیق روایت کرده که

اس کا حشر فرعون، ہامان قارون اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن شقیقؒ سے

اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ چیز را نمی دانستند که ترکِ آں موجبِ کفر

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نماز کے علاوہ کسی چیز کے ترک کو باعثِ کفر نہیں

باشد مگر نماز را بنا بریں احادیث احمد بن حنبلؒ تارکِ یک نماز را عمداً کافر

سمجھتے تھے انھیں احادیث کی بنیاد پر امام احمد کے نزدیک ایک نماز بھی عمداً و قصداً چھوڑنے

می داند و شافعیؒ بروے حکم به قتل می کند نه بکفر و نزدِ امام اعظمؒ اورا حبسِ دائمی واجب

والا کافر ہو جاتا ہے - امام شافعیؒ ایسے شخص کے لیے کفر کا تو نہیں قتل کا حکم فرماتے ہیں - امام ابو حنیفہ کے نزدیک تاوقتیکہ

است تا که توبه کند واللہ اعلم پس باید دانست که نماز را شرائط وارکان است چنانچه

وہ تائب نہ ہو جائے اسے مسلسل قید میں رکھنا ضروری ہے واضح رہے کہ نماز کی شرائط (نماز سے قبل کی جانیوالی اشیاء) اورارکان جو دوران نماز ضروری طور

ذکر کرده شود انشاء اللہ تعالیٰ از شرائطِ نماز طہارتِ بدن است از نجاستِ حقیقی و

پر کی جانیوالی اشیاء ہیں) جن کا انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کیا جائے گا۔ نماز کی شرطوں میں سے بدن کا حقیقی اور حکمی نجاست (ناپاکی) سے

نجاستِ حکمی و طہارتِ پارچه و طہارتِ مکان - پس اوّل مسائلِ طہارت باید آموخت

پاک ہونا اور کپڑے، نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا ہے پس پہلے پاکی کے مسائل سیکھ لیے جائیں:۔

كتابُ الطّهارة

فصل در وضو - بدانکه فرض در وضو چہار چیز است - شستنِ رو از موئے سر تا زیرِ ذقن

فصل وضو کے بیان میں وضو میں چار چیزیں فرض ہیں (۱) پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک

و تا ہر دو گوش و ہر دو دست با ہر دو آرنج و مسح چہارم حصہ سر و شستنِ ہر دو

اور دونوں کانوں کی لو تک چہرہ دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں

پائے با ہر دو شتالنگ و اگر ریش گنجان باشد رسانیدنِ آب زیر موئے ریش ضرور نیست

پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا اگر ڈاڑھی گھنی ہو تو ڈاڑھی کے بالوں کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

نمی داند۔ امام احمد ابن حنبلؒ کے نزدیک ایک وقت کی بھی نماز قصداً چھوڑنا کفر ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نماز چھوڑنے والے کی سزا قتل ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قید، جب تک توبہ نہ کرے۔ شرائط۔ یعنی وہ چیزیں جن کا نماز سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔ ارکان۔ وہ چیزیں جن کا دورانِ نماز کرنا ضروری ہے۔ نجاستِ حقیقی۔ وہ نجاست جو دیکھنے میں آئے۔ نجاستِ حکمی۔ وہ نجاست جو نظر نہ آئے۔ پارچہ یعنی نمازی کے کپڑے۔ مکان۔ یعنی نمازی کی جگہ۔ موئے سر یعنی وہ بال جو پیشانی پر ہیں۔ ذقن۔ ٹھوڑی۔ آرنج کہنی۔ شتالنگ۔ ٹخنہ۔ موئے ریش داڑھی کے بال۔ باقرعون۔ یعنی بے نمازی کا حشر کفار اور منافقین کے گروہ میں ہوگا۔ موجب۔ سبب

اگر ازیں چہار[1] عضو مقدارِ ناخن ہم خشک ماند وضو درست نباشد و نزد امامِ شافعیؒ و احمدؒ و

اگر ان چہار اعضاء میں سے ناخن کے برابر بھی خشک رہ گیا تو وضو درست نہ ہوگا اور امام شافعیؒ امام احمدؒ اور

مالکؒ نیت و ترتیب ہم فرض است و نزدِ مالکؒ پَے در پَے بشُستن ہم فرض

امام مالکؒ کے نزدیک نیت اور ترتیب (سے دھونا) بھی فرض ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک پے در پے دھونا بھی فرض

است و نزدِ احمدؒ بسم اللہ گفتن و آب در دہن و بینی کردن ہم فرض ست و

ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا اور ناک و منہ میں پانی دینا بھی فرض ہے اور

نزدِ مالکؒ و احمدؒ مسح تمام سر فرض ست پس احتیاط در آں ست کہ ایں ہمہ بجا آوردہ شود

امام مالکؒ و امام احمدؒ کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض ہے لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ وضو ان سب کی رعایت کے ساتھ کیا جائے[5]

مسئلہ۔ سُنّت[2] در وضو آنست کہ اوّل ہر دو دست تا بندِ دست سہ بار بشوید

وضو میں سنّت یہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے۔

و بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گوید و سہ بار آب در دہن کند و مسواک کند و سہ بار آب در

اور بسم اللہ پڑھے اور تین مرتبہ پانی منہ میں ڈالے (کلی کرے) مسواک کرے اور تین بار ناک میں

بینی کند و بینی پاک کند و سہ بار تمام رُو بشوید و سہ سہ بار ہر دو دست با ہر دو آرنج بشوید و مسح

پانی ڈالے اور ناک پاک (اور ریزش صاف) کرے تین بار چہرہ دھوئے اور تین تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پورے

تمام سر کند یک بار و ہر دو گوش را ہم ہمراہِ سَر مسح کند آبِ جدید شرط نیست و

سر اور دونوں کانوں کا بھی سر کے ساتھ مسح کرے نیا پانی لینا شرط نہیں ہے اور

ہر دو پائے را با شتالنگ سہ سہ بار بشوید اگر در پا موزہ داشتہ باشد و موزہ را بعدِ طہارتِ

دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئے اگر پاؤں میں موزے ہوں اور موزے مکمل طہارت (وضو) کے

کامل[3] پوشیدہ باشد مقیم را یک شبانہ روز و مسافر را سہ شبانہ روز از وقتِ حدث جائز

بعد پہنے ہوں تو وقتِ حدث (وضو ٹوٹنے کے وقت) سے لے کر مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات تک اور مسافر کے لیے تین دن

است کہ موزہ از پا نہ کشد و مسح بر موزہ کردہ باشد و اگر موزہ پاریدہ باشد بہ

تین رات موزہ نہ اتارنا اور انھیں پر مسح کرنا جائز ہے اور اگر موزہ ایسا پھٹا ہوا ہو کہ

[1] چہار عضو۔ یعنی ہاتھ، پیر، منہ اور سر کی وہ مقدار جو فرض ہے۔ نیت۔ یعنی دل سے وضو کا ارادہ کرنا۔ ترتیب۔ یعنی پہلے منہ، پھر ہاتھ، پھر سر، پھر پیروں کا وضو کرنا۔ پے بہ پے یعنی اس طور پر وضو کرنا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھو لیا جائے۔ آب در دہن۔ یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا۔ اینہمہ۔ یعنی جو باتیں دوسرے اماموں کے نزدیک فرض ہیں [2] سنت۔ وضو اور غسل میں واجبات نہیں ہیں۔ فرائض کے بعد سنتیں ہیں۔ بندِ دست۔ گٹا۔ بینی پاک کند۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ آرنج۔ کہنی۔ آب جدید۔ یعنی کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا ضروری نہیں ہے۔ سہ سہ بار۔ ہر عضو کو تین بار دھونا سنت ہے۔ کم کی عادت ڈالنا بُرا ہے۔ زیادہ مرتبہ دھونا بھی بیکار بات ہے [3] طہارتِ کامل۔ یعنی پورا وضو کرنے کے بعد موزہ پہنا ہو۔ پاریدہ پھٹا ہوا۔ [5] امام اعظمؒ کے ہاں یہ سب افعال سنت ہیں۔

قسمیکہ در رفتار مقدارِ سہ انگشتِ پا ظاہر شود مسح برآں روا نباشد واگر شخصے باوضو باشد

چلتے ہوئے تین انگلیاں ظاہر ہوجائیں تو اس پر مسح جائز نہ ہوگا اور اگر کوئی باوضو شخص ایک

ویک موزہ را از پا کشیدہ [1] بحدیکہ اکثر پا از موزہ بیروں آید یا وقتِ مسح موزہ تمام شد

موزہ پاؤں سے کھینچے اور پاؤں کا اکثر حصہ موزہ سے باھر آجائے یا موزے پر مسح کرنے کا وقت پورا ہوگیا

در ہر صورت ہر دو موزہ کشیدہ ہر دو پا بشوید و اعادۂ تمام وضو ضرور نیست مگر نزدِ

ہو دونوں صورتوں میں دونوں موزے نکال کر صرف پاؤں دھو لینے چاہئیں پورے وضو کو لوٹانا ضروری نہیں ہے

مالکؒ وفرض در مسحِ موزہ مقدار سہ انگشت است بر پشتِ پا وسنت آنست کہ از ہر

مگر امام مالکؒ کے نزدیک پورا وضو لوٹانا ضروری ہے ۔ موزوں پر مسح تین انگلیوں سے پاؤں کی پشت پر مسح کرنا فرض ہے۔ مسنون یہ ہے

پنج انگشتِ دست از سرِ انگشتانِ پا تا ساق بکشد وایں نزد احمدؒ فرض است واحتیاط

کہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں پاؤں کے سرے سے پنڈلی تک کھینچی جائیں اور یہ امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے احتیاط

دریں است وبعد تمام وضو بگوید۔ [2] اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ

اسی پر عمل کرنے میں ہے اور وضو کے بعد کہے ۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ سُبْحَانَكَ

شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ مجھے تائبین اور پاکیزہ لوگوں میں سے بنادے اے اللہ تو پاک

اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ و دوگانہ نماز گذارد۔

ہے تیری ثنا کے واسطے سے تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیرے آگے توبہ کرتا ہوں اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھے

فصل۔ شکنندۂ وضو ہر چیز است کہ از پیش [3] یا پس برآید ونجاستِ سائلہ کہ از

پیشاب کے یا پاخانے کے راستہ سے نکلنے والی ہر چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ایسی بہنے والی نجاست سے

تمام بدن برآید وروان شود بمکانے کہ شستن آں لازم شود وقے کہ بہ پُری دہن طعام

بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے کہ بہہ کر ایسی جگہ پہنچ جائے جس کا وضو یا غسل میں دھونا ضروری ہے وہ قے جو منہ بھر کر ہو خواہ کھانے

باشد یا آبِ تلخہ یا خونِ بستہ سوائے بلغم و نزدِ ابی یوسفؒ اگر بلغم از

کی ہو یا پانی یا پت یا جمے ہوئے خون کی ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر

[1] بحدیکہ یعنی اگر قدم کا اکثر حصہ موزے کی پنڈلی میں نکل کر آچکا ہے تو پھر مسح جائز نہ رہے گا۔ مگر۔ چونکہ امام مالک پے درپے وضو کرنے کو فرض مانتے ہیں اسلئے وضو کو از سر نو کرنے کا حکم دیتے ہیں۔
[2] اشہد الخ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے ہیں اور رسول۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنیوالوں اور پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے۔ اے اللہ تو پاک ہے تیری حمد وثنا کے واسطے سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ دوگانہ۔ دو رکعت [3] پیش۔ یعنی پیشاب نکلنے کی جگہ۔ پس۔ یعنی پاخانہ نکلنے کی جگہ۔ سائلہ۔ بہنے والی۔ لازم شود۔ یعنی نجاست بہہ کر بدن کے اس حصہ پر پہنچ جائے جس کا دھونا غسل یا وضو میں ضروری ہے۔ پُری دہن۔ یعنی اس مقدار میں جس کو بلا تکلف منہ میں روکا نہ جاسکے۔ تلخہ۔ صفرا

شکم و پُری دہن برآید وضو بشکند و اگر خون درآبِ دہن برآید اگر رنگِ آب دہن را

اگر منہ بھر آنے والا بلغم پیٹ سے آیا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر تھوک میں خون کی اتنی آمیزش ہو کہ تھوک اس کی وجہ سے

سُرخ[1] سازد وضو بشکند اگر قے اندک اندک چند بار کرد نزدِ امام محمدؒ اگر غثیان متحد است

سُرخ ہو جائے اور خون کا رنگ اس پر غالب آگیا ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا اگر چند مرتبہ تھوڑی تھوڑی قے ہو امام محمدؒ کے نزدیک اگر متلی

جمع کردہ شود و نزدِ ابی یوسفؒ اگر مجلس متحد است جمع کردہ شود و خفتن بر پشت یا بر پہلو

ایک ہو تو کل قے کا اندازہ لگایا جائیگا۔ امام یوسفؒ کے نزدیک اگر ایک ہی مجلس و نشست میں ہو تو جمع کی جائے گی اور اندازہ لگایا جائے گا پیٹھ

یا تکیہ زدہ بچیزے کہ اگر کشیدہ شود بیفتد شکنندۂ وضو است و خفتن استادہ یا

یا پہلو یا تکیہ یا اور کسی چیز کی ٹیک لگا کر اس طرح سونا کہ اگر اسے کھینچ لیا جائے تو گر پڑے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر

نشستہ بدونِ تکیہ یا در حالتِ رکوع یا سجود بر ہیئاتِ مسنونہ شکنندۂ وضو نیست و دیوانگی و

ٹیک لگائے بغیر سونا۔ یا رکوع یا سجدے میں مسنون ہیئت پر ہوتے ہوئے سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا[2] اور دیوانگی و

مستی و بیہوشی در حال کہ باشد شکنندۂ وضو است و قہقہۂ بالغ در نمازِ صاحبِ[3] رکوع

مستی و بیہوشی سے بہر صورت وضو ٹوٹ جاتا ہے رکوع اور سجدے والی نماز میں بالغ قہقہہ لگائے تو وضو

و سجود شکنندۂ وضو است و مباشرتِ فاحشہ شکنندۂ وضو است و دست رسانیدن بہ

ٹوٹ جاتا ہے۔ مباشرتِ فاحشہ (اس طرح) بیوی اور شوہر کی شرمگاہ کا ملنا کہ درمیان کپڑا حائل نہ ہو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کسی حائل و پردہ کے بغیر اپنی شرمگاہ تک اپنا ہاتھ

شرمگاہِ خود بدونِ پردہ و دست مرد اگر زن را بے پردہ رسد نزدِ امام اعظمؒ وضو نمی شکند و

پہنچانے سے یا مرد کے عورت کی شرمگاہ کو بے پردہ چھونے سے امام حنیفہؒ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا دوسرے اماموں کے نزدیک وضو

نزدِ دیگر ائمہ وضو بشکند و خوردنِ گوشتِ شتر نزد امام احمدؒ شکنندۂ وضو است و

ٹوٹ جائے گا۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے امام احمدؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور

احتیاط ازیں ہر ہمہ اولیٰ است۔

ان سب صورتوں میں احتیاط زیادہ بہتر ہے

فصل۔ در[4] غسل۔ شستنِ تمام بدن و آب در دہن و در بینی کردن فرض است

غسل کے بیان میں پورا بدن دھونا کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا فرض ہے

[1] سُرخ سازد۔ یعنی خون کا رنگ غالب ہو جائے۔ غثیان۔ متلی۔ مجلس۔ یعنی ایک جگہ بیٹھے بیٹھے چند بار قے آئی۔ بیفتد۔ یعنی اگر کسی چیز کا ایسا سہارا لے کر سویا کہ اگر وہ سہارا توڑ دیا جائے تو یہ گر پڑے۔ بر ہیئاتِ مسنونہ۔ یعنی جس طور پر رکوع و سجدہ کرنا سنت ہے۔ مستی یعنی نشہ کی حالت۔ بالغ یعنی جس پر نماز فرض ہو چکی ہے۔ [3] صاحبِ رکوع۔ جس نماز میں رکوع اور سجدہ نہیں ہے اس میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا جیسے جنازہ کی نماز یا سجدۂ تلاوت۔ مباشرتِ فاحشہ۔ شہوت کی حالت میں مرد کی شرمگاہ کا عورت کی شرمگاہ سے ملنا۔ نمی شکند یعنی عورت یا شرمگاہ کو چھونے سے امام صاحب کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا [4] در غسل۔ غسل میں تمام بدن دھونا۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی دینا فرض ہے [2] اس طرح سونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن رکوع اور سجدہ سنت کے طور پر ہونا شرط ہے کہ پیٹ ران سے دُور ہو اور دونوں بازو زمین سے جُدا رہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

وسُنّت آں است کہ اوّل دسْت بشوید ونجاست حقیقی از بدن پاک کند پستر وضو کند

مسنون یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے اور نجاست حقیقی سے بدن پاک کرے اس کے بعد وضو کرے

لیکن اگر در جائے کہ آبِ غسل جمع می شود غسل می کند پائے بعدِ غسل بشوید وسہ بار

اگر ایسی جگہ پر غسل کرے کہ غسل کا پانی اکٹھا ہو رہا ہو تو غسل کے بعد پاؤں دھوئے اور تین مرتبہ سارا

تمام بدن بشوید وبرزن رسانیدنِ آب در بیخ موہبائے بافتہ فرض است وشگافتن موہبائے

بدن دھوئے عورت کے بال گندھے ہوئے ہوں تو ان کی جڑوں تک پانی پہنچانا فرض

بافتہ ضرور نیست وبرمرد اگر موئے سر داشتہ باشد شگافتنِ مُو وشُستنِ تمام آں از

ہے بالوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے اور مرد کے سر کے بال خواہ گندھے ہوئے ہی کیوں نہ ہوں کھولنا اور سروں سے

سَرتابُن فرض است۔

لیکر جڑ تک سب کا دھونا فرض ہے

فصل۔ موجّباتِ غسلِ جماع است درقبل باشد یا دردُبر مرد یازن اگرچہ انزال نشود

غسل کو واجب کرنے والی چیزوں میں جماع (صحبت) ہے چاہے پیشاب گاہ میں ہو یا پاخانہ کے راستہ میں مرد کے

دیگر انزال است بجھندگی وشہوت در بیداری یا درخواب وازخواب دیدن، بدونِ انزال

ساتھ (پاخانہ کے راستہ میں) یا عورت کے ساتھ خواہ انزال نہ ہو دوسرے انزال سے غسل واجب ہوجاتا ہے جو کُود کر اور شہوت کے ساتھ ہو چاہے بحالت

غُسل واجب نشود ودیگر حیض یا نفاس چوں منقطع شود غسل واجب گردد

بیداری ہو یا خواب میں کچھ دیکھنے پر بغیر انزال کے غسل واجب نہیں ہوتا (۳) حیض ونفاس کے ختم ہونے پر غسل واجب ہوگا

مسئلہ۔ اقلِّ حیض سہ روز است واکثرِ آں دہ روزہ واکثر نفاس چہل روز است

تین روز حیض کی سب سے کم مدت ہے اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس روز ہے نفاس (پیدائش

واقلِ آں را حدّے نیست دریں مدت بہر رنگ کہ باشد سوائے سفیدی خالص خونِ

کے بعد آنے والا خون) کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہے اور اس کی کمی کی کوئی حد نہیں اس مدت میں خالص سفیدی

[1] دست بشوید۔ ہاتھ دھوئے اور آب دست کرے خواہ نجاست نہ لگی ہو۔ برزن۔ عورت کے سر کے بال اگر کھلے ہوئے ہیں سب کو دھونا فرض ہے اگر میڑیاں گندھی ہوئی ہوں تو صرف بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا فرض ہے۔ برمرد۔ مرد کے بال خواہ گندھے ہوں یا نہ ہوں ہر حالت میں تمام بال دھونا فرض ہے۔

[2] موجبات غسل۔ وہ تمام باتیں جو غسل کو فرض بنا دیتی ہیں۔ درقبل۔ شرمگاہ کو کسی شرمگاہ میں داخل کردینا خواہ منی خارج نہ ہو۔ انزال۔ منی کا نکلنا۔ بجھندگی۔ کود کر۔ از خواب۔ یعنی سوتے میں اگرچہ اپنے آپ کو جماع کرتے دیکھا جب تک منی نہ نکلے غسل واجب نہیں۔ حیض۔ عورت کا ماہواری خون۔ نفاس۔ وہ خون جو عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے [3] اقلِ حیض۔ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے۔ زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ نفاس کی کم مدت معین نہیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔ حیض ونفاس کے دنوں میں جس رنگ کی بھی رطوبت آئے اس کو حیض ونفاس تصور کیا جائیگا سفیدی کے علاوہ۔

[4] اس مدت کے اندر جس رنگ کا خون ہو خالص سفید کے سوا وہ خون حیض کا ہے۔

حیض ونفاس انگاشتہ شود و اقلِ طہر[1] پانزدہ روز است آنچہ از سہ روز کمتر و از دہ روز

کے علاوہ جس رنگ کا بھی خون ہو وہ حیض اور نفاس شمار ہوگا۔ طہر (پاکی) کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے حیض میں تین دن سے کم اور دس

زیادہ در حیض دیدہ شود و آنچہ از چہل روز زیادہ در نفاس دیدہ شود خونِ استحاضہ باشد کہ

دن سے زیادہ اور نفاس میں چالیس دن سے زیادہ جو نظر آئے وہ خون استحاضہ (بیماری) کا شمار ہوگا اور اس کی

مانع نماز و روزہ نیست اگر زنے[1] را حیض زیادہ از عادت شود تا دہ روز مرض نہ گفتہ شود و

وجہ نماز روزہ منع نہیں ہوتے اگر عورت کو عادت (مقررہ) سے زیادہ دس روز تک حیض آئے تو اسے مرض قرار نہ دیں گے اور

اگر دہ روز زیادہ شود پس آنچہ از عادت زیادہ باشد ہمہ آں استحاضہ است و مبتدئہ را

دس دن سے زیادہ آئے جو جتنا عادت سے زیادہ ہوگا وہ سب استحاضہ (بیماری کا خون) ہے وہ عورت جس

زیادہ از دہ روز استحاضہ گفتہ شود و پاکی کہ درمیانہٗ مدتِ حیض یا نفاس یافتہ شود

کو پہلی بار حیض آیا ہو دس روز سے زیادہ آنے پر استحاضہ کہا جائیگا اور وہ پاکی جو حیض یا نفاس کی مدت کے درمیان

حیض و نفاس است۔

پائی جائے (مثلاً ایک دن درمیان میں حیض نہ آئے) وہ بھی حیض ونفاس (ہی میں شمار کی جاتی) ہے۔

مسئلہ۔ از حیض ونفاس نماز ساقط شود قضائے آں واجب نیست و روزہ را حیض و

حیض ونفاس کی وجہ سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور اس کی قضا واجب نہیں حیض و نفاس کی حالت

نفاس مانع است لیکن قضا واجب شود و جماع در حیض ونفاس حرام است نہ در استحاضہ

میں روزہ رکھنا ممنوع ہے مگر قضا واجب ہوگی اور حیض و نفاس میں جماع (ہمبستری) حرام ہے استحاضہ میں

وحیض اگر پیش از دہ روز منقطع شود بدونِ غسل کردن زنِ وطی را حلال نشود مگر آنکہ وقت[2]

حرام نہیں حیض اگر دس روز سے پہلے ختم ہو جائے تو بیوی کے غسل کیے بغیر اس سے ہمبستری حلال نہیں ہوتی البتہ اگر اسی

نمازے بگذرد و در انقطاع بعدِ دہ روز بدونِ غسل ہم وطی جائز است نزدِ امام اعظمؒ و

پر ایک نماز کا وقت گزر چکا ہو تو بلا غسل کے بھی جائز ہے دس روز کے بعد حیض ختم ہوا ہو تو امام ابو حنیفہؒ

نزدِ اکثر ائمہ بدونِ غسل جائز نیست۔

کے نزدیک بغیر غسل کے بھی ہمبستری جائز ہے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک غسل کے بغیر جائز نہیں۔

[1] اقلِ طہر۔ دو حیضوں کے درمیان جس پاکی کے دوران میں عورت کو پاک تصور کیا جائیگا وہ کم از کم پندرہ روز کی پاکی ہے۔ از سہ روز کمتر۔ یعنی کم سے کم مدت حیض سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت حیض سے زیادہ حیض نہ ہوگا بلکہ استحاضہ ہوگا اسی طرح انتہائی مدتِ نفاس سے زیادہ نفاس نہ ہوگا بلکہ استحاضہ ہوگا۔ اس حالت میں عورت روزہ نماز ادا کریگی [1] اگر زنے مثلاً کسی عورت کو ہر ماہ چار روز حیض آتا تھا اس ماہ نو دن خون آیا تو یہ سب دن حیض کے شمار کئے جائینگے لیکن اگر گیارہ بارہ دن آگیا تو پھر چار دن حیض کے اور بقیہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ مبتدئہ۔ وہ عورت جس کو پہلے پہل حیض آنا شروع ہوا ہے۔ پاکی۔ یعنی حیض و نفاس کے ایام میں اگرچہ خون نہ آرہا ہو پھر بھی وہ پاک نہ سمجھی جائے گی۔ از حیض۔ حیض ونفاس کے زمانہ میں نماز معاف ہو جاتی ہے۔ روزوں کی بھی اجازت نہیں ہے لیکن وہ قضا کرنے ہوں گے [2] وقت نمازے۔ مثلاً اگر عورت ظہر کے اول وقت میں پاک ہو گئی تھی اور ظہر کا پورا وقت آجائے تو بدون غسل کے جماع جائز ہوگا اور اگر ظہر کے آخر وقت میں پاک ہو گئی تھی تو ظہر کا اگر اسقدر وقت بھی باقی تھا کہ وہ غسل کر کے کپڑے پہن کر نماز کی نیت باندھ سکتی تو عصر کا وقت شروع ہونے پر بدون غسل کے جماع جائز ہوگا۔

مسئلہ۔ بے وضو رادست رسانیدن بمصحف[۱] بے پردہ جائز نیست وخواندنِ قرآن

بے وضو بغیر حائل اور پردہ کے (مثلاً پاک رومال کے بغیر) قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں اور قرآن شریف

جائز است و در حالتِ جنابت وحیض و نفاس خواندنِ قرآن ہم جائز نیست نہ درآمدنِ

پڑھنا (زبانی یا ہاتھ لگائے بغیر) جائز ہے۔ ناپاکی (غسل کی ضرورت) کی اور حیض و نفاس کی حالت میں قرآن کریم پڑھنا اور

بمسجد و نہ طوافِ کعبہ۔

مسجد میں آنا اور طوافِ کعبہ کرنا بھی جائز نہیں۔

فصل۔ درنجاسات۔ بولِ[۲] جانورے کہ گوشتِ او حلال است وبولِ اسپ وپس افگندۂ

نجاسات کے بیان میں۔ ایسے جانور کا پیشاب جس کا گوشت حلال ہو اور گھوڑے کا پیشاب اور ان پرندوں کی بیٹ

پرندگانِ حرام گوشت نجس است بہ نجاستِ[۳] خفیفہ کمتر از ربع پارچہ عفو است

جن کا گوشت حرام ہو ناپاک ہے نجاستِ خفیفہ (ہلکی) کے ساتھ اس کا حکم یہ ہے کہ چوتھائی سے کم کپڑے

یعنی از چہارم حصہ تختہ یا دامن یا تریز یا آستین اگر کمتر ازاں بیالاید نماز را مانع نہ باشد

پر لگی ہوئی ہو تو معاف ہے یعنی تخت کا چوتھائی یا دامن یا کلی یا آستین کا چوتھائی حصہ سے کم آلودہ ہو تو نماز پڑھنا ممنوع نہ ہوگا مگر

لیکن آب را فاسد کند وپس افگندہ پرندگانِ حلال گوشت سوائے ماکیان و بط پاک است و

پانی خراب ہو جائے گا اور مرغی و بطخ کے علاوہ ان پرندوں کی بیٹ جن کا گوشت حلال ہے پاک ہے اور

بولِ آدمی اگرچہ طفلِ صغیر باشد و بولِ خر و جانورانِ حرام گوشت وپس افگندۂ آدمیاں وچہار

آدمی کا پیشاب چاہے وہ چھوٹا (بچہ) کیوں نہ ہو اور گدھے کا اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت حرام ہے اور انسانوں کا پاخانہ

پایگاں نجس است بہ نجاستِ غلیظہ وہمچنیں خونِ سائل ہر جانور وشرابِ انگوری و منی۔

اور چوپاؤں کا پاخانہ نجاستِ غلیظہ (گاڑھی ناپاکی) سے ناپاک ہے۔ اسی طرح ہر جانور کے بہنے والے خون اور انگوری شراب اور منی کا حکم ہے

مسئلہ۔ درنجاستِ غلیظہ۔ مقدار درہم یعنی مساحتِ عرضِ کف در رقیق و مقدار چہار و نیم

نجاستِ غلیظہ اگر پتلی ہو تو ہاتھ کی ہتھیلی کی چوڑائی کے بقدر اور گاڑھی ہو تو ساڑھے چار ماشہ

ماشہ در غلیظ عفو است لیکن آب را فاسد کند۔

کی مقدار معاف ہے مگر اس سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ وپس خوردۂ آدمی اگرچہ کافر باشد واسپ و جانورانِ حلال گوشت وعرقِ

آدمی کے کھائے ہوئے (کھانے وغیرہ) کا باقی ماندہ خواہ وہ کافر ہو اور گھوڑے اور ان جانوروں کا بچا ہوا جنکا گوشت کھانا حلال ہے کا پسینہ

[۱] بے پردہ۔ جو کپڑا انسان پہنے ہوئے ہے یا قرآن پر چڑھا ہوا ہے اس کو پردہ نہ سمجھا جائیگا۔ درحالتِ جنابت۔ بے وضو کے لیے حفظ قرآن پڑھنا جائز ہے۔ بے غسل نہ قرآن پڑھ سکتا ہے نہ مسجد میں جا سکتا ہے، نہ طوافِ کعبہ کر سکتا ہے [۲] بول۔ پیشاب۔ پس افگندہ یعنی بیٹ۔ حرام گوشت۔ جن کا گوشت کھانا حرام ہے [۳] نجاست۔ گندگی۔ خفیف۔ ہلکی۔ تریز۔ کلی۔ ماکیان و بط یعنی مرغی اور بطخ کی بیٹ ناپاک ہے۔ صغیر۔ بچہ۔ غلیظہ سخت۔ سائل بہنے والا۔ شراب انگوری۔ انگور سے بنی ہوئی شراب۔ درہم۔ روپیہ سے ذرا بڑا چاندی کا ایک سکہ تھا۔ رقیق۔ پتلی نجاست۔ غلیظ۔ گاڑھی نجاست

آنہا وعرقِ خر و استر پاک است و پسِ[1] خوردہ گربہ و موش و دیگر جانورانِ خانگی مثل کرفش

پسینہ اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے اور بلی کا جھوٹا اور چوہے کا اور گھر میں رہنے والے جانوروں کا جھوٹا جیسے چھپکلی

و مانندِ آں و پرندگانِ حرام گوشت مکروہ است و پس خوردہ خوک و سگ و فیل و چہار

اور اس کی مثل اور حرام پرندوں کا جھوٹا مکروہ ہے اور سوّر اور کتے اور ہاتھی اور پھاڑنے

پائیگانِ حرام گوشت سوائے گربہ و مانندِ آں نجس است۔

والے چوپائے سوائے بلی کے اور ان کے علاوہ حرام گوشت والے جانوروں کا جھوٹا نجس ہے

مسئلہ۔ بول اگر مثلِ سرِ سوزن مترشح شود عفو است

اور پیشاب کی چھینٹیں اگر سوئی کے سر کے برابر پڑجائیں تو معاف ہیں

فصل۔ طہارت از نجاستِ[2] حکمی حاصل نہ شود مگر از آبِ پاک کہ از آسمان فرود آید یا

نظر نہ آنے والی نجاست سے پاکی بجز پاک پانی کے کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتی یعنی بارش کا پانی یا

از زمین برآید مثلِ آبِ دریا و چاہ و چشمہ پس از آبِ درخت یا ثمر مثلِ آبِ تربوز

زمین سے نکلنے والا پانی جیسے دریا اور کنویں اور چشمہ کا پانی لہٰذا درخت کے پانی یا پھل کے پانی مثلاً تربوز

یا انگور یا کیلا طہارت حاصل نشود اگر در آب چیزے پاک افتد مانندِ خاک یا صابون

یا انگور یا کیلے کے عرق سے پاکی حاصل نہ ہوگی اگر پانی میں پاک چیز مثلاً مٹی یا صابون

یا زعفران وضو ازاں جائز است مگر وقتیکہ رقتِ او را دور کند یا در اجزاء از آب برابر

یا زعفران گر جائے تو اس پانی سے وضو جائز ہے لیکن اگر ان چیزوں کے گرنے کی وجہ سے پانی کی رقت ختم ہو جائے یا پانی کے

یا زیادہ مخلوط[3] شود چنانچہ نیم سیر گلاب در نیم سیر آب مخلوط شود یا آنکہ نامِ آب ازو دور شود

اجزاء میں ان کی برابر کی مقدار یا زیادہ مل جائے جیسے آدھے سیر پانی میں آدھا سیر گلاب مل جائے یا ان کے ملنے سے اس

نام آں شوربا یا گلاب یا سرکہ یا مانندِ آں شود در آں صورت وضو و غسل ازاں باجماع

پر پانی کا اطلاق نہ ہو سکتا ہو اور اس کا نام شوربہ یا گلاب یا سرکہ وغیرہ ہو گیا ہو اس شکل میں بالاتفاق اس سے وضو اور غسل جائز

جائز نہ باشد و شُستن پارچہ نجس و مانندِ آں ازاں نزدِ امام اعظمؒ جائز باشد و نزدِ امام

نہ ہوگا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سے ناپاک کپڑا وغیرہ دھونا جائز ہوگا اور امام محمدؒ اور

محمدؒ و شافعیؒ وغیرہ جائز نہ باشد۔

امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک جائز نہ ہوگا۔

[1] پس خوردہ۔ سامنے کا بچا ہوا کھانا۔ عرق۔ پسینہ۔ خر۔ گدھا۔ استر۔ خچر۔ گربہ۔ بلی۔ موش۔ چوہا۔ کرفش۔ چھپکلی۔ خوک۔ سوّر۔ سگ۔ کتا۔ فیل۔ ہاتھی۔ سر سوزن۔ سوئی کا ناکہ۔ مترشح شود۔ یعنی چھینٹیں پڑجائیں [2] نجاستِ حکمی۔ وہ نجاست جو نظر نہیں آتی لیکن شریعت اس کو نجاست قرار دیتی ہے جیسے بے وضو ہونا یا بے غسل ہونا۔ یا ثمر۔ یعنی اگر کسی پھل یا درخت کو نچوڑ کر پانی نکالا گیا ہے تو اس پانی سے نجاست حکمی زائل نہ ہوگی [3] مخلوط۔ ملا ہوا۔ نام آب۔ یعنی اس کو پانی نہ کہا جا سکتا ہو۔ شستن پارچہ۔ یعنی نجاستِ حقیقی سے اس کے ذریعے پاکیزگی حاصل ہو جائے گی۔

مسئلہ۔ منیٔ[1] غلیظ خشک اگر از پارچہ تراشیدہ شود پارچہ پاک گردد وشمشیر و مانندِ

گاڑھی منی خشک اگر کپڑے پر سے کھُرچ دی جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا تلوار اور اسکے مانند

آں از مسح کردن پاک شود و زمینِ نجس اگر خشک شود و اثر نجاست باقی نماند برائے

دوسری چیزوں پر سے اگر نجاست پونچھ اور صاف کردی جائے تو پاک ہو جاتی ہیں۔ ناپاک زمین اگر سوکھ جائے

نماز پاک شود نہ برائے تیمّم وہمچنیں دیوار وخشت مفروش و درخت وگیاہِ غیر مقطوع و

اور ناپاکی کا اثر باقی رہے تو وہ نماز کے واسطے پاک شمار ہوگی مگر تیمم اس سے جائز نہیں۔ اسی طرح دیوار اور فرش میں لگی ہوئی پختہ اینٹ اور

مقطوع بدونِ شستن پاک نشود۔

درخت اور بغیر کاٹی ہوئی گھاس اور کاٹی ہوئی گھاس دھوئے بغیر پاک قرار نہ دیں گے۔

مسئلہ۔ نجاست کہ نمودار[2] باشد بہ شستن مقدارے کہ عینِ او زائل شود نزدِ امامِ اعظمؒ پاک

نظر آنے والی نجاست اتنی مقدار میں دھونے سے کہ نجاست کے اجزاء باقی نہ رہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پاکی

شود و نزدِ بعضے بعد زوالِ عین سہ بار بائد شست و ھر بار اگر ممکن

کا حکم ہوگا۔ بعض کے نزدیک نجاست کے اجزاء زائل ہونے کے بعد تین بار دھونا چاہئے اور ہر مرتبہ اگر نچوڑنا

باشد باید افشرد و الّا خشک باید کرد تاکہ تقاطر نماند و نجاست کہ نمودار نہ باشد آں را

ممکن ہو نچوڑا جائے ورنہ اتنا خشک کرنا چاہیئے کہ قطرے ٹپکنے بند ہو جائیں اور نظر نہ آنے والی نجاست کو تین بار یا

سہ بار یا ہفت بار باید شست و ہر بار بائد[3] افشرد و سرگیں اگر سوختہ خاکستر شود نزدِ امام

سات بار دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا چاہیئے اور گوبر کو اگر جلا کر راکھ کر دیا گیا ہو تو امام

محمدؒ پاک شود نہ نزد امام ابی یوسفؒ وہمچنیں خر اگر در نمک سار افتد و نمک شود پاک

محمدؒ کے نزدیک پاک ہے امام ابو یوسفؒ پاک قرار نہیں دیتے۔ اسی طرح اگر گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو امام

شود نزدِ محمدؒ نہ نزدِ ابی یوسفؒ و پوستِ مردار بدِ باغت پاک شود

محمدؒ کے نزدیک پاک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ناپاک ہے۔ مُردار کی کھال دباغت (مسالہ لگانے اور رنگنے) سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ۔ آبِ جاری و آبِ کثیر از افتادنِ نجاست در آں یا گزشتنِ آں بر نجاست

جاری یا کثیر پانی میں اگر نجاست گر جائے یا اس پر سے گزر جائے تو پانی اس وقت تک ناپاک

[1] منیٔ غلیظ۔ گاڑھی منی۔ مانند آں۔ یعنی ہر وہ چیز جو سخت اور ہموار ہو اور اس میں نجاست کے اجزاء نہ گھس سکیں جیسے کانچ کے برتن وغیرہ۔ نہ برائے تیمم۔ اس طرح کی زمین پر نماز جائز ہوگی تیمم جائز نہ ہوگا۔ خشت مفروش۔ یعنی پکی اینٹ جو فرش پر لگی ہوئی ہے اگر جُدا ہے تو پھر دھونے سے پاک ہوگی۔ مقطوع۔ کٹی ہوئی چیز۔ نہ نمودار باشد۔ یعنی دیکھنے میں آسکے۔

[2] مقدارے۔ یعنی اتنا دھونا ضروری ہے کہ اس نجاست کے اجزاء زائل ہو جائیں۔ دھونے کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں ہے

[3] بایدافشرد۔ نچوڑنا چاہیئے۔ تقاطر۔ قطرے ٹپکنا۔ سہ بار ضروری ہے۔ ہفت بار مستحب ہے۔ سرگیں۔ گوبر۔ خر۔ گدھا۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ دباغت۔ کھال کی رنگائی۔ بر نجاست۔ پانی کے تین وصف ہیں۔ رنگ۔ مزہ۔ بُو۔ اگر نجاست کے گرنے سے کوئی ایک وصف بدل جائیگا تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

نجس نہ شود مگر وقتیکہ از نجاست رنگ یا مزہ یا بو در آں ظاہر شود۔
نہیں ہوگا جب تک کہ نجاست کا رنگ یا مزہ یا بو پانی میں ظاہر نہ ہوجائے۔

مسئلہ۔ اگر سگ در جدولِ[1] آب جاری نشستہ باشد یا مُردارے در آں افتادہ
اگر کتا جاری پانی کی نالی میں بیٹھا ہوا ہو یا اس میں مُردار گر جائے یا

باشد یا متصلِ میزاب نجاست افتادہ باشد و آبِ سقف در باراں ازاں میزاب رواں
پرنالہ کے قریب نجاست گر گئی ہو اور بارش میں چھت کا پانی اس پرنالے سے

شود پس اگر اکثر آب بہ سگ و نجاست رسیدہ رواں می شود نجس باشد والّا
بہنے لگے پس اگر پانی کا زیادہ حصہ کتے اور نجاست تک پہنچ کر بہہ رہا ہو تو پانی ناپاک ورنہ

پاک باشد۔
پاک ہوگا۔

مسئلہ۔ آبِ[2] قلیل باندک نجاست نجس شود۔
تھوڑا پانی تھوڑی نجاست سے ناپاک ہوجاتا ہے

مسئلہ۔ قلتین کہ پنج مشک آب باشد ہر مشک مقدار صد رطل کہ یک من و پنج
دو مٹکے پانی جن میں پانچ مشک پانی ہو ہر مشک میں سو رطل کی مقدار پانی ہو جس کے ہندوستانی

سیر ایں دیار باشد مجموع پنج من و بست و پنج آثار نزد اکثر ائمہ کثیر است و نزدِ امام اعظمؒ
حساب سے ایک من پچیس سیر ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ پانچ من پچیس سیر ہوتا ہے اکثر ائمہ کے نزدیک پانی کی

آبِ کثیر کہ آں است کہ از حرکت دادنِ یک طرف طرفِ دوم متحرک نشود و متاخراں
مقدار کثیر ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کثیر پانی وہ ہے کہ ایک کنارے کے پانی کو ہلانے سے دوسرے کنارے کا

آں را بہ دہ ذراع در دہ تقدیر کردہ اند۔
پانی نہ ہلے۔ متاخرین (بعد کے فقہاء) نے کثیر کی مقدار دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا قرار دی ہے۔

مسئلہ۔ در چاہ[3] اگر جانورے افتد و میرد پس اگر آماسیدہ شود یا پارہ پارہ شود
کنویں میں اگر جانور گر کر مر جائے پھر پھول جائے یا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہو

[1] جدول۔ پانی کی نالی۔ میزاب۔ پرنالہ۔ سقف۔ چھت۔ والّا پاک۔ یعنی وہ پانی سے زیادہ ہے جو نجاست کو لگ کر گزر رہا ہے تو سب پانی ناپاک ہے [2] آبِ قلیل جو دہ در دہ نہ ہو۔ قلتین۔ قُلّہ کا تثنیہ ہے۔ قلہ۔ پانی کے مٹکے کو کہتے ہیں۔ دو قلے پانی ہندوستان کے حساب سے پانچ من پچیس سیر ہوتا ہے۔ اکثر ائمہ پانی کی اس مقدار کو کثیر کہتے ہیں اور اس سے کم کو قلیل۔ احناف اس حوض کے پانی کو کثیر کہتے ہیں جس کے ایک کنارے پر غسل کرنے یا وضو کرنے سے دوسرے کنارے کا پانی نہ ہلے۔ متاخرین نے ایسے حوض کا اندازہ یہ بتایا ہے کہ وہ سو گز مربع ہوتا ہے۔ گز سے چوبیس انگشت والا گز مراد ہے۔
[3] چاہ۔ کنواں۔ آماسیدہ شود۔ پھول جائے۔ پارہ پارہ شود۔ پھٹ جائے۔

تمام آبِ آں چاہ کشیدہ شود و اگرنہ[1] پس اگر جانور کلان است مثلِ گربہ یا کلاں تر

تو اس کنوئیں کا تمام پانی نکالا جائے گا اور اگر جانور گر کر پھولا پھٹا نہ ہو تو سارا پانی نہیں نکلے گا پس اگر بڑا

ازاں نیز تمام آبِ چاہ کشیدہ شود و ہمچنیں اگر سہ جانور متوسط باشند مثلِ کبوتر

جانور مثلاً بلی یا اس سے (بھی) زیادہ بڑا ہو تب بھی سارا پانی نکالا جائیگا۔ اسی طرح اگر تین اوسط درجہ کے جانور ہوں مثلاً کبوتر

واگر جانور خُرد است مثلِ موش وعصفور از مُردن آں بِست دلو کشیدہ شود تاسی و

تو سارا پانی نکالیں گے اگر جانور چھوٹا ہے مثلاً چوہا اور چڑیا تو ان کے مرنے پر بیس سے تیس ڈول تک نکالے جائینگے

از مثل کبوتر چہل دلو کشیدہ شود تا شصت وسہ عصفور حکم یک کبوتر دارد۔ واللہ اعلم

اور کبوتر کی مانند مرنے پر چالیس سے ساٹھ تک نکالیں گے تین چڑیوں کا حکم ایک کبوتر کا سا ہے واللہ اعلم

فصل۔ در تیمم۔ اگر مصلّی بر آب قادر نباشد بہ سبب دُوری آب یک کروہ و کروہ

تیمم کے بیان اگر نماز پڑھنے والا پانی سے ایک کروہ دوری جو چار ہزار قدم کا ہوتا ہے

چہار ہزار قدم یا بہ سبب خوف حدوثِ بیماری یا درنگ در شفا یا زیادتِ

کے باعث پانی پر قادر نہ ہو یا بیمار پڑ جائے یا دیر میں شفایاب ہونے کا

مرض یا خوفِ دشمن یا درندہ یا خوفِ تشنگی یا میسّر نہ شدنِ دلو یا رسن[2] او را جائز است

اندیشہ یا مرض کی زیادتی یا دشمن یا درندہ یا پیاس کے خوف سے یا ڈول یا رسی میسر نہ ہونے

کہ عوضِ وضو وغسل تیمم کند بر جنسِ زمین خاک باشد یا ریگ یا چونہ یا گچ یا سنگِ سُرخ

کی بنا پر قادر نہ ہو تو اس کے لیے وضو اور غسل کے عوض تیمم جائز ہے تیمم زمین کی جنس سے کیا جائے وہ مٹی ہو

یا سیاہ یا مرمر بشرطیکہ پاک باشد۔

یا ریت یا چونہ یا گچ یا سُرخ وسیاہ پتھر یا سنگ مرمر بشرطیکہ پاک ہو۔

مسئلہ۔ اوّل نیتِ تیمم کند و ہر دو دست بر زمین زدہ یک بار بر تمام روئے بمالد و باز بر

پہلے تیمم کی نیت کرے دونوں ہاتھ ایک مرتبہ زمین پر مارکر پورے چہرے پر ملے پھر دونوں

زمین زدہ بر ہر دو دست با آرنج بمالد ایں سہ چیز در تیمم فرض است اگر مقدار

ہاتھ زمین پر مارکر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ملے۔ تیمم میں یہ تین چیزیں فرض ہیں۔ اگر ہاتھ یا چہرے

[1] واگرنہ۔ یعنی جانور گر کر پھولا پھٹا نہیں ہے۔ گربہ۔ بلی۔ کلاں تر۔ جیسے انسان۔ بکری۔ متوسط۔ درمیانہ۔ موش۔ چوہا۔ عصفور۔ چڑیا۔ دلو۔ یعنی وہ ڈول جس سے عام طور پر پانی بھرا جاتا ہے۔ مصلّی۔ نماز پڑھنے والا۔ کروہ۔ چار ہزار قدم کا فاصلہ، ایک میل۔ حدوث۔ پیدا ہونا۔

[2] رسن۔ رسی۔ جنسِ زمین۔ جو چیز جل کر راکھ ہو جائے۔ جیسے کہ لکڑی وغیرہ یا پگھلانے سے پگھل جائے۔ جیسے سونا۔ چاندی۔ یہ جنس زمین سے نہیں ہیں۔ نیت۔ یعنی کسی ایسی مقصود عبادت کے ارادے سے تیمم کرے جو بدون طہارت کے ادا نہ ہو سکتی ہو۔ آرنج۔ کہنی۔ سہ چیز۔ نیت، چہرہ کا مسح، ہاتھوں کا مسح۔

ناخن ہم از دست یا روئے باقی ماند کہ دست آنجا نہ رسیدہ باشد تیمّم روا نباشد پس

منہ میں سے ایک ناخن برابر بھی کوئی جگہ خشک رہ گئی کہ جس پر ہاتھ نہ پھرا تو تیمم درست نہ ہوگا پس

انگشتری[1] را حرکت باید داد و خلال در انگشتان باید کرد۔

اگر (ہاتھ میں) انگوٹھی ہو تو اسے ہلا دے اور انگلیوں میں خلال کرے

مسئلہ۔ تیمّم پیش از وقتِ نماز جائز است و از یک تیمّم چند نمازِ فرض و

نماز کے وقت سے پہلے تیمم کر لینا جائز ہے اور ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھنا جائز ہے فرض

نفل خواندن جائز است۔

ہوں یا نفل

مسئلہ۔ اگر بر آب قادر شود تیمّم باطل گردد و اگر در عین نماز بر آب قادر شود نماز

اگر پانی میسر ہو جائے تو تیمم باطل ہو جائیگا اگر نماز پڑھتے ہوئے پانی پر قدرت حاصل ہو

کہ بہ تیمّم شروع کردہ باطل گردد۔

گئی تو تیمم سے شروع کی ہوئی نماز باطل ہو گئی

مسئلہ۔ اگر بدنِ مصلّی یا پارچہ او نجس باشد و بر استعمالِ آب قادر نباشد اورا

اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا اس کا کپڑا ناپاک ہو اور پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو

نماز با نجاست جائز است اگر بر پارچہ پاک بقدرِ سترِ عورت قادر نباشد۔

ہو تو اس کے لئے نجاست کے ساتھ نماز جائز ہے بشرطیکہ پاک کپڑے کی اتنی مقدار میسر نہ ہو کہ جس سے وہ جسم کے نماز میں پوشیدہ رکھنے والے حصہ کو پوشیدہ کر سکے[ع]

کِتابُ الصَّلوٰۃ

فصل۔ نماز از[2] در آمدنِ وقت در حالتِ اسلام و عقل و بلوغ

مسلمان عاقل بالغ اور حیض و نفاس سے پاک (عورت) پر نماز

---

[1] انگشتری۔ انگوٹھی جو انگلی میں پہنے ہو۔

از یک تیمم۔ یعنی جس طرح ایک وضو سے بہت سی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح تیمم کا بھی حکم ہے۔ اگر بر آب۔ یعنی پانی ملنے پر تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں تیمم ٹوٹ جانے سے از سر نو نماز پڑھنی ہوگی۔ اگر بر پارچہ پاک۔ یعنی جس قدر بدن کا حصہ نماز میں ڈھانپنا ضروری ہے اس کے قابل بھی پاک کپڑا نہ ملے تو پھر ناپاک کپڑے میں نماز جائز ہوگی

[2] نماز از در آمدن۔ یعنی ایک عاقل بالغ مسلمان پر جو کہ حیض و نفاس میں مبتلا نہ ہو، نماز کا وقت ہو جانے پر نماز فرض ہو جاتی ہے۔ بقدر تحریمہ۔ یعنی نماز کا اتنا وقت بھی اگر مل جائے جس میں نیت باندھ سکے۔

[ع] فائدہ۔ اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو میں مرض ہے اور اس عضو پر پانی پہنچانا اس کو مضر ہو یا مرض بڑھتا ہو تو اس کو جائز ہے کہ اس پر مسح کرے اور دوسرے اعضا کو دھووے اور اگر وضو کے اعضا میں سے اکثر اعضا میں زخم یا مرض ہو کہ دھونے سے نقصان ہوتا ہو تو اس صورت میں تیمم کر لے (یہ مسئلہ اصل مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہے) منظور احمد ۱۲

دپاکی از حیض ونفاس فرض می شود۔
فرض ہو جاتی ہے۔

مسئلہ۔ اگر وقت بقدرِ تحریمہ باقی باشد کہ کافر مسلمان شد یا طفل بالغ گشت یا مجنون
اگر وقتِ تکبیر تحریمہ کی مقدار باقی ہو کہ کافر مسلمان ہوجائے یا بچہ بالغ ہوجائے یا دیوانہ

عاقل شد نماز بروے فرض شد و بعدِ انقطاعِ حیض و نفاس بقدرِ غسل و تحریمہ اگر
عاقل ہوجائے تو نماز اس پر فرض ہوگئی عہ اور حیض و نفاس ختم ہونے کے بعد نماز کا وقت اگر اتنا

وقتِ نماز باقی باشد نماز فرض شود۔
باقی ہو کہ غسل کرسکے یا تکبیر تحریمہ کہہ سکے تو نماز فرض ہوگئی۔ عہ

فصل۔ وقتِ نمازِ فجر از طلوعِ صبح صادق[1] است تا طلوعِ کنارۂ آفتاب و وقتِ ظہر بعد
نمازِ فجر کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے آفتاب کا کنارہ طلوع ہونے تک ہے اور ظہر کا

زوال است تا کہ سایۂ ہر چیز ہمچند او بشود سوائے سایۂ اصلی و آں یک نیم قدم
وقت زوال کے بعد سے اس وقت تک رہتا ہے کہ سایۂ اصلی کے علاوہ ہر شے کا سایہ اس کے برابر برقرار رہے عہ

در ساون باشد و پس و پیش آں چہار ماہ یک یک قدم بیفزاید و بعد ازاں در ہر ماہ
ساون میں سایۂ اصلی ڈیڑھ قدم ہوتا ہے اور اس سے پہلے اور بعد کے چار ماہ میں ایک ایک قدم بڑھ جاتا ہے اور اس کے

دو دو قدم بیفزاید تا کہ در ماہ ماہ دہ نیم قدم باشد و قدم عبارت از ہفتم حصہ ہر چیز
بعد ہر ماہ دو دو قدم بڑھتا ہے یہاں تک کہ ماگھ کے مہینہ میں سایۂ اصلی ساڑھے دس قدم کا ہوگا قدم سے مراد ہر چیز کا ساتواں

است ایں قولِ امام ابو یوسفؒ و محمدؒ و جمہور علماء است و از امام اعظمؒ ہم روایتے است
حصہ ہے عہ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ اور جمہور علماء یہی فرماتے ہیں امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایک روایت

ایں چنیں و روایتِ مفتیٰ بہ[2] از امام اعظمؒ آں است کہ وقتِ ظہر باقی ماند تا کہ سایہ ہر چیز
اسی طرح ہے امام ابو حنیفہؒ کا جس قول پر فتویٰ ہے کہ ظہر کا وقت اس وقت تک باقی رہے گا کہ سایۂ

دو چند آں شود سوائے سایہ اصلی و بعد گذشتنِ وقتِ ظہر بر ہر دو قول وقت[3]
اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا باقی رہے ظہر کا وقت ختم ہونے پر دونوں قولوں کے مطابق عصر کا

[1] صبح صادق۔ صبح کاذب وہ سفیدی کہلاتی ہے جو کہ طولاً نمودار ہوتی ہے چونکہ اس صبح کی افق تصدیق نہیں کرتا ہے۔ اس لیے اس صبح کو کاذب کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک سفیدی آسمان کے کناروں پر نمودار ہوتی ہے جس کے ساتھ افق بھی روشن ہو جاتا ہے تو گویا افق کی سفیدی نے اس صبح کی تصدیق کر دی ہے لہٰذا اس کو صادق کہا جاتا ہے [2] مفتیٰ بہ۔ امام صاحب اور صاحبین کے اقوال کی پوری تشریح صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ [3] وقتِ عصر۔ سورج پیلا پڑنے سے پہلے نماز عصر بلا کراہت درست ہے اس کے بعد کا وقت مکروہ ہے۔ عہ یعنی اس نماز کی قضا اس پر لازم ہوگی عہ اور اگر وقت میں اس قدر گنجائش نہیں ہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض نہ ہوگی عہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے میں سایۂ اصلی کو شمار نہیں کرتے ہیں۔

عصر است تاکہ آفتاب زرد و بے شعاع نشود و بعد ازاں وقتِ عصر مکروہ است تا

وقت ہے یہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ سورج پھیلا اور بے نور و بے شعاع نہ ہو اس کے بعد غروب آفتاب تک

غروبِ آفتاب درآں[1] وقتِ عصرِ ہماں روز باکراہتِ تحریمی جائز است و دیگر نماز

عصر کا وقت مکروہ ہے اسی وقت میں اسی دن کی عصر کی نماز بکراہتِ تحریمی جائز ہے اور دوسری

فرض ونفل جائز نیست و بعد غروبِ آفتاب وقتِ مغرب است تا غروبِ شفق سُرخ

فرض و نفل نماز جائز نہیں آفتاب غروب ہونے کے بعد سُرخ شفق کے غائب ہونے

نزدِ اکثرِ علماء و نزدِ امام اعظم برقولے تا شفق سفید وقتِ مغرب باقی ماند

تک اکثر علماء کے نزدیک مغرب کا وقت ہے امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق مغرب کا وقت سفید

لیکن بعد انبوہِ[2] ستارگان نمازِ مغرب مکروہ باشد بہ کراہتِ تنزیہی و بعد گزشتنِ

شفق کے غائب ہونے تک باقی رہتا ہے مگر ستارے زیادہ نکل آنے کے بعد نمازِ مغرب کا مکروہ وقت ہوگا لیکن یہ کراہت تنزیہی

وقتِ مغرب بر ہر دو قول وقتِ عشاء است تا نصفِ شب نزدِ جمہور و نزدِ امام

(خلافِ اولیٰ) ہے مغرب کا وقت ختم ہونے پر دونوں قولوں کے موافق عشاء کا وقت شروع ہو کر نصف شب

اعظم تا صبح بہ کراہتِ تحریمی و وقتِ وتر بعد[3] ادائے عشاء است تا طلوعِ صبح و

تک جمہور (اکثر فقہاء) کے نزدیک باقی رہتا ہے - امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک (نصف شب کے بعد) صبح تک بکراہتِ تحریمی

تاخیرِ ظہر در گرما و تاخیرِ عشاء تا ثلثِ شب و در روشنی روز خواندنِ صبح بہ حدیکہ بقراءت

وقت باقی رہتا ہے وتر کا وقت عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد صبح کے طلوع ہونے تک ہے گرمی کے موسم میں نمازِ ظہر (کچھ) تاخیر سے پڑھنا اور

مسنون نماز ادا کند و اگر فساد ظاہر شود باز بقراءتِ مسنون ادا کند مستحب است و در دیگر

عشاء کو تہائی رات تک اور صبح کی نماز اُجالے و روشنی میں پڑھنا اس حد تک کہ اگر نماز فاسد ہو جائے تو مسنون طریقہ کے ساتھ

نماز ہا نزدِ فقیر تعجیل اولیٰ است۔

ادا ہو سکے مستحب ہے اور دوسری نمازوں میں تو مصنف کے نزدیک تعجیل (جلد پڑھنا) زیادہ بہتر ہے -

[1] دراں وقت۔ غروبِ آفتاب کے وقت صرف اس روز کے عصر کی نماز ہو جاتی ہے وہ بھی کراہتِ تحریمی کے ساتھ۔

شفق۔ غروبِ آفتاب کے بعد ابتداءً افق پر سُرخی آتی ہے۔ اس سے کچھ دیر بعد سفیدی آتی ہے۔ امام صاحب شفق سے سفیدی مراد لیتے ہیں۔ دیگر امام سُرخی کو شفق کہتے ہیں۔

[2] انبوہ۔ کثرت۔ ہر دو قول یعنی۔ مغرب کا آخری وقت سُرخی کو کہا جائے یا سفیدی کو۔ نزدِ جمہور۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے نزدیک عشاء کے آخری وقت میں اختلاف ہے لیکن فقہ کی دیگر معتبر کتابیں اختلاف کو ظاہر نہیں کرتی ہیں بلکہ سب کے نزدیک ایک تہائی شب تک وقت مستحب ہے اور نصف شب تک مباح اور نصف شب کے بعد صبح تک مکروہ۔

[3] بعد ادائے عشاء۔ یہ صاحبین کا قول ہے۔ امام صاحب کے نزدیک وتر و عشاء کا ایک ہی وقت ہے۔ البتہ عشاء پہلے اور وتر بعد میں پڑھنا واجب ہے۔ در روشنی۔ یعنی صبح کی نماز اس قدر اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے کہ نماز مسنون قراءت کے ساتھ پڑھی جائے اور پھر بھی اس قدر وقت باقی رہ جائے کہ اگر فساد کی وجہ سے نماز کا لوٹانا ضروری ہو جائے تو مسنون قراءت سے اس کو لوٹایا جا سکے۔

سایہ اصلی کی بحثیں سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ حسب ذیل اصطلاحیں سمجھ لی جائیں۔

۱۔ قدم۔ ہر شے کے قد کے ساتویں حصہ کو کہتے ہیں جو ساٹھ دقیقہ کا ہوتا ہے۔

۲۔ دقیقہ ساٹھ آن کا ہوتا ہے۔

۳۔ آن۔ جس میں گیارہ بار اللہ کہا جاسکے۔

۴۔ ساعت یا گھڑی ساٹھ پل کی ہوتی ہے۔

۵۔ پل ساٹھ ریزے کی ہوتی ہے۔

۶۔ ریزہ۔ وقت کی وہ مقدار جس میں دو حرفی لفظ مثلاً "آن" کہا جاسکے۔

مندرجہ ذیل نقشہ میں سات مہینہ کا حساب اس طرح دیا ہے کہ ساون کا سایہ اصلی ڈیڑھ قدم بتایا ہے۔ پھر اس سے پہلے تین مہینوں اور بعد کے تین مہینوں میں ایک ایک قدم کا اضافہ ہونا بتایا ہے۔ جس کو اس طرح ملاحظہ کیا جائے۔

بیساکھ[۴]	جیٹھ[۳]	اساڑھ[۲]	ساون	بھادوں[۲]	کنوار[۳]	کاتک[۴]
۴½	۳½	۲½	۱½	۲½	۳½	۴½

ان سات مہینوں کے علاوہ باقی ماندہ مہینوں میں دو دو قدم دونوں طرف زیادہ بڑھاتے جائیں۔

چیت	پھاگن	ماگھ	پوہ	اگھن
۶½	۸½	۱۰½	۸½	۶½
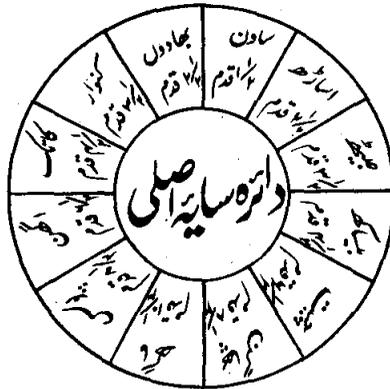
امام صاحب کے ایک قول کے مطابق اور صاحبین کے نزدیک ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ اس چیز کے برابر ہے۔ بڑھنے پر وقت ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن امام صاحب کا مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ ظہر کا وقت ہر چیز کے سایہ اصلی کے علاوہ دوگنا سایہ ہونے تک باقی رہتا ہے۔

سایۂ اصلی کے پہچان کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بالکل ہموار زمین پر ایک دائرہ بنا لو اور دائرہ کے بالکل بیچ میں قطر دائرہ کے چوتھائی سے بڑی نوکیلے سر کی ایک لکڑی گاڑ دو۔ جب سورج طلوع کرے گا تو اس لکڑی کا سایہ دائرہ سے باہر نکلا ہوا ہوگا جوں جوں سورج چڑھے گا سایہ کم ہوتا ہوا دائرہ کے اندر داخل ہونا شروع ہو جائے گا۔ دائرہ کے محیط پر جب یہ سایہ پہنچے اور اندر داخل ہونا شروع ہو تو محیط پر اس جگہ ایک نشان لگا دو۔ جہاں سے سایہ اندر داخل ہو رہا ہے۔ پھر دوپہر بعد یہ سایہ بڑھ کر دائرہ کے محیط سے نکلنا شروع ہوگا۔ جس جگہ محیط سے یہ سایہ باہر نکلے اس جگہ بھی محیط پر نشان لگا لو۔ پھر ان دونوں نشانوں کو ایک خطِ مستقیم کھینچ کر ملا دو۔ اب محیط دائرہ کے اس قوسی حصہ کے نصف پر جو کہ ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے ایک نشان قائم کر کے اس کو خطِ مستقیم کے ذریعے جو مرکز پر دائرہ پر سے گذرے محیط تک پہنچا دو یہ خط نصف النہار کہلائے گا اور جو سایہ کہ اس خط پر پڑے گا وہ سایۂ اصلی کہلائے گا۔

جدول اقدار سایۂ اصلی

تحویل آفتاب در بروج	۱ حمل	۲ ثور	۳ جوزا	۴ سرطان	۵ اسد	۶ سنبلہ	۷ میزان	۸ عقرب	۹ قوس	۱۰ جدی	۱۱ دلو	۱۲ حوت	عرض البلد	طول البلد
تطابق تحویل تاریخہائے عیسوی	۲۱ مارچ	۲۱ اپریل	۲۲ مئی	۲۲ جون	۲۴ جولائی	۲۴ اگست	۲۴ ستمبر	۲۴ اکتوبر	۲۳ نومبر	۲۲ دسمبر	۲۰ جنوری	۱۹ فروری		
اقدام و دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ	قدم دقیقہ
احمد نگر (بمبئی)	۲ ۲۵	۰ ۵۵	۰ ۲۰	۰ ۳۲	۰ ۲۰	۰ ۵۵	۲ ۲۵	۴ ۴	۵ ۴۷	۶ ۲۶	۵ ۴۷	۴ ۴	۱۹ ۵	۷۲ ۴۸
اورنگ آباد	۲ ۳۷	۱ ۷	۰ ۰	۰ ۲۱	۰ ۰	۱ ۷	۲ ۳۷	۴ ۲۲	۶ ۲	۶ ۴۵	۶ ۲	۴ ۲۲	۱۹ ۵۳	۷۵ ۲۳
سورت	۲ ۴۵	۱ ۱۳	۰ ۸	۰ ۱۴	۰ ۸	۱ ۱۳	۲ ۴۵	۴ ۲۳	۶ ۱۴	۷ ۰	۶ ۱۴	۴ ۲۳	۲۱ ۱۲	۷۲ ۵۲
کلکتہ	۲ ۵۰	۱ ۱۸	۰ ۱۳	۰ ۱۱	۰ ۱۲	۱ ۱۸	۲ ۵۰	۴ ۲۹	۶ ۲۱	۷ ۸	۶ ۲۱	۴ ۲۹	۲۲ ۳۴	۸۸ ۲۴
احمد آباد گجرات	۳ ۱	۱ ۲۷	۰ ۲۲	۰ ۱	۰ ۲۲	۱ ۲۷	۳ ۱	۴ ۵۱	۶ ۳۹	۶ ۲۷	۶ ۳۹	۴ ۵۱	۲۳ ۲	۷۲ ۳۸
مرشد آباد	۳ ۱۵	۱ ۴۱	۰ ۳۴	۰ ۱۲	۰ ۳۴	۱ ۴۱	۳ ۱۵	۵ ۱۱	۷ ۴	۷ ۵۶	۷ ۴	۵ ۱۱	۲۴ ۱۱	۸۸ ۱۹
الہ آباد	۳ ۲۵	۱ ۴۹	۰ ۴۲	۰ ۱۹	۰ ۴۲	۱ ۴۹	۳ ۲۵	۵ ۲۳	۷ ۱۹	۸ ۱۲	۷ ۱۹	۵ ۲۳	۲۵ ۲۸	۸۱ ۵۴
بنارس	۳ ۲۷	۱ ۵۱	۰ ۴۴	۰ ۲۱	۰ ۴۴	۱ ۵۱	۳ ۲۷	۵ ۲۶	۷ ۲۲	۸ ۱۶	۷ ۲۲	۵ ۲۶	۲۵ ۳۰	۸۲ ۰
پٹنہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۵ ۳۷	۸۵ ۱۳
جون پور	۳ ۲۸	۱ ۵۱	۰ ۴۴	۰ ۲۱	۰ ۴۴	۱ ۵۱	۳ ۲۸	۵ ۲۷	۷ ۲۴	۸ ۱۷	۷ ۲۴	۵ ۲۷	۲۵ ۴۶	۸۲ ۴۴
لکھنؤ (وفیض آباد)	۳ ۳۰	۱ ۵۲	۰ ۴۶	۰ ۲۲	۰ ۴۶	۱ ۵۳	۳ ۳۰	۵ ۲۹	۷ ۲۷	۸ ۲۰	۷ ۲۷	۵ ۲۹	۲۶ ۵۵	۸۰ ۵۹
آگرہ	۳ ۳۲	۱ ۵۵	۰ ۴۸	۰ ۲۴	۰ ۴۸	۱ ۵۵	۳ ۳۲	۵ ۳۱	۷ ۲۹	۸ ۲۴	۷ ۲۹	۵ ۳۱	۲۷ ۱۰	۷۸ ۵
بدایوں	۳ ۳۸	۲ ۰	۰ ۵۳	۰ ۲۹	۰ ۵۳	۲ ۰	۳ ۳۸	۵ ۴۰	۷ ۴۲	۸ ۴۰	۷ ۴۲	۵ ۴۰	۲۸ ۲	۷۹ ۱۰
سنبھل	۳ ۴۸	۲ ۸	۰ ۵۹	۰ ۳۶	۰ ۵۹	۲ ۸	۳ ۴۸	۵ ۵۲	۷ ۵۹	۸ ۵۴	۷ ۵۹	۵ ۵۲	۲۸ ۳۵	۷۸ ۳۷
دہلی	۳ ۴۹	۲ ۱۰	۱ ۱	۰ ۳۸	۱ ۱	۲ ۱۰	۳ ۴۹	۵ ۵۴	۸ ۲	۸ ۵۸	۸ ۲	۵ ۵۴	۲۸ ۳۸	۷۷ ۱۲
پانی پت	۳ ۵۲	۲ ۱۱	۱ ۴	۰ ۴۰	۱ ۴	۲ ۱۱	۳ ۵۲	۵ ۵۸	۸ ۶	۹ ۲	۸ ۶	۵ ۵۸	۲۹ ۲۳	۷۷ ۱
ہردوار	۴ ۵	۲ ۲۳	۱ ۱۴	۰ ۵۰	۱ ۱۴	۲ ۲۳	۴ ۵	۶ ۱۵	۸ ۳۱	۹ ۳۵	۸ ۳۱	۶ ۱۵	۲۹ ۵۸	۷۸ ۱۳
سرہند	۴ ۸	۲ ۲۵	۱ ۱۵	۰ ۵۱	۱ ۱۵	۲ ۲۵	۴ ۸	۶ ۱۸	۸ ۳۵	۹ ۴۱	۸ ۳۵	۶ ۱۸	۳۰ ۳۸	۷۶ ۲۹
لاہور	۴ ۲۲	۲ ۳۶	۱ ۲۶	۱ ۱	۱ ۲۶	۲ ۳۶	۴ ۲۲	۶ ۳۶	۹ ۰	۱۰ ۱۰	۹ ۰	۶ ۳۶	۳۱ ۲۷	۷۴ ۲۶
کابل	۴ ۴۹	۳ ۰	۱ ۴۷	۱ ۲۰	۱ ۴۷	۳ ۰	۴ ۴۹	۷ ۱۵	۹ ۵۵	۱۱ ۱۴	۹ ۵۵	۷ ۱۵	۳۴ ۲۰	۶۹ ۱۸

مگر برائے انتظارِ جماعت و در وقتِ[1] طلوعِ آفتاب و میانہ روز و وقتِ غروب سوائے

البتہ انتظار جماعت کی خاطر تاخیر میں مضائقہ نہیں سورج طلوع ہونے، نصف النہار اور سورج غروب ہونے کے وقت اس دن

عصر آں روز دیگر ہیچ نماز جائز نیست و نہ سجدۂ تلاوت و نمازِ جنازہ و

کی عصر کے علاوہ نہ کوئی اور نماز جائز ہے اور نہ سجدۂ تلاوت و نمازِ جنازہ فجر کے وقت

در وقتِ فجر سوائے سنتِ فجر و بعدِ عصر پیش از زردیٔ آفتاب و پیش از مغرب نفل

میں فجر کی سنتوں کے علاوہ اور عصر کی نماز کے بعد آفتاب پھیلا ہونے اور مغرب

مکروہ است و قضا جائز است۔

سے پہلے نفل مکروہ ہے البتہ قضا جائز ہے۔

فصل۔ اذان و اقامت برائے ادا[2] و قضا مسنون است و صفتِ آں معروف

ادا اور قضا دونوں کے لیے اذان و اقامت مسنون ہیں ان کی تعریف معروف و مشہور ہے۔[a]

است و مسافر را ترکِ اذان مکروہ است و ہر کہ در خانہ نماز گزارد اذانِ مصر

اور مسافر کے لیے اذان ترک کرنا مکروہ ہے اور گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے

او را کافی است۔

شہر کی اذان کافی ہے

فصل۔ در شروطِ نماز۔ شروطِ طہارتِ بدنِ مصلی است از نجاستِ[3] حقیقی و حکمی

نماز کی شرطوں میں نماز پڑھنے والے کے بدن کا حقیقی اور حکمی نجاست سے

چنانچہ بالا گذشت و طہارتِ پارچہ و طہارتِ مکان و استقبالِ قبلہ و سترِ

پاک ہونا ہے جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے اور جگہ کا پاک ہونا اور قبلہ رخ ہونا اور اس حصہ

عورتِ مرد را از زیرِ ناف تا زیرِ زانو و ہمچنیں کنیز را با زیادتِ شکم و پشت

بدن کا چھپانا جسے پوشیدہ رکھنا نماز میں ضروری ہے مرد کے لیے یہ ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ہے اور باندی کے لئے اس کے علاوہ

[1] وقتِ طلوع۔ طلوعِ آفتاب نصف النہار اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں بجز اسی دن کی عصر کے کہ وہ غروب کے وقت بھی کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا ہوجاتی ہے۔ قضا جائز است۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے۔ عصر کی نماز کے بعد آفتاب کی زردی سے پہلے قضا نمازیں پڑھنا جائز ہے [2] ادا و قضا۔ یعنی فرض نماز وقت میں ادا کی جارہی ہو یا وقت کے بعد دونوں صورتوں میں اذان و تکبیر کہنا مسنون ہے۔ تراویح۔ عیدین۔ وتر کے لئے مسنون نہیں ہیں [3] نجاستِ حقیقی۔ یعنی اگر نمازی کے بدن پر حقیقی نجاست کی وہ مقدار لگی ہو جو معاف نہیں ہے تو نماز درست نہ ہوگی۔ حکمی۔ یعنی بے غسل و بے وضو نماز نہ ہوگی۔ طہارت۔ یعنی وہ جگہ جس پر نماز پڑھنی ہے۔ عورت۔ بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے۔ مرد کے لیے ناف سے گھٹنوں تک چھپانا ضروری ہے۔ باندی کے لئے پیٹ اور پیٹھ کا بھی چھپانا ضروری ہے۔ آزاد عورت کو بجز چہرہ و کفِ دست و قدم کے اپنا تمام بدن چھپانا ضروری ہے

[a] یعنی اذان کہنے کے وقت منہ قبلہ کی طرف ہو اور دونوں شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں میں رکھے اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہنے کے وقت منہ داہنی طرف پھیرے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے وقت منہ بائیں طرف پھیرے اور فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کہے اور اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے۔

وزنِ حُرّہ را تمام بدن مگر رُو و ہر دو کفِ دست و ہر دو قدم مسئلہ۔ ہر عضو از

پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا اور آزاد عورت کے لئے سارے بدن کا چھپانا البتہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں اس سے مستثنیٰ ہیں عہ مرد یا عورت کے ان

اعضائے عورت مرد یا زن اگر چہارم حصّۂ آں برہنہ شود نماز فاسد گردد و

اعضا میں سے جن کا چھپانا ضروری ہے اگر کوئی عضو چوتھائی کھل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی عورت کے لٹکتے

موہائے سرِ زن کہ فروہشتہ باشند عضوے است علیحدہ ۔ اگر چہارم حصّۂ آں

ہوتے سر کے بال ایک الگ عضو ہے اگر ان کا چوتھائی حصہ

برہنہ شود نماز فاسد گردد مسئلہ۔ در نوازل[۱] گفتہ کہ آوازِ زن ہم عورت

کھل جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی نوازل میں ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت (چھپانے کے

است ۔ ابنِ ہمام[۲] گفتہ کہ بریں تقدیر اگر زن بقراءت بجہر خواند نمازش

قابل) ہے ابن ہمام[۲] کہتے ہیں کہ تعریف کے مطابق اگر عورت زور سے قراءت کرے تو اس کی نماز فاسد

فاسد شود۔ مسئلہ۔ ہر کرا پارچہ برائے سترِ عورت نباشد نمازِ او برہنہ جائز

ہو جائے گی جس کے پاس ستر عورت (ضروری اعضاء کو چھپانے) کے لئے کپڑا نہ ہو تو اس کے لئے

است۔ مسئلہ ۔ اگر جانبِ قبلہ معلوم نہ شود تحرّی[۳] کردہ موافقِ تحرّی نماز گزارد و

برہنہ نماز پڑھنا جائز ہے اگر قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو تحرّی (غور و فکر) کر کے تحرّی کے مطابق نماز پڑھے ۔

بدونِ تحرّی نمازش جائز نیست۔ مسئلہ۔ ہر کہ بسببِ خوفِ دشمن یا عدمِ

تحرّی کے بغیر اس کی نماز جائز نہیں جو شخص دشمن کے خوف یا مرض کی وجہ

قدرت بسببِ مرض رو بقبلہ نتواند آورد ہر سو کہ ممکن باشد نماز گزارد۔ مسئلہ۔

سے قبلہ رُخ ہونے پر قادر نہ ہو تو جس طرف ممکن ہو نماز پڑھ لے مسئلہ

نمازِ نفل در صحرا بر چہار پایہ ہر سو کہ چہار پایہ رود جائز است ۔ مسئلہ نیت

صحرا (جنگل) میں چوپایہ پر سوار ہونے کی حالت میں نماز جس طرف کو چوپایہ جائے جائز ہے نماز

شرطِ نماز است مطلق[۴] نیت برائے نفل و سنت و تراویح جائز است

کی شرط نیت ہے محض نماز پڑھنے کی نیت سنت و نفل اور تراویح کے لیے جائز ہے فرض اور وتر کے واسطے تعیین

[۱] نوازل۔ فقہ کی کتاب ہے۔ ابن ہمام۔ فتح القدیر فقہ کی مشہور کتاب کے مصنف ہیں۔ جائز است۔ ننگے آدمی کے لیے یہ بہتر ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع سجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے [۳] تحرّی۔ اٹکل سے کام لینا۔ ہر کہ۔ یعنی کسی معقول وجہ سے قبلہ رو ہو کر نماز ادا نہ کر سکتا ہو۔ نماز نفل۔ نفلیں چوپائے پر سواری کی حالت میں پڑھ لینا جائز ہیں اگرچہ قبلہ رو نہ ہو۔ لیکن فرض اُتر کر پڑھنا ضروری ہے بشرطیکہ اُتر کر پڑھنا ممکن ہو [۴] مطلق نیت۔ یعنی نفلوں کے لیے صرف نماز کی نیت کرنا ضروری ہے۔ نیت میں یہ متعین کرنا ضروری نہیں ہے کہ کس قسم کی نفلیں اور کس وقت کی نفلیں پڑھ رہا ہے۔ فرضوں میں یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ کون سے وقت کے فرض پڑھ رہا ہے اور اگر امام کے پیچھے پڑھ رہا ہے تو اس کی بھی نیت کرے۔

عہ کہ ان کا ڈھانکنا ضروری نہیں۔

و برائے فرض و وتر تعیین نیت متصل تحریمہ و دانستن آنکہ نمازِ ظہر می خوانم یا عصر

تحریمہ کے ساتھ ہی متعین طور پر نیت کہ ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں یا عصر کی

شرط است و نیتِ اِقتدا بر مقتدی لازم است و نیت عددِ رکعات شرط نیست

شرط ہے مقتدی پر امام کی اقتدار کی نیت ضروری ہے تعداد رکعات کی نیت شرط نہیں عہ

فصل۔ در[1] ارکانِ نماز۔ از فرائض نماز کہ داخلِ نماز اند یکے تحریمہ است کہ

نماز کے ارکان کے بیان میں - نماز کے فرائض جو داخل نماز ہیں (کہ ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی)

شرط است برائے تحریمہ آنچہ در سائرِ ارکان شرط است از طہارت و سترِ

ان میں سے ایک تکبیر تحریمہ ہے تحریمہ کے واسطے وہی شرطیں ہیں جو تمام ارکان کے لیے ہیں یعنی

عورت و استقبال قبلہ و وقتِ نماز و نیت و دو رکعت و قعدۂ اخیرہ در[2] فجر و چہار

پاکی ستر عورت اور استقبال قبلہ نماز کا وقت اور نیت دو رکعت اور قعدۂ اخیرہ نماز فجر میں رکن

رکعت و قعدۂ اخیرہ در ظہر و عصر و عشاء و سہ رکعت و قعدۂ اخیرہ در مغرب و وتر

ہیں اور چار رکعت اور قعدہ اخیرہ ظہر و عصر و عشاء کی نماز میں رکن (فرض) ہے۔ تین رکعتیں اور قعدہ اخیرہ نماز مغرب اور

و دو رکعت و قعدہ اخیرہ در نفل و خروج از نماز بہ فعلِ مصلّی ہم فرض است نزدِ

وتر میں اور دو رکعت اور قعدہ اخیرہ نفل میں اور نماز پڑھنے والے کا اپنے کسی فعل کے ذریعے نماز سے فارغ ہونا اور

امام اعظمؒ و فرض در ہر رکعت قیام[3] و رکوع و سجود است باتفاق علماء و قراءت

نکلنا بھی فرض ہے عہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہر رکعت میں قیام، رکوع اور سجدے باتفاق علماء فرض ہیں امام

نزد شافعیؒ و احمدؒ در ہر رکعت از رکعات فرض و نفل فرض است و

شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک فرض اور نفل کی رکعات میں سے ہر رکعت میں قراءت فرض ہے اور

نزد امام اعظمؒ قراءت در دو رکعت از رکعات فرائض خمسہ فرض است

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فرائض خمسہ (پانچ وقت کی فرض نماز) کی رکعتوں میں سے (ہر فرض کی) دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے

---

[1] ارکان۔ رکن کی جمع ہے۔ کسی چیز کا رکن وہ شے کہلائے گی جو اس چیز کے اندر داخل ہو اور وہ چیز اس شے کے بغیر نہ پائی جاسکتی ہو۔ شرط اور رکن میں فرق اسی قدر ہے کہ شرط شے سے خارج ہوتی ہے۔ تحریمہ۔ یعنی شروع میں ہاتھ اٹھا کر جو تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ چونکہ اس تکبیر کے بعد کھانا پینا بات چیت کرنا حرام ہو جاتے ہیں اس لیے اس کو تحریمہ کہا جاتا ہے۔ کہ شرط است۔ یعنی چونکہ پاکی، کپڑا پہنے ہونا، قبلہ رو ہونا، وقت، نیت جس طرح دوسرے رکنوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح تحریمہ کے لیے بھی ضروری ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بھی رکن ہے شرط نہیں ہے [2] در فجر۔ صبح کی نماز میں دو رکعتیں اور آخری قعدہ بھی رکن ہے۔ در ظہر۔ یعنی ظہر، عصر، عشاء کی نماز میں چار رکعتیں اور آخری قعدہ فرض ہے۔ خروج۔ یعنی نماز پڑھنے والا اپنے کسی فعل کے لیے نماز سے فارغ ہو۔ یہ بھی امام صاحب کے نزدیک فرض ہے۔

[3] قیام۔ یعنی کھڑے ہو کر رکوع و سجدہ میں جاسکتا ہو تو قیام فرض ہے ورنہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کرے۔ قراءت۔ فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرآن پڑھنا فرض ہے۔ قومہ۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ جلسہ۔ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ قرار گرفتن۔ یعنی پہلے رکن کی ادائیگی کی حرکت ختم ہو جائے تب دوسرا شروع کرے۔

عہ اور یہ چھ فرض نماز کے باہر ہوتے ہیں عہ اس کی فرضیت امام اعظمؒ کے سوا اور کسی امام کے نزدیک نہیں ہے۔

و در هر سه رکعتِ وتر و در هر رکعتِ نفل و قومه و جلسه و قرار گرفتن در ارکان فرض

اور وتر کی تینوں رکعتوں میں اور نفل کی ہر رکعت میں فرض ہے ۔ قومہ ، جلسہ فرض ہیں اور رکنوں میں ٹھہرنا

است نزد ابی یوسف رح و نزد اکثر علماء فرض نیست و فرض در قراءت نزدِ امام اعظم رح

(اطمینان) امام ابو یوسف رح کے نزدیک فرض اور اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں ہے ۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ایک

یک آیت ؎ است و نزدِ امام ابی یوسف رح و محمد رح سه آیهٔ خُرد برابر سورهٔ کوثر یا یک آیهٔ دراز

آیت کی قراءت فرض ہے ۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں سورۂ کوثر کے برابر یا تین چھوٹی

به قدر سه آیه و نزدِ شافعی رح و احمد رح فاتحه خواندن فرض است و بسم اللہ یک آیه

آیتوں کے بقدر ایک بڑی آیت کی قراءت فرض ہے امام شافعی رح و امام احمد رح کے نزدیک سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور ان کے نزدیک

است از فاتحه نزد آنها و ۔ در سجود نهادنِ پیشانی و بینی فرض است و عند الضرورت

بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے سجدوں میں ناک اور پیشانی رکھنا فرض ہے اور ضرورتاً ان میں

اکتفا به یکے ازاں جائز است و نزدِ شافعی رح و احمد رح در سجود نهادن پیشانی و بینی

سے ایک پر اکتفا کرنا جائز ہے اور امام شافعی رح اور امام احمد رح کے نزدیک سجدوں میں ناک اور

و هر دو کفِ دست و هر دو زانو و انگشتانِ هر دو پا فرض است و ترتیب ؎ در ارکانِ

پیشانی ، دونوں ہتھیلیاں ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں رکھنا فرض ہے اور ارکان نماز میں

نماز فرض است مگر در سجود دوم ۔ پس اگر در رکعتے یک سجده کرد و سجدهٔ دوم فراموش

ترتیب فرض ہے ؏ البتہ ہر رکعت کے دوسرے سجدے کا حکم الگ ہے لہذا اگر ایک رکعت میں ایک سجدہ کرے اور دوسرا سجدہ کرنا بھول

کرد نماز فاسد نه شود در رکعت دوم سجده قضا کند و سجدهٔ سهو لازم گردد ۔ ابن همام رح

جائے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ دوسری رکعت میں سجدہ کی قضا کرے البتہ سجدۂ سہو لازم ہوگیا ابن ہمام رح

از کافی حاکم آورده که اگر شخصے نماز شروع کرد و قراءت و رکوع بجا آورد و سجود

نے حاکم کی کافی نامی کتاب سے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز شروع کرے اور قراءت و رکوع کرے اور سجدہ

؏ ترتیب ان ارکان میں فرض ہے جو نماز میں مکرر نہیں آتے جیسے رکوع اور جو ارکان مکرر آتے ہیں جیسے سجدہ ۔ ان میں ترتیب فرض نہیں بلکہ واجب ہے اور واجب کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوگا ۔ سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز ادا ہو جائے گی ؎ یک آیت ۔ خواہ وہ چھوٹی سی آیت کیوں نہ ہو ۔ فاتحہ ۔ الحمد ۔ بسم اللہ ۔ چونکہ بسم اللہ امام شافعی رح کے نزدیک الحمد کی ایک آیت ہے لہذا اس کا پڑھنا بھی ان کے نزدیک فرض ہے ۔ در سجود ۔ یعنی سجدہ کرتے ہوئے ناک اور پیشانی دونوں کا زمین پر ٹکانا ضروری ہے ۔ ہر دو زانو ۔ یعنی دونوں گھٹنے ؎ ترتیب یعنی ہر وہ رکن جو رکعت یا نماز میں مکرر نہیں ہے ایسے رکنوں میں ترتیب فرض ہے ورنہ نہیں لہذا اگر رکوع قیام سے پہلے ادا کیا تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر دوسرا سجدہ مثلاً پہلی رکعت میں ادا نہ کیا اور دوسری رکعت میں تین سجدے کر لئے تو نماز درست ہو جائے گی اور سجدۂ سہو لازم ہوگا ؎ اگر شخصے ۔ مصنف نے چار ایسی صورتیں بیان فرمائی ہیں جن میں غیر مکرر ارکان میں ترتیب فوت ہوگئی ہے ۔ ان صورتوں میں ارکان کی ترتیب کے لحاظ سے جس قدر رکعتیں مکمل کی جاسکیں گی وہ رکعتیں معتبر شمار ہوں گی ورنہ نہیں ۔

(۱) نماز شروع کی ۔ قراءت و رکوع ادا کیا اور سجدہ نہ کیا پھر کھڑے ہو کر قراءت سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا تو سب مل کر ایک رکعت شمار ہوگی اس لیے کہ دوسری بار کا سجدہ ملا کر پہلی ایک رکعت شمار ہوگی اس لئے کہ دوسری بار کا سجدہ ملا کر پہلی ایک رکعت مکمل بنتی ہے ۔ (۲) نماز شروع کی پہلے رکوع کیا ۔ پھر کھڑے ہو کر قرآن پڑھا اور رکوع اور سجدہ کیا تو بھی ایک رکعت ہوگی ۔ پہلا رکوع معتبر نہ سمجھا جائے گا ۔ (۳) نماز شروع کر کے دو سجدے کئے پھر کھڑے ہو کر قرآن پڑھا پھر کھڑا رہا اور رکوع نہ کیا یہ سب مل کر ایک

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

نہ کرد پس قیام وقراءت کرد وسجدہ کرد ورکوع نہ کرد وایں ہمہ یک رکعت شد و

نہ کرے پھر کھڑے ہوکر قراءت پڑھے اور سجدہ کرے رکوع نہ کرے تو یہ تمام ایک رکعت ہوئی اور

ہمچنیں اگر اوّل رکوع کرد پستر قیام وقراءت ورکوع وسجود کرد تاہم یک رکعت شُد

اسی طرح اگر اوّل رکوع کرے پھر قیام و قراءت اور رکوع و سجدے کرے تو بھی ایک رکعت ہوئی

وہمچنیں اگر اوّل دو سجدہ کرد پستر قیام وقراءت ورکوع کرد وسجدہ نہ کرد پستر

اسی طرح اگر پہلے دو سجدے کئے پھر قیام و قراءت اور رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا پھر

قیام وقراءت وسجدہ کرد و رکوع نہ کرد ایں ہمہ یک رکعت شد

قیام و قراءت اور سجدہ اور رکوع نہ کیا یہ سب مل کر ایک رکعت ہوئی

وہمچنیں اگر رکوع کرد در اولیٰ وسجدہ نہ کرد و رکوع کرد در ثانیہ وسجدہ نہ کرد و سجدہ

ایسے ہی اگر پہلی رکعت کرے اور سجدہ نہ کرے اور دوسری میں رکوع کرے اور سجدہ نہ کرے اور تیسری

کرد در ثالثہ و رکوع نہ کرد ایں ہمہ یک رکعت شد وقعدۂ اولیٰ وخواندن تشہد

میں سجدہ کرے اور رکوع نہ کرے تو تمام مل کر ایک رکعت ہوئی اور قعدۂ اولیٰ اور تشہد پڑھنا اور

دراں وہم خواندن تشہد وقعدۂ اخیرہ فرض است نزدِ احمدؒ نہ نزد غیر او مگر آنکہ نزد

آ قعدہ میں تشہد پڑھنا صرف امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے مگر امام

امام اعظمؒ واجب است ودرود خواندن در قعدۂ اخیرہ بعد تشہد فرض است نزدِ

ابو حنیفہؒ کے نزدیک قعدۂ اولیٰ اور تشہد پڑھنا واجب ہیں (صرف قعدۂ اخیرہ فرض ہے)

شافعیؒ واحمدؒ وسلام گفتن ہم فرض است ورکن است نزد ائمۂ ثلٰثہ نہ نزدِ امام اعظمؒ

شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک تشہد کے بعد قعدۂ اخیرہ میں درود پڑھنا فرض ہے امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے

کہ نزدِ او واجب است وتکبیراتِ خفض ورفع ودر رکوع سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم یکبار

نزدیک سلام کہنا (السلام علیکم ورحمۃ اللہ) بھی فرض ورکن ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیرات اور رکوع میں ایک مرتبہ سبحان ربی

گفتن ودر سجود سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یکبار گفتن ووقتِ قومہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ

العظیم کہنا اور سجدوں میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا اور قومہ کے وقت سمع اللہ لمن حمدہ

(صفحۂ گزشتہ سے آگے) رکعت ہوگی اس لئے کہ پہلے دونوں سجدے اور دوسری بار کا قیام وقراءت جو بغیر سجدہ کئے ہوئے ادا کیا ہے معتبر نہ ہوگا (۴) پہلی اور دوسری رکعت میں رکوع کیا سجدہ نہ کیا۔ تیسری رکعت میں سجدہ کیا رکوع نہ کیا یہ سب کچھ ایک رکعت شمار ہوگی اس لیے کہ دوسرا رکوع پہلے سجدے سے پیشتر ادا ہوگا۔ اس کا اعتبار نہ ہوگا اور آخری سجدہ پہلی بار کے رکوع سے مل کر ایک رکعت کی تکمیل کرے گا (۵) قعدۂ آخیرہ۔ التحیات پڑھنے کے علاوہ خود قعدۂ اخیرہ کو بھی رکن قرار دیا گیا ہے ائمۂ ثلاثہ۔ یعنی امام مالکؒ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رحمہم اللہ۔ خفض۔ جھکنا۔ رفع۔ اٹھنا۔ سبحان ربی العظیم۔ میرے بزرگ پروردگار کے لیے پاکی ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ میرے برتر پروردگار کے لیے پاکی ہے۔ سمع اللہ لمن حمدہ۔ خدا اس کی سنتا ہے جو اس کی تعریف کرے۔

گفتن و بین السجدتین رَبِّ اغْفِرْلِیْ گفتن نزدِ احمدؒ فرض است نہ نزد غیر او لیکن

کہنا اور دونوں سجدوں کے درمیان رب اغفرلی کہنا امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے ان کے علاوہ کے نزدیک

اگر سہواً ترک کند نزدِ احمدؒ نماز باطل نشود و قراءتؐ بر مقتدی فرض است نزدِ

فرض نہیں البتہ اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو امام احمدؒ کے نزدیک نماز باطل نہ ہوگی امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی پر

شافعیؒ و نزدِ غیر او فرض نیست بلکہ نزدِ امام اعظمؒ مقتدی را قراءت حرام است۔

قراءت (سورۂ فاتحہ کی تلاوت) فرض ہے اور ان کے علاوہ کے نزدیک فرض نہیں بلکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مقتدی کے لئے قراءت حرام ہے

فصل۔ در واجباتِ نمازؐ۔ واجبات نماز نزدِ امام اعظمؒ پانزدہ چیز است

نماز کے واجبات کے بیان میں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پندرہ چیزیں نماز میں واجب ہیں

یکےؐ قراءت فاتحہ دومؐ ضم سورۃ یا یک آیۃ طویل و یا سہ آیتِ قصیر در ہر رکعتِ نفل

(۱) سورۂ فاتحہ پڑھنا (۲) سورت یا ایک طویل آیت یا تین چھوٹی آیتیں نفل و وتر کی ہر رکعت

و وتر و دو رکعتِ فرض سوم تعیین اولیین برائے قراءت چہارم رعایتِ ترتیب

اور فرض کی دو رکعتوں میں ملانا (۳) قراءت کے لئے پہلی دو رکعتوں کی تعیین (۴) سجدوں میں ترتیب کی رعایت

در سجود پنجم قرار گرفتن در ارکان ششم قومہ ہفتم جلسہ میانِ ہر دو سجدہ در فتاویٰ

(۵) تعدیل ارکان (۶) قومہ (۷) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا فتاویٰ قاضی خاں

قاضی خاں گفتہ کہ اگر مصلی از رکوع بسجدہ رفت و قومہ نکرد نماز نزد ابی حنیفہؒ و محمدؒ

میں ہے کہ اگر نماز پڑھنے والا رکوع سے سجدہ میں جائے اور قومہ نہ کرے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے

جائز باشد و بروے سجدۂ سہو واجبؐ است ہشتم قعدۂ اولیٰ نہم تشہد خواندن در آں

نزدیک نماز درست ہو جائے گی اور اس پر سجدۂ سہو واجب ہے (۸) قعدۂ اولیٰ (۹) قعدہ میں تشہد پڑھنا

دہم پےبپے ارکان گزاردن پس اگر رکوع مکرر کرد یا سہ سجدہ کرد یا بعد تشہد اولیٰ

(۱۰) پے در پے (بلا تاخیر) ارکان کی ادائیگی لہذا اگر دوبار رکوع کرے یا تین سجدے کرے یا تشہد اولیٰ کے بعد

درود خواند و در قیام برکعتِ ثالثہ دیر شدہ سجدۂ سہو لازم آید یازدہم تشہد خواندن

درود پڑھے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے میں دیر ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا (۱۱) قعدہ اخیرہ میں تشہد

لہ قراءت یعنی الحمد پڑھنا۔ قراءت حرام است یعنی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خواہ امام زور سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ، مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں لہ واجباتِ نماز۔ وہ چیزیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ان کو قصداً چھوڑ دینے سے نماز کا لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر بھول کر چھوڑا ہے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے در ہر رکعتِ نفل۔ نفل اور وتر کی ہر رکعت میں اور فرضوں کی ابتدائی دو رکعتوں میں مخصوص طور پر فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ قرآن کی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا واجب ہے۔ اولیین یعنی اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لئے متعین کرنا واجب ہے۔ ترتیب در سجود یعنی پہلے سجدہ کے بعد متصلاً دوسرا سجدہ کرنا واجب۔ قرار گرفتن یعنی ایک رکن ادا کرنے کی حرکت ختم ہو جائے تب دوسرا رکن شروع کرے۔ قومہ۔ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا ته واجب است۔ چونکہ اس نے ایک واجب کو ترک کر دیا ہے۔ پے در پے۔ یعنی ایک رکن سے فارغ ہو کر فوراً دوسرا رکن شروع کرے عه یعنی ہر فرض اور واجب کو اس کے مقام پر ادا کرنا چاہئے۔

درقعدہ اخیرہ دوازدہم قراءت بجہر خواندن امام را در دو رکعتِ فجر و مغرب و عشاء و
پڑھنا (۱۲) امام کو فجر کی دو رکعتوں اور مغرب و عشاء و جمعہ اور

جمعہ و عیدین و خفیہ خواندن درظہر و عصر و نوافلِ روز، سیزدہم خروج از نماز بہ لفظ
عیدین کی نماز میں قراءت زور سے پڑھنا اور ظہر میں آہستہ پڑھنا اور عصر اور دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا (۱۳) نماز سے لفظ

سلام، چہاردہم قنوتِ وتر۔ پانزدہم تکبیراتِ عیدین، نزدِ امام اعظمؒ فرض از واجب جدا
سلام کے ساتھ نکلنا (۱۴) وتر کی قنوت (۱۵) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی تکبیریں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فرض واجب سے

است از ترکِ فرض نماز باطل شود و از ترکِ واجب بہ سہو سجدۂ سہو واجب شود
الگ ہے فرض کے ترک سے نماز باطل ہوجاتی ہے اور سہواً واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے

پس اگر سجدۂ سہو کرد نماز درست شد و اگر سجدۂ سہو نہ کرد یا واجب را عمداً ترک
پس اگر سجدۂ سہو کرلیا تو نماز درست ہوگئی اور سجدۂ سہو نہ کیا یا قصداً واجب چھوڑ دیا

کرد واجب است کہ نماز را اعادہ کند دیگر ائمہ در فرض و واجب فرق نمی کنند مگر آنکہ
تو نماز دوبارہ پڑھنی ضروری ہے دوسرے ائمہ فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے لیکن

سجدۂ سہو از ترکِ بعضے واجبات و بعضے سنن گویند
بعض واجبات اور بعض سنتوں کے ترک پر وہ بھی سجدۂ سہو واجب قرار دیتے ہیں۔

مسئلہ۔ سجدۂ سہو آنست کہ بعد سلام دو سجدہ کند و تشہد و درود و دعا خواند و سلام
سجدۂ سہو یہ ہے کہ (ایک طرف) سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کئے جائیں اور تشہد اور درود اور دعا پڑھ کر سلام

دہد و اگر پیش از سلام سجدۂ سہو کند ہم روا باشد و اگر دریک نماز چند واجب بہ سہو ترک
پھیرا جائے۔ اگر سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ سہو کرلیا تب بھی درست ہوگا اگر ایک نماز میں کئی واجب سہواً چھوٹ جائیں تو فقط

کند یکبار سجدۂ سہو کند و بس و مسبوق سجدۂ سہو کند بہ متابعتِ امام و اگر در نماز علیحدہ
ایک مرتبہ سجدہ سہو کرلے اور مسبوق (امام کے ایک دو رکعت پڑھ چکنے پر نماز میں شریک ہونیوالا) امام کی پیروی کرتے ہوئے سجدہ سہو کرے

خود سہو کرد باز سجدۂ سہو کند
اور اگر مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کے بعد باقی علیحدہ پڑھی جانیوالی نماز میں سہو ہو تو دوبارہ سجدہ سہو کرے۔

لہ قراءت بجہر۔ اس قدر آواز سے پڑھنا کہ آس پاس کے آدمی سُن سکیں۔ خفیہ خواندن۔ یعنی اس قدر آہستہ پڑھنا کہ پاس والے بھی نہ سُن سکیں۔ قنوت۔ جو وتروں میں پڑھی جاتی ہے۔ تکبیراتِ عیدین۔ زائد تکبیریں جو عید کی نماز میں ادا کی جاتی ہیں۔ نزدِ امام۔ امام صاحب کے نزدیک فرض و واجب میں فرق ہے۔ فرض کے ادا نہ ہونے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے واجب کے بھول کر چھوڑ دینے سے سجدہ سہو کرلیا جائے تو نماز درست ہوجاتی ہے۔ ہاں اگر واجب کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو نماز کا لوٹانا ضروری ہوجاتا ہے۔ دوسرے اماموں کے نزدیک واجب و فرض کا فرق نہیں ہے لیکن بعض واجبات اور سنتوں کے ترک سے سجدہ کو وہ بھی واجب قرار دیتے ہیں لہ بعد سلام۔ سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کرنا چاہئے اگر سلام سے قبل ادا کیا تو بھی درست ہوگا۔ مسبوق۔ جو امام کے ایک دو رکعت پڑھ لینے کے بعد نماز میں آکر شریک ہوا ہو منفرد۔ جو تنہا نماز پڑھے۔ فرض کفایہ۔ یعنی اگر مسجد میں جماعت ہوگئی ہے تو سب کی طرف سے فرض ادا ہوگیا ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ عہ فرض اور واجب دونوں کا اطلاق ایک ہی چیز پر ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ جماعت در نمازہائے پنجگانہ فرض است نزد احمدؒ لیکن نماز منفرد ہم صحیح

امام احمدؒ کے نزدیک پنجگانہ نمازوں میں جماعت فرض ہے لیکن تنہا پڑھنے والے کی بھی

است و نزدِ شافعیؒ جماعت فرضِ کفایہ است و نزد ابی حنیفہؒ و مالکؒ جماعت سنّتِ

نماز صحیح ہے امام شافعیؒ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جماعت

مؤکدہ است قریب واجب در احتمالِ فوت جماعت سنّتِ فجر را کہ مؤکدہ ترین سنتہا ست

سنت مؤکدہ ہے واجب کے قریب جماعت کے چھوٹ جانے کا احتمال (غالب) ہو تو فجر کی سنتوں کو (بھی) جن کی سنتوں

ترک کند[1] و اگر مردمِ شہرے ترکِ جماعت را عادت کنند بہ آنہا قتال باید کرد۔

میں بہت تاکید ہے ترک کر دے اگر کسی شہر کے لوگ ترک جماعت کے عادی ہو جائیں تو ان سے قتال کرنا (اور لڑنا) چاہئے

مسئلہ۔ جماعتِ زناں تنہا نزدِ ابی حنیفہؒ مکروہ است و نزدِ دیگر ائمہ جائز است

تنہا عورتوں کی جماعت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ (تحریمی) ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک جائز ہے

مسئلہ۔ اولیٰ برائے امامت قاری تر است کہ از احکام نماز واقف باشد پستر

امامت کے لیے ایسا قاری (صحیح اور تجوید کے ساتھ پڑھنے والا) افضل ہے جو نماز کے مسائل سے واقف ہو اس

عالم تر کہ قرآن مَا یَجُوْزُ بِہِ الصَّلٰوۃ خواند و نزدِ اکثر علماء بہ عکسِ آں و امامتِ فاسق

کے بعد بڑا عالم جو اتنا قرآن (صحیح) پڑھ سکتا ہو جس سے نماز جائز ہو جائے۔ اکثر علماء کے نزدیک عالم کی امامت قاری سے افضل ہے

جائز است باکراہت و اقتدائے مردِ قاری بالغ بہ کودک و زن و امّی و اقتدائے مفترض

فاسق کی امامت بکراہت درست ہے ایسے شخص کو جو بالغ اور قرآن پڑھ سکتا ہو نابالغ لڑکے اور عورت اور ان پڑھ کی اقتداء اور فرض

بمتنفل جائز نیست و اگر امّی قاری و امّی را امامت کند نماز ہر سہ باطل شود و نماز

پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کی اقتداء جائز نہیں ہے اگر ان پڑھ قاری (قرآن پڑھے ہوتے) اور ان پڑھ کا امام بن جائے تو نماز تینوں

پسِ محدث جائز نیست و از فسادِ نمازِ امام نمازِ مقتدی فاسد شود و نمازِ قائم خلفِ

کی باطل ہو جائے گی بے وضو شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے امام کی نماز فاسد ہو تو مقتدی کی بھی نماز فاسد ہو جائے گی کھڑے

قاعد و نمازِ متوضی خلفِ متیمم جائز است و نمازِ رکوع و سجود کنندہ خلفِ اشارہ کنندہ

ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز بیٹھ کر پڑھنے والے کے پیچھے اور باوضو نماز پڑھنے والے کی تیمم کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے رکوع اور سجود کرنے والے کی نماز اشارہ

[1] ترک کند۔ یعنی سنتیں چھوڑ کر نماز میں شریک ہو۔ اگر مردم۔ یعنی پورے شہر کے مسلمان جماعت سے نماز چھوڑنے کے عادی ہوں تو ان سے جہاد کرنا ضروری ہے۔ زناں۔ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے لیکن اگر وہ کرنا ہی چاہیں تو امامت کرنے والی برابر صف میں کھڑی ہو۔ برائے امامت۔ بعض اماموں کے نزدیک امامت کے لیے قاری کو جو کہ نماز کے احکام سے واقف ہو بڑے عالم پر فوقیت حاصل ہے [2] برعکس آں۔ یعنی عالم کو قاری پر ترجیح ہے۔ مفترض۔ فرض نماز پڑھنے والا۔ متنفل۔ نفل نماز پڑھنے والا۔ امّی۔ جو قرآن نہ پڑھ سکے۔ محدث۔ ناپاک۔ قائم۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا۔ قاعد۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا۔ متوضی۔ وضو سے نماز پڑھنے والا۔ متیمم۔ تیمم سے نماز پڑھنے والا۔

جائز نیست ۔ مسئلہ ۔ اگر یک مقتدی باشد برابر امام بر دستِ[1] راست بایستد و دو

سے نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہیں ہے اگر مقتدی ایک ہو تو امام کی دائیں جانب (تقریباً) اسکے برابر کھڑا ہو جائے اور مقتدی دو یا دو سے زائد

مقتدی و زیادہ خلفِ امام بایستند و تنہا خلفِ صف اگر کسے نماز گزارد نمازش مکروہ

ہوں تو انہیں امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے ۔ صف کے پیچھے اگر کوئی شخص اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز مکروہ (تنزیہی) ہوگی

باشد و نزدِ امام احمدؒ نمازش جائز نباشد اگر مقتدی از امام مقدم شود نمازش باطل شود

امام احمدؒ کے نزدیک اس کی نماز جائز نہ ہوگی اگر مقتدی امام سے آگے بڑھے (خواہ پیر کا اکثر حصہ ہی آگے نکلے) تو اس کی

ابن ماجہ از انسؓ روایت کردہ کہ رسول فرمود علیہ السلام کہ نماز مرد در خانۂ خود

نماز باطل ہوگی ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر میں نماز پڑھنے والے مرد کو نماز کا ثواب

ثوابِ یک نماز دارد و نمازِ او در مسجد قبیلہ ثوابِ بست و پنج نماز و نمازِ او

ایک نماز کا ملے گا اور محلہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کا ثواب اور جامع مسجد

در مسجدِ جمعہ ثوابِ پانصد نماز و نمازِ او در مسجدِ اقصیٰ ثوابِ ہزار نماز و نمازِ او در

میں پانچسو نمازوں کا ثواب اور مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) میں ہزار نمازوں کا

مسجدِ من یعنی مسجدِ مدینہ ثوابِ پنجاہ ہزار نماز و نمازِ او در مسجدِ حرم ثوابِ صد ہزار نماز است ۔

مسجد نبویؐ میں پچاس ہزار نمازوں کا اور مسجد حرام (بیت اللہ کی مسجد) میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا ۔

فصل ۔ طریقِ خواندنِ نماز بروجہ سنت آنست کہ اذان گفتہ شود و اقامت و

نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان و اقامت کہی جائے اور

نزدِ حی علی الصلوٰۃ امام برخیزد و نزدِ قد قامت تکبیر گوید و نیت کند و ہر دو دست تا

حی علی الصلوٰۃ پر امام اُٹھ جائے اور قد قامت الصلوٰۃ کے متصل تکبیر کہے اور نیت کرے اور دونوں ہاتھ

نرمۂ گوش بردارد و مقتدی بعد تکبیر امام تکبیر گوید و دستِ راست بر دستِ چپ زیرِ

کان کے نرم حصہ (کان کی لَو) تک اٹھائے مقتدی امام کے تکبیر کہنے کے بعد تکبیر کہے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے

ناف بنہد نزدِ ابی حنیفہؒ و زن ہر دو دست تا دوش بردارد و بالائے سینہ

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہی ہے اور عورت دونوں ہاتھ کاندھے تک اٹھا کر سینہ کے اوپر دایاں ہاتھ بائیں

[1] دست راست ۔ داہنی طرف ۔ خلف ۔ پیچھے ۔ مقدم ۔ یعنی اگر مقتدی کے پیر کا اکثر حصہ امام سے آگے نکلا ہوا ہے تو اس مقتدی کی نماز درست نہ ہوگی ۔ ابن ماجہ ۔ حدیث کی مشہور کتاب کے مصنف ہیں ۔ انسؓ یعنی مالکؓ کے بیٹے مشہور صحابی ہیں ۔ مسجد قبیلہ ۔ محلہ کی مسجد ۔ مسجد جمعہ ۔ جامع مسجد ۔ مسجد اقصیٰ ۔ بیت المقدس ۔ مسجد مدینہ یعنی حضورؐ کی مسجد ۔ مسجد حرام ۔ خانہ کعبہ کی مسجد ۔ امام برخیزد وغیرہ مقتدیوں کو بھی اسی وقت کھڑا ہو جانا چاہئے ۔ نرمۂ گوش ۔ کان کی لَو ۔ چپ ۔ بایاں ۔ بنہد ۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا رہنا ۔ ہر اس قیام میں سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون ہو ۔ لہٰذا قومہ اور تکبیراتِ عیدین میں ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں ۔ دوش ۔ کاندھا ۔

دست بردست بنهد پستر امام ومنفرد ومقتدی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ خفیہ بخواند پستر

ہاتھ پر رکھ لے اس کے بعد امام اور منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا بھی) اور مقتدی سبحانك اللهم الخ آہستہ پڑھے پھر

امام ومنفرد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ و بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خفیہ

امام اور منفرد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ

بخواند ومسبوق در قضائے ماسبق اَعُوْذُ و بِسْمِ اللّٰهِ خواند نہ مقتدی پستر امام و منفرد

پڑھیں اور مسبوق چھوٹی ہوئی نماز ادا کرتے وقت اعوذ اور بسم اللہ پڑھے مقتدی نہ پڑھے پھر امام اور منفرد

فاتحہ بخوانند پستر امام ومقتدی ومنفرد آمین آہستہ گویند پستر امام ومنفرد سُورہ ضم

سورۂ فاتحہ پڑھیں اس کے بعد امام اور مقتدی اور منفرد آمین آہستہ سے کہیں پھر امام اور منفرد سورۃ ملائیں

کنند وسنت آنست کہ در حالتِ اقامت واطمینان در فجر وظہر طوالِ مفصل خواند

اور یہ سنت ہے کہ اقامت (حالت سفر نہ ہو) اور اطمینان کی حالت میں فجر اور ظہر کی نماز میں طوالِ مفصل پڑھے

از سُورۂ حجرات تا سورۂ بروج و در عصر وعشاء اوساطِ مفصل از بروج تا

یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصل سورۂ بروج سے

لم یکن و در مغرب قصار از لم یکن تا آخرِ قرآن لیکن این چنیں لازم گرفتن مسنون نیست

لم یکن تک اور مغرب میں قصار لم یکن سے آخر قرآن تک پڑھے مگر اسے بالکل لازم وضروری قرار دینا مسنون

گاہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در فجر معوذتین خوانده و گاہے در مغرب سورۂ طور و

نہیں ہے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھی ہیں کبھی مغرب میں سورۂ طور، سورۂ

سورۂ نجم والمرسلات خوانده و اگر مقتدیاں فارغ و راغب در طولِ قیام باشند

نجم، والمرسلات کی تلاوت فرمائی۔ اگر مقتدی فارغ اور طویل قیام کو پسند کرتے ہوں تو طویل

روا باشد کہ قراءتِ طویل خواند، ابوبکر صدیقؓ در نمازِ فجر در یک رکعت

قراءت میں مضائقہ نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فجر کی نماز میں ایک رکعت

[1] سُبحانك اللّٰهم۔ یعنی پوری ثنا اگر مقتدی اس وقت نماز میں آکر شریک ہوا ہے جب کہ امام نے زور سے قراءت شروع کر دی ہے۔ تب ثنا نہ پڑھے۔ ہاں اگر امام سجدہ میں پہنچ چکا ہے تب ثنا پڑھ کر سجدہ میں جائے۔ [2] اَعُوْذُ۔ یعنی سورۃ الحمد کو اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے شروع کرے مسبوق۔ جس کی ابتدائی رکعتیں امام کے ساتھ سے چھوٹ گئی ہیں۔ جب وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعتیں پڑھے تو الحمد کے ساتھ اعوذ اور بسم اللہ بھی پڑھے۔ [3] نہ مقتدی۔ یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا چونکہ الحمد نہ پڑھے گا۔ لہٰذا اس کو اعوذ اور بسم اللہ بھی نہ پڑھنی چاہیے۔ [4] آمین۔ الحمد کے بعد آمین آہستہ سے امام، مقتدی، منفرد ہر ایک کو کہنی چاہیے۔ [5] ضم۔ ملانا۔ [6] طوالِ مفصل۔ حجرات سے والناس تک کی سورتیں مفصلات کہلاتی ہیں۔ پھر مفصلات کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا گیا ہے طوال یعنی بڑی یہ حجرات سے بروج تک ہیں۔ اوساط یعنی درمیانی۔ یہ بروج سے لم یکن تک ہیں۔ قصار یعنی چھوٹی یہ لم یکن سے والناس تک ہیں [7] در فجر۔ ایک بار فجر کی نماز میں کسی گھر سے بچے کے رونے کی آواز آنے لگی۔ آنحضورؐ نے اس خیال سے کہ اس کی ماں نماز میں ہوگی اور وہ پریشان ہو رہی ہوگی فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری میں والناس پڑھی۔

سورۂ بقرہ خواندہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در دو رکعت مغرب سورۂ اعراف خواندہ و

میں سورۂ بقرہ پڑھی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی دو رکعات میں سورۂ اعراف کی تلاوت فرمائی اور

عثمان رضی در نمازِ فجر اکثر سورۂ یوسف می خواند لیکن رعایتِ حالِ مقتدیاں ضروراست

حضرت عثمان رضی نماز فجر میں اکثر سورۂ یوسف پڑھا کرتے تھے مگر مقتدیوں کے حال کی رعایت ضروری ہے۔ حضرت

معاذ بن جبل رضی در نمازِ عشار سورۂ بقرہ خواند یک مقتدی بہ پیغمبر علیہ السلام شکایت

معاذ بن جبل رضی نے نماز عشار میں سورۂ بقرہ پڑھی ایک مقتدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت

کرد پیغمبر علیہ السلام فرمود اے معاذ مگر تو در فتنہ و بلا و معصیت می اندازی۔ مثل

کی حضور علیہ السلام نے فرمایا اے معاذ تم نے فتنہ اور معصیت میں ڈال دیا

سبح اسم، والشمس و مانندِ آں می خواں غرض کہ رعایتِ حالِ مقتدیاں اہم است و

سبح اسم اور والشمس اور ان کے مانند پڑھا کرو خلاصہ یہ کہ مقتدیوں کے حال کی رعایت اہم ہے

در نمازِ صبح روزِ جمعہ پیغمبر علیہ السلام سورۂ الم سجدہ و سورۂ دہر خواندہ و مقتدی ساکت

جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ الم سجدہ اور سورۂ دہر تلاوت فرماتے مقتدی خاموش اور

باشد و متوجہ بقراءت امام و در نوافل بر آیتِ ترغیب و ترہیب دعا و استغفار

امام کی تلاوت کی طرف متوجہ رہتے نوافل میں اس آیت پر جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان ہو اور اس آیت پر جس میں

و تعوذ از دوزخ و درخواستِ بہشت مسنون است چوں از قراءت فارغ شود تکبیر گویاں

عذاب سے ڈرایا جائے دعا استغفار اور دوزخ سے پناہ مانگنا اور جنت کی درخواست مسنون ہے جب قراءت سے فارغ ہو جائے رکوع میں تکبیر

برکوع رود و وقتِ رفتن برکوع و سر برداشتن از اں رفع یدین نزد امام اعظم سنت

کہتا ہوا جائے اور رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک

نیست لیکن اکثر فقہاء و محدثین اثباتِ آں می کنند و در رکوع ہر دو زانو را بہر دو دست محکم

مسنون نہیں مگر اکثر فقہاء محدثین اسے مسنون قرار دیتے ہیں اور رکوع میں دونوں گھٹنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑے

بگیرد و انگشتاں را کشادہ دارد و سر و پشت را با سرین برابر کند و ہر قدر کہ در قیام

اور انگلیاں کھلی رکھے اور پیٹھ پھیلا کر سرین کے برابر کرے اور جس قدر قیام کیا ہو موزوں یہ

ہ رعایت۔ اگر مقتدی مسنون قراءت کی مقدار سے زیادہ سننے کے خواہشمند ہوں تو زیادہ پڑھے لیکن اگر سستی کی وجہ سے مسنون بھی ان پر گراں گزرے تو پھر پرواہ نہ کرے۔

شکایت کرد۔ معاذ بن جبل رضی صحابی ایک مسجد میں امام تھے انہوں نے عشار کی نماز میں سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ ایک کاشتکار جو تھکا ماندہ سارے دن کھیت پر کام کر کے آیا تھا اس لمبی قراءت کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہوا اور نماز پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت معاذ رضی نے اس کو برا بھلا کہا۔ اس نے جا کر آنحضور سے شکایت کر دی۔ آنحضور حضرت معاذ رضی پر ناراض ہوئے اور ان کو سبح اسم اور والشمس جیسی سورتیں پڑھنے کا حکم دیا۔ ساکت۔ خاموش۔ آیتِ ترغیب۔ وہ آیت جس میں اللہ کی رحمت اور نعمتوں کا ذکر ہو۔ آیتِ ترہیب۔ وہ آیات جن میں عذاب سے ڈرایا گیا ہو۔ تعوذ۔ پناہ مانگنا۔ تکبیر گویاں۔ یعنی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے۔ رفع یدین۔ یعنی جس طرح تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ رکوع میں جانے کی تکبیر کے ساتھ اور رکوع سے اٹھنے کے بعد ہاتھ اٹھانا امام صاحب کے نزدیک سنت نہیں ہے۔ محکم۔ مضبوط۔ سر و پشت۔ یعنی کمروں کی طرح

درنگ کرده باشد مناسبِ آں در رکوع درنگ کند و سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ می گفته باشد

ہے کہ اتنی ہی دیر رکوع کرے اور سبحان ربی العظیم کہے

و رعایتِ وتر[1] کند و ادنیٰ مسنون سہ بار است و مقتدی بعدِ امام برکوع و سجود رود و تقدیم

اور طاق عدد کی (تسبیح میں) رعایت کرے اور ادنیٰ مسنون مقدار تین بار کہنا ہے مقتدی امام کے رکوع اور سجدے

مقتدی از امام در ارکان حرام است پستر امام سر بردارد و مقتدی بعد ازاں و وقتِ سر

میں جانے کے بعد رکوع اور سجدہ کرے۔ مقتدی کا ارکان (سجدہ وغیرہ) میں امام سے پہلے جانا حرام ہے اسکے بعد امام سر اٹھائے اور مقتدی امام

برداشتن نزدِ امام اعظمؒ امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ گوید و مقتدی رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ و

کے سر اٹھانے کے بعد۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک رکوع سے سر اٹھاتے وقت امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہے اور

منفردِ هر دو نزدِ صاحبینؒ امام هم جمع کند میانِ هر دو پستر تکبیر گویاں به سجود در رود و

منفرد دونوں کہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک امام بھی دونوں کہے اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جائے اور

اوّل هر دو زانو پستر هر دو دست بنهد پستر بینی و پیشانی میانِ هر دو دست انگشتانِ

اول دونوں گھٹنے اس کے بعد دونوں ہاتھ پھر ناک اور پیشانی دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے ہاتھوں کی انگلیاں

دست ضم کرده بسوئے قبله دارد و بازو را از پهلو و شکم را از رانِ و ساق و ذراع را از زمین

ملی ہوئی قبلہ رخ رکھے اور بازو پہلو سے پیٹ ران سے اور پنڈلی اور ہاتھ زمین سے

دُور دارد و زن پست سجده کند و ایں همه را باهم پیوسته دارد و مناسب قیام رکوع و سجده

دُور (اٹھائے) رکھے اور عورت پست سجدہ کرے اور ان سب کو باہم ملائے رکھے اور قیام کے بقدر رکوع اور سجدہ

کند و سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى به رعایتِ طاق می خوانده باشد و ادنیٰ آنست که سه بار بخواند

کرے اور "سبحان ربی الاعلیٰ" طاق عدد کی رعایت کرتے ہوتے (تین، پانچ یا سات) مرتبہ پڑھے اور ادنیٰ مسنون عدد یہ

باہستگی و اطمینان پستر تکبیر گویاں سر بردارد و بنشیند باطمینان و بخواند اَللّٰهُمَّ[2] اغْفِرْلِيْ

ہے کہ تین بار پڑھے آہستہ اور اطمینان سے اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا سر اٹھاتے اور اطمینان سے بیٹھ جاتے اور پڑھے اے اللہ میری مغفرت فرما

وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ[3] پس تکبیر گویاں باز سجده

میرے اوپر رحم فرما مجھے ہدایت نصیب کر مجھے رزق دے مجھے بلند مرتبہ بنا میری شکستگی دُور کر[3] پھر تکبیر کہتا ہوا پہلے کی طرح سجدہ

کند مثلِ اوّل و همچناں تسبیحات گوید پستر تکبیر گویاں برخیزد اوّل رُو پس هر دو دست

کرے اسی طرح تسبیحات کہے پھر تکبیر کہتا ہوا اُٹھے پہلے چہرہ پھر دونوں ہاتھ

[1] وتر۔ جیسے تین پانچ، سات، ادنیٰ۔ کم از کم۔ تقدیم۔ پہل کرنا۔ منفرد۔ ہر دو یعنی جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔ رکوع سے اٹھتے وقت اس کو سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد دونوں کہنی چاہئیں۔ اول ہر دو زانو یعنی سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے ٹیکے پھر دونوں ہاتھ۔ بینی ناک ساق پنڈلی۔ ذراع۔ کہنیاں زمین پر نہ ٹکائے۔ ایں ہمہ یعنی عورت سجدہ کی حالت میں رانوں، پیٹ، کہنیوں، پہلو کو جوڑے رکھے۔ طاق جیسے تین۔ پانچ سات [2] اللّٰھم الخ اے اللہ میری مغفرت فرما۔ میرے اوپر رحم کر، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق دے، مجھے باعزت کر۔ میری شکستگی دور کر دے۔ [3] شکستگی دور کر (مجھ کو درست کر) روایت کیا اس کو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

پستر زانوہا برداشتہ استادہ[1] شود و رکعتِ ثانیہ مثلِ اولیٰ خواند بدونِ ثنا[2] و تعوذ و چوں

پھر گھٹنے اٹھا کر کھڑا ہو جائے اور پہلی رکعت کی مانند دوسری رکعت ادا کرے ثناء اور تعوذ کے بغیر جب

رکعتِ دوم تمام کند پائے چپ را بگستراند و برآں بنشیند و پائے راست را استادہ

دوسری رکعت پوری کرلے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے

دارد و انگشتان ہر دو پائے را متوجہ قبلہ دارد و ہر دو دست را بر ہر دو ران دارد و

اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ رکھے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھے اور

انگشت خنصر و بنصر از دست راست عقد کند و وسطیٰ و ابہام را حلقہ کند و انگشتِ شہادت

خنصر (شہادت کی انگلی سے متصل انگلی) اور بنصر (خنصر سے متصل انگلی) کا حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی کھلی رکھے

را کشادہ دارد و تشہد بخواند و وقتِ شہادت اشارت کند ایں اشارت از ائمہ اربعہؒ مروی

اور تشہد پڑھے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہوئے اشارہ کرے۔ یہ اشارہ کرنا چاروں اماموں سے منقول

است لیکن مشہور مذہب امام اعظمؒ آنست کہ اشارت نہ کند و انگشتانِ ہر دو دست متوجہ

ہے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اشارہ نہ کرے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ

قبلہ دارد و در قعدۂ اولیٰ بر تشہد زیادہ نہ کند بعد ازاں تکبیر گویاں بسوئے رکعتِ سوم برخیزد[3]

رُخ رکھے اور قعدۂ اولیٰ میں تشہد سے زیادہ نہ پڑھے اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو

و رفع یدین دریں وقت نزدِ اکثر علمائے اہل سنت است نہ نزدِ ابی حنیفہؒ و شافعیؒ و در رکعتِ

جائے اکثر علماء کے نزدیک اس وقت رفع یدین مسنون ہے امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون نہیں اور تیسری

ثالث و رابع فقط سورۂ فاتحہ با بسملہ آہستہ بخواند چوں از رکعات فارغ شود قعدۂ

اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ مع بسم اللہ آہستہ پڑھے جب رکعات سے فارغ ہو تو قعدۂ اخیرہ

اخیرہ کند مثل اولیٰ و بعدِ تشہد درآں درود خواند[4] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

قعدۂ اولیٰ کی طرح کرے اور تشہد کے بعد قعدۂ اخیرہ میں درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

---

[1] استادہ۔ یعنی کھڑے ہونے میں پہلے زمین سے ہاتھ اُٹھائے پھر گھٹنے۔ ثانیہ۔ دوسری۔ اولیٰ۔ پہلی

[2] ثنا۔ یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پائے چپ۔ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔ دارد۔ یعنی ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔ رانوں کو پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابہام۔ انگوٹھا اس کے بعد انگلی سبابہ پھر وسطیٰ پھر بنصر پھر خنصر۔ اشارت نکند۔ فقہ کی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ امام صاحب اشارہ کے قائل نہیں ہیں لیکن فقہ حنفیہ کی دوسری معتبر کتابوں میں اشارہ کو سنت اور مستحب لکھا ہے اور اس کا طریق یہ لکھا ہے کہ سب انگلیوں کو ران پر پھیلا کر رکھے۔ التحیات میں لا الٰہ پر صرف سبابہ کو اٹھائے اور الا اللہ پر رکھ دے۔

[3] برخیزد۔ سیدھا اُٹھ جائے اور زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے۔ دریں وقت۔ یعنی تیسری رکعت شروع کرتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا بعض اماموں کے نزدیک سنت ہے۔
ثالث۔ تیسری۔ رابع۔ چوتھی

[4] اَللّٰهُمَّ صلِّ الخ اے اللہ آنحضورؐ اور آپؐ کی اولاد پر اس طرح کی رحمت نازل فرما جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر نازل فرمائی تھی۔ بے شک تیرے لیے تعریف ہے اور تو بزرگ ہے۔

الیٰ آخرہ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ الیٰ آخرہ پستر دُعا خواندہ مشابہ الفاظِ قرآن وادعیۂ

اس کے بعد اللّٰھم بارک علی محمد پھر الفاظِ قرآن سے مشابہ دعا پڑھے زیادہ

ماثورہ اولیٰ است خصوص ایں دُعاء اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ

بہتر رسولؐ سے منقول دعائیں پڑھنا ہے خاص طور پر یہ دُعا۔

اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ

فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ - و زن

اور عورت

در ھر دو جلسہ برسُرین چپ بنشیند و ہر دو پا از جانبِ راست بیروں آرد وسلام گوید

دونوں جلسوں میں بائیں سرین پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں جانب سے نکال لے اور دونوں طرف سلام پھیرے

ہر دو جانب ومنفرد نیت کند ملائکہ را وامام مقتدیانِ آں طرف و ملائکہ را و

اور منفرد فرشتوں کی نیت کرے۔ اور امام سلام پھیرتے ہوئے اس طرف کے مقتدیوں اور فرشتوں کی اور

مقتدی امام وقوم و ملائکہ را۔ وباید کہ نماز بحضور وخشوع گزارد و نظر بسجدہ گاہ دارد و بعدِ

مقتدی امام قوم (جماعت) اور ملائکہ کی نیت کرے اور نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہیئے اور نگاہ سجدہ کی جگہ رہے اور

سلام آیۃ الکرسی یکبار و سبحان اللہ سی وسہ بار و الحمدللہ سی و سہ بار و

سلام کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ ۳۳ بار اور الحمدللہ ۳۳ بار اور

اللہ اکبر سی وچہار بار وکلمۂ توحید یکبار خواند۔

اللہ اکبر ۳۴ بار اور کلمہ توحید ایک بار پڑھے

فصل۔ اگر در نماز حدث لاحق شود وضو کند وبرھماں نماز بنا کند و اگر

اگر دوران نماز وضو ٹوٹ جاتے تو وضو کرے اور جتنی نماز ادا کر چکا ہو اس سے آگے

منفرد باشد اورا از سرِ نو نماز خواندن افضل است واگر امام باشد خلیفہ گیرد و وضو کند

پڑھے اگر منفرد ہو تو اس کے لئے دوبارہ نماز پڑھنا بہتر ہے اور اگر امام ہو تو اپنا قائم مقام بنا کر وضو کرے

لہ اَللّٰھُمَّ بارک الخ۔ اے اللہ تو آنحضورؐ پر اور آپؐ کی اولاد پر اسی طرح کی برکت نازل فرما جس طرح کی تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر نازل فرمائی۔ بیشک تیرے لیے تعریف ہے اور تو بزرگ ہے لہ ادعیۂ ماثورہ۔ وہ دعائیں جو آنحضورؐ سے منقول ہیں۔ اللّٰھم الخ۔ اے اللہ میں تجھ سے عذابِ جہنم سے پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے قبر کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ تجھ سے گناہ اور تاوان سے پناہ چاہتا ہوں لہ برسرینِ چپ۔ یعنی عورت قعدہ میں بائیں سرین پر بیٹھے اور دونوں پیروں کو داہنی طرف نکال دے۔ ملائکہ را۔ یعنی یہ نیت کرے کہ ملائکہ کو سلام کر رہا ہے قوم۔ یعنی دوسرے نمازی جو جماعت میں شریک ہیں۔ حضور یعنی ایسا نہ کرے کہ نماز پڑھے اور دل کہیں اور لگا ہوا ہو۔ خشوع۔ عاجزی لہ کلمہ توحید۔ یعنی۔ لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٍٔ قدیر۔ حدث۔ وضو ٹوٹنا۔ بنا کند۔ یعنی جس قدر نماز پڑھ چکا ہے اس سے آگے پڑھے۔ البتہ جس رکن میں وضو ٹوٹا ہے اس کو از سرِ نو ادا کرے۔ خلیفہ۔ یعنی اپنی جگہ کسی مقتدی کو امام بنا دے۔

و داخلِ مقتدیان شود و مقتدی وضو کردہ باز آید بہ مکانے کہ از آں جا رفتہ بود و دریں[1]

اور پھر مقتدیوں میں شامل ہو جائے اور مقتدی وضو کرکے پھر جہاں سے گیا ہو وہیں لوٹے اور اس عرصہ

عرصہ آنچہ امام خواندہ است اوّل آں را بدونِ قراءت ادا کند و با امام شریک شود

میں امام جو کچھ پڑھ چکا ہو اوّل اسے قراءت کے بغیر ادا کرکے امام کے ساتھ شریک ہو جائے

و اگر امام از نماز فارغ شدہ است مقتدی مختار است اگر خواہد بمکانِ اوّل باز آید و

اور اگر امام نماز سے فارغ ہو چکا ہو تو مقتدی کو اختیار ہے کہ خواہ سابق جگہ پر لوٹ آئے اور

اگر خواہد جائیکہ وضو کردہ ہماں جا نماز تمام کند و اگر عمداً[2] حدث کند نماز فاسد شود و

خواہ جہاں وضو کیا ہو اسی جگہ نماز پوری کرے اور اگر قصداً وضو توڑے تو نماز فاسد ہو جائے گی

اگر در نماز مجنون شد یا احتلام کرد یا قہقہہ کرد یا نجاست مانع نماز بروے افتاد یا زخمے

اگر دورانِ نماز پاگل ہو جائے یا احتلام ہو جائے (بالغ ہو جائے) یا قہقہہ لگائے یا ایسی نجاست اس پر گر جائے کہ اسکے ہوتے ہوئے نماز

بوے رسید یا بگمانِ حدث از مسجد برآمد یا خارجِ مسجد از حدِّ صفوف برآمد پستر ظاہر

ممنوع ہو یا مجروح ہو گیا ہو یا وضو ٹوٹنے کا گمان کرتے ہوئے مسجد سے باہر آگیا یا خارج صفوں کی حد سے نکل گیا اس کے بعد ظاہر ہوا

شد کہ حدث نہ شدہ بود نماز فاسد شود و بنا جائز نہ باشد و اگر از مسجد یا صفوف خارج نہ

کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور یہ جائز نہ ہوگا کہ جتنی نماز پڑھ چکا ہے اس سے آگے پڑھے (بنا

شدہ بنا کرد و اگر بعد تشہد حدث لاحق شد وضو کند و سلام دہد و اگر[3] بہ قصد بعدِ تشہد

کرے) اور اگر مسجد یا صفوف سے نہ نکلا ہو (تو بنا کرلے) اگر تشہد کے بعد وضو ٹوٹا ہو تو وضو کرکے سلام پھیرے اگر تشہد کے بعد قصداً وضو توڑا

حدث کند نزدِ امام اعظمؒ نمازش تمام شد و اگر دریں حالت تیمم کنندہ بر آب قادر

تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی نماز پوری ہوگئی اور اگر اس حالت میں تیمم کرنے والا پانی پر قادر ہو

شد یا اُمّی سورتے آموخت یا برہنہ بر پارچہ قادر شد یا اشارہ کنندہ بر رکوع

جائے یا اَن پڑھ کوئی سورت سیکھ لے یا برہنہ کو کپڑا میسر ہو جائے یا اشارہ کرنے والا رکوع اور

و سجود قادر شد یا مدّتِ مسح موزہ تمام شد یا موزہ بعملِ قلیل از پا کشید

سجدہ پر قادر ہو گیا یا موزہ پر مسح کی مدت پوری ہوگئی یا موزہ بعمل قلیل پاؤں سے کھینچ لیا

[1] دریں عرصہ۔ یعنی وہ رکعتیں جو امام نے اس وقت پڑھی ہیں۔ جب کہ یہ وضو کرنے گیا ہوا تھا۔ پہلے ان کو بغیر قراءت کے ادا کرے اور پھر امام کے ساتھ شریک ہو جائے [2] عمداً۔ یعنی ارادے سے وضو توڑا ہے۔ احتلام کرد۔ یعنی نہانا ضروری ہو گیا۔ قہقہہ۔ یعنی ایسے زور سے ہنسا کہ آس پاس والوں نے آواز سنی۔ زخمے۔ یعنی ایسا زخم تھا جس سے خون بہہ نکلا یا بگمان حدث۔ یعنی اس کو شبہ ہوا کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے حالانکہ وضو ٹوٹا تھا۔ بنا جائز نہ باشد۔ بلکہ اس کو پوری نماز لوٹانا ہوگی [3] اگر بقصد۔ یعنی التحیات پڑھنے کے بعد جان بوجھ کر وضو توڑا تو نماز تو ہو جائے گی لیکن اس کا لوٹانا ضروری ہوگا۔ اُمّی۔ اَن پڑھ۔ پارچہ۔ یعنی ایسا پاک کپڑا جس سے ستر ڈھک سکے۔ مدتِ مسح۔ جو مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن رات ہے۔

یا صاحبِ ترتیب را نمازِ فائتہ یاد آمد یا قاری اُمّی را خلیفہ گرفت یا آفتاب در نمازِ فجر

یا صاحبِ ترتیب کو قضا نماز یاد آئی یا قاری (پڑھے ہوئے) نے اَن پڑھ کو قائم مقام بنا دیا یا نماز فجر پڑھتے ہوئے

طلوع کرد یا وقتِ ظہر دریں حالت از نمازِ جمعہ برآمد یا صاحبِ عذر مثل سلسل بول

آفتاب طلوع ہوگیا یا نماز جمعہ پڑھتے ہوئے ظہر کا وقت ختم ہوگیا یا صاحب عذر مثلاً مسلسل پیشاب کے

و مانندِ آں را عذر دُور شد یا جبیرۂ زخم از بہ شدنِ زخم بریخت دریں صورتہا بجہتِ

قطرے آجانے یا اس جیسے صاحب عذر کا عذر ختم ہوگیا یا زخم کی پٹی زخم اچھا ہونے کی بنا پر گر گئی ان صورتوں میں اس بنا پر کہ

فرض بودن خروج بفعل مصلّی نماز نزد امامِ اعظمؒ باطل شد و نزدِ صاحبینؒ باطل نہ شد

نماز پڑھنے والے کا اپنے فعل کے ذریعہ نماز سے نکلنا فرض ہے اور یہاں تشہد کے بعد بلا اختیار نکلنا نماز توڑ دینے والی شے کے باعث ہوا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز باطل ہوگئی اور صاحبین کے نزدیک باطل نہیں ہوتی

مسئلہ۔ اگر امام را حدث شد و مسبوق را خلیفہ گرفت مسبوق نمازِ امام را تمام کند پستر

اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ مسبوق کو اپنا قائم مقام بنائے تو مسبوق امام کی نماز پوری کر کے ایسے شخص کو اپنا

خلیفہ کند مُدرک را تا سلام دہد با قوم و آں مسبوق استادہ شود و نمازِ خود تمام کند

قائم مقام بنائے جو شروع سے امام کے ساتھ شریک جماعت رہا ہو (یعنی مدرک) تاکہ وہ جماعت (لوگوں) کے ساتھ سلام پھیرے اور مسبوق کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے۔

مسئلہ۔ اگر در رکوع و سجود حدث لاحق شود چوں بنا کند آں رکوع و سجود را اعادہ کند و اگر

اگر رکوع یا سجدے میں وضو ٹوٹ جائے تو بِنا کرتے ہوئے یہ رکوع اور سجدہ لوٹائے اگر رکوع اور سجدے

در رکوع و سجود یاد آمد کہ یک سجدہ از رکعتِ اولیٰ فوت شدہ بود یا سجدۂ تلاوت

میں یاد آئے کہ ایک سجدہ پہلی رکعت کا چھوٹ گیا تھا یا سجدۂ تلاوت فوت

فوت شدہ بود آں سجدہ را قضا کند و اعادۂ ایں سجدہ مستحب است واجب نیست و

ہو گیا تھا تو اس سجدہ کی قضا کرے اور اس سجدہ کی قضا مستحب ہے واجب نہیں اور

اگر امام را حدث شد و مقتدی یک مرد است ہماں مرد بلا تعیین خلیفہ می شود۔ و اگر

اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اور مقتدی ایک شخص ہے تو وہی شخص تعیین کے بغیر قائم مقام ہو جاتا ہے اور اگر

ۓ صاحبِ ترتیب۔ وہ انسان کہلاتا ہے جس کے ذمہ پانچ سے زیادہ نمازیں واجب الادا نہ ہوں ایسے آدمی کے لیے ضروری ہے کہ اگر اس کے ذمہ کوئی قضا نماز ہے اور وقت میں گنجائش ہے تو پہلے قضا نماز ادا کرے پھر اس وقت کی نماز پڑھے۔

صاحبِ عذر وہ ہے جس کا وضو اتنے وقت بھی قائم نہیں رہتا کہ وہ فرض ادا کر سکے۔ سلسل بول۔ پیشاب کے قطروں کا برابر آتے رہنا۔ جبیرہ۔ زخم کی پٹی ۓ دریں صورتہا مصنفؒ بارہ ایسی صورتیں بتائی ہیں جن میں نماز توڑ دینے والی چیز التحیات پڑھ لینے کے بعد نمازی کے اختیار بدون پیش آئی ہیں۔ امام صاحبؒ کے نزدیک چونکہ خود نماز پڑھنے والے کا اپنے اختیار سے نماز خارج ہونا فرض ہے اور جب تک وہ ایسا نہیں کرتا وہ دوران نماز میں ہے خواہ التحیات پڑھ چکا ہو لہٰذا یہ ساری نماز توڑ دینے والی چیزیں امام صاحبؒ کے نزدیک نماز کے دوران میں پیش آئی ہیں۔ لہٰذا نماز باطل ہو جائے گی۔ جن اماموں کے نزدیک التحیات پڑھ چکنے کے بعد ایک درجہ میں نماز مکمل ہو جاتی ہے ان کے نزدیک یہ ساری چیزیں گویا نماز ختم ہونے کے بعد پیش آئی ہیں۔ لہٰذا نماز ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چھٹی صورت میں عملِ قلیل کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اگر کثیر عمل کیا تو چونکہ نمازی خود اپنے فعل سے نماز سے خارج ہوا لہٰذا نماز مکمل ہو جائے گی ۓ مسبوق۔ جس کی شرکت سے پہلے امام کچھ نماز پڑھ چکا ہو۔ مدرک۔ جو اول سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہے۔ اعادہ کند۔ غرضیکہ جس رکن میں وضو ٹوٹا ہے اس رکن کو از سر نو ادا کرنا ہوگا۔ ایں سجدہ۔ جس سجدہ میں پہلی رکعت کا سجدہ یاد آیا تھا۔ بلا تعیین۔ یعنی جب کہ مقتدی ایک ہی ہے تو امام کو حدث لاحق ہونے کی صورت میں وہ خود بخود امام کے قائم مقام سمجھا جائیگا۔

ۓ اور وہ فعل نہیں پایا گیا۔ اس لئے کہ مذکورہ بالا امور اس کے اختیاری نہیں ہیں۔ پس اگر ان امور میں سے کوئی امر التحیات کے بعد ظاہر ہو جائے تو گویا کہ نماز کے اندر ہوا اس لئے

اسرار نماز

مقتدی یک زن یا یک طفل است نماز هر[۱] دو فاسد شود و در روایتے نمازِ امام فاسد

مقتدی ایک عورت یا ایک بچہ ہے تو دونوں کی نماز فاسد ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ امام کی نماز فاسد

نشود اگر زن و طفل را خلیفہ نہ کردہ باشد مسئلہ۔ اگر امام از قراءت بند شود اورا

نہیں ہوگی بشرطیکہ اس نے عورت اور بچہ میں سے کسی کو اپنا قائم مقام نہ بنایا ہو اگر امام کسی عذر کی وجہ سے قراءت نہ کر سکے تو اسے اپنا

خلیفہ گرفتن جائز است اگر ما یجوز[۲] بہ الصلوٰۃ نخواندہ باشد مسئلہ۔ اگر شخصے امام

قائم مقام بنانا درست ہے بشرطیکہ اتنی قراءت نہ کر چکا ہو جتنی قراءت کی مقدار سے نماز درست ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص امام کو

را در نماز دریابد هر جا کہ امام را دریابد درهماں رکن داخل شود و اگر رکوع یافت رکعت

نماز میں پائے تو امام جس رکن میں ہو تو وہ اسی میں شریک ہو جائے اور اگر اسے رکوع مل گیا

یافت و اِلّا رکعت نیافت[۳] پس هرگاہ امام نماز خود تمام کند مسبوق بعد فراغ

تو اسے رکعت مل گئی ورنہ رکعت نہیں ملی پس امام جب اپنی نماز سے فارغ ہو مسبوق امام کی فراغت کے بعد

امام آنچہ فوت شدہ آں نماز خود بخواند و نمازِ مسبوق[۴] در حقِ قراءت حکمِ اوّل نماز

اپنی فوت شدہ نماز پڑھے اور قراءت کے حق میں مسبوق کی نماز کا حکم نماز کے شروع کا

دارد و در حقِ قعود حکمِ آخرِ نماز دارد مسئلہ۔ اگر مصلّی بعدِ دو رکعت بہ فراموشی

سا ہے اور قعود کے حق میں حکم نماز کے آخر کا سا ہوگا اگر نماز پڑھنے والا دو رکعت کے بعد بھول

برائے رکعتِ ثالث برخاست و قعدۂ اولیٰ نہ کرد پس تا کہ قریبِ[۵] قعود است

کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور قعدۂ اولیٰ نہیں کیا پس اگر وہ بیٹھنے کی حالت کے قریب ہو

بنشیند و سجدۂ سہو واجب نشود و اگر نزدیکِ قیام است استادہ شود و از باز نشستن

تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر قیام کی حالت کے قریب ہو تو کھڑا ہو جائے اور سجدۂ سہو

او نماز فاسد[۶] شود و سجدۂ سہو کند و اگر بعد چہار رکعت برخاست تا کہ رکعتِ پنجم

کرے (اس صورت میں) لوٹ کر بیٹھنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائیگی اگر چار رکعات کے بعد کھڑا ہو گیا اور ابھی پانچویں رکعت کا

---

[۱] هر دو۔ یعنی امام کی بھی اور اس مقتدی عورت یا بچہ کی بھی۔ اس لیے کہ امام کو حدث لاحق ہونے کی وجہ سے یہ امام ہو گیا اور عورت و بچہ کی امامت درست نہیں ہے [۲] ما یجوز بہ الصلوٰۃ۔ یعنی قرآن کی وہ مقدار جو پڑھنا فرض ہے۔ داخل شود۔ یعنی فوراً نماز میں شریک ہو جائے [۳] نیافت۔ یعنی امام کے ساتھ اگر رکوع میں اطمینان سے شریک نہیں ہوا ہے تو یہ رکعت اس میں شمار نہ ہوگی [۴] نماز مسبوق۔ یعنی اگر کوئی شروع نماز سے امام کے ساتھ شریک نہیں ہوا ہے بلکہ امام کے ساتھ کچھ رکعتیں پڑھ چکنے کے بعد شریک ہوا ہے۔ امام کے فارغ ہونے کے بعد جب وہ باقی نماز پڑھے تو قراءت کا حساب لگانے میں یہ سمجھے کہ وہ نماز اب شروع کر رہا ہے لہٰذا جو رکعت شروع کرے گا اس میں ثنا و تعوذ پڑھ کر فاتحہ پڑھے گا لیکن قعدہ کا حساب لگانے میں یہ سمجھے کہ امام کے ساتھ شروع کی نماز ہوئی ہے اب اس کے بعد کی پڑھ رہا ہے مثلاً فجر کی دوسری رکعت میں شریک ہوا اب یہ امام کے فارغ ہونے کے بعد جو رکعت پڑھے گا اس کو قراءت کے اعتبار سے پہلی رکعت سمجھے لیکن قعدہ کے اعتبار سے آخری رکعت سمجھے اور بیٹھ کر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ [۵] قریب قعود است۔ یعنی بیٹھنے کی حالت سے قریب ہے۔ [۶] نماز فاسد شود۔ جب کہ پورا کھڑا ہو چکا ہو لیکن اگر پورا کھڑا نہیں ہوا ہے تو بھی بیٹھ جانے سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن سجدۂ سہو ضروری ہوگا۔

راسجود نہ کردہ است بنشیند وقعدۂ اخیرہ کردہ سلام دہد وسجدۂ سہو کند واگر رکعتِ پنجم

سجدہ نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور قعدہ اخیرہ کرے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت

راسجدہ کردہ فرضِ او باطل[1] شد اگر خواہد رکعتِ ششم کردہ سلام دہد وسجدۂ سہو کند و اگر

کا سجدہ کرلیا تو اس کی فرض نماز باطل ہوگئی اب اگر چاہے چھٹی رکعت ملا کر سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر

خواہد رکعتِ ششم نہ کند ہماں جا قعدۂ اخیرہ کند وسلام دہد دریں صورت چہار

چاہے تو چھٹی رکعت نہ ملائے بلکہ اسی جگہ قعدۂ اخیرہ کرکے سلام پھیر دے اس صورت میں چار رکعات

رکعت نفل شد ویک رکعت باطل شد۔

نفل ہوگئیں اور ایک رکعت باطل ہوگئی

فصل۔ اگر نماز را وقتِ فوت شود قضا کند با اذان واقامت مانندِ ادا پس

اگر نماز کا وقت فوت ہوجائے تو ادا کی طرح اذان واقامت کے ساتھ قضا کرے اگر قضا نماز

اگر بجماعت خواند جہر در نمازِ جہری بقراءت واجب است و اگر تنہا خواند سِرّاً

باجماعت پڑھی جائے تو جہری نماز میں زور سے قراءت واجب ہے اور اگر تنہا پڑھے تو آہستہ

قراءت بخواند مسئلہ۔ ترتیب در فوائت وقتیہ فرض است وہمچنیں در فرض و وتر

قراءت کرے فوائت اور وقتیہ (وہ نماز جس کی فرضیت اس وقت میں ہوئی ہو) میں ترتیب فرض ہے اور اس

کہ واجب است ہم فرض است نزد امام اعظمؒ پس اگر باوجودیکہ فائتہ یاد باشد

طرح فرض اور وتر میں بھی جو کہ واجب ہے ترتیب فرض ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہی حکم ہے لہٰذا اگر فوت شدہ نماز یاد

وقتیہ بخواند نمازِ وقتیہ فاسد شود پس اگر قضا کرد فائتہ را پیش از ادا کردن وقتیۂ ثانیہ

ہونے کے باوجود وقتیہ پڑھ لے تو وقتیہ نماز فاسد ہوجائے گی پس اگر فوت شدہ کی قضا وقتیہ ثانیہ کی نماز ادا کرنے سے قبل کرے تو

نمازِ وقتیہ اولیٰ باطل[2] شد فرضیتِ او واگر پیش از قضا کردن آں فائتہ پنج وقتیہ ادا

وقتیہ اولیٰ نماز فرض باطل ہوجائے گی (اور وہ فرض نفل بن گئے) اور یہ فرض نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی اور اگر اس فوت شدہ کی قضا سے قبل پانچ وقتیہ ادا

[1] باطل شد۔ اب خواہ چھٹی رکعت کی تکمیل کرے یا نہ کرے اس کی یہ نماز نفل ہوجائے گی۔ فرض دوبارہ پڑھنے ہوں گے لیکن اگر قعدہ اخیرہ کرچکا ہے تو پھر بہرحالت اس کے فرض ہو جائیں گے اور سجدہ سہو کرے۔ نمازِ جہری۔ جس میں قرآن زور سے پڑھا جاتا ہے جیسے مغرب، عشاء، فجر۔ سِرّاً۔ چپکے چپکے پڑھنا۔ فوائت۔ قضا شدہ نمازیں۔ وقتیہ۔ وہ نماز جو اس وقت میں فرض ہوئی ہے۔ وتر۔ یعنی وتر اگرچہ خود واجب ہے لیکن عشاء اور اس میں ترتیب فرض ہے [2] باطل شد فرضیتِ او۔ مثلاً صبح کی نماز قضا ہوگئی اس کو چھوڑ کر ظہر کی نماز ادا کی۔ اب اگر عصر کی نماز ادا کرنے سے قبل اس نے فجر کی نماز ادا کی تو ظہر کے فرض سمجھ کر جو نماز پڑھی تھی وہ نفل ہوجائے گی اور ظہر کے فرض دوبارہ پڑھنے ہوں گے لیکن اگر پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لیں کہ قضا ادا نہ کی تو ان نمازوں کا فساد اور صحت اگلے احوال پر موقوف رہے گا۔ اب اگر چھٹی نماز بھی اس نے پڑھ لی اور وہ قضا ادا نہ کی تو امام صاحب کے نزدیک سب نمازیں درست ہوجائیں گی اس لیے کہ اب وہ نمازیں جن کی ادائیگی پہلی قضا نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے درست نہیں ہوئی پانچ سے بڑھ گئیں اور یہ صاحب ترتیب نہ رہا۔ اب اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ پہلے قضا پڑھے پھر ادا کرے۔

کرد آں وقتیات فاسد شد بہ فساد موقوف اگر بعد ازاں وقتیہ ششم پیش از ادا کردن

کرے تو وہ پانچوں وقتیہ فاسد ہوگئیں مگر ان کا فاسد ہونا موقوف رہا اگر ان پانچ کے بعد چھٹی وقتیہ نماز فوت شدہ کی قضا

فائتہ ادا کرد آں وقتیات صحیح شدند نزدِ امام اعظمؒ نہ نزدِ صاحبین۔ مسئلہ۔ اگر

سے قبل پڑھ لی تو وہ تمام وقتیہ نمازیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح ہوگئیں (کیونکہ وہ صاحب ترتیب نہ رہا) امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک درست نہیں ہوئیں اگر

عشاء بفراموشی بے وضو خواند وسنت ووتر باوضو خواند ہمراہِ عشاء سنت باز خواند

بھول کر عشاء کی نماز بے وضو پڑھ لی اور سنت و وتر با وضو پڑھے تو نماز عشاء کے ساتھ سنتیں بھی دوبارہ

و اعادہ[1] وتر نہ کند نزد امام اعظمؒ و نزد صاحبین وتر را ہم اعادہ کند۔ مسئلہ۔ ترتیب

پڑھے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر نہ لوٹائے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک وتر بھی لوٹائے ترتیب

بہ سہ چیز ساقط شود یکے بہ سبب تنگی وقت وقتیہ دوم بفراموشی[2]۔ سوم وقتیکہ در ذمۂ او

تین چیزوں سے ساقط ہوتی ہے (۱) وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہوجائے (۲) بھول جانے سے (۳) جبکہ اس کے ذمے فوت شدہ

شش فائتہ شود نو باشد یا کہنہ پستر ہرگاہ فوائت ادا کند باز ترتیب عود نماید و اگر

نمازوں کی تعداد چھ ہوجائے۔ خواہ نئی فوت شدہ نمازیں ہوں یا پرانی اس کے بعد جس وقت فوت شدہ نمازوں ادا کرے ترتیب پھر لوٹ آئے اور اگر

شش نماز یا زیادہ فوت شد چند نماز قضا کرد تا کم از شش در ذمۂ او باقی ماند نزدِ

چھ یا چھ سے زیادہ نمازیں فوت ہوئیں اور چند نمازوں کی قضا کرلی۔ یہاں تک کہ چھ نمازوں سے کم اس کے ذمہ باقی رہ گئیں تو

بعضے ترتیب عود کند و فتویٰ برآن است کہ ترتیب عود نہ کند تاکہ تمام ادا نشود۔

بعض کے نزدیک ترتیب لوٹے گی اور فتویٰ اس پر ہے کہ ترتیب نہیں لوٹے گی تاوقتیکہ وہ سب نمازیں ادا نہ ہوجائیں

فصل۔ در مفسدات و مکروہات۔

کلام[3] اگرچہ سہواً باشد یا در خواب مفسدِ نماز

مفسدات اور مکروہات کے بیان میں کلام خواہ بھول کر ہو یا (اندرونِ نماز) سو جانے پر ہو اس سے نماز

است و ہمچنیں دعاء بچیزے کہ طلب آں از آدمیاں ممکن باشد و نالہ کردن و

فاسد ہوجاتی ہے۔ اسی طرح ایسی چیزوں کی دعا کہ اس کی طلب اور مانگنا آدمیوں سے ممکن ہو اور فریاد کرنا اور

---

[1] اعادہ وتر نہ کند۔ اس لئے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک وتر عشاء سے جُدا ایک مستقل نماز ہے۔ صاحبین یعنی امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک وتر سنت ہے جو عشاء کی نماز کے تابع ہے۔ جب عشاء کی نماز نہ ہوئی اور لوٹانی پڑی تو وتر کو بھی لوٹانا ہوگا۔ تنگیٔ وقت۔ مثلاً عشاء کی نماز تو قضا ہوچکی تھی صبح کو ایسے وقت آنکھ کھلی کہ سورج نکلنے سے پہلے صرف فجر کی نماز پڑھ سکتا ہے تو فجر کی نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ یہ ضروری نہ ہے گا کہ عشاء کی قضا پڑھنے کے بعد فجر کی قضا پڑھے [2] بفراموشی۔ یعنی مثلاً ظہر کی نماز قضا ہوگئی تھی وہ اس کو یاد نہ آئی اور عصر کی نماز پڑھ لی تو عصر کی نماز درست ہوجائے گی۔ سوم چونکہ اب وہ صاحبِ ترتیب نہ رہا۔ اب جب کہ وہ پچھلی قضا نمازیں ادا کر رہا ہے اور ادا کرتے کرتے اس کے ذمہ چھ نمازوں سے کم رہ گئی ہیں تو پھر صاحبِ ترتیب ہوجائے گا [3] کلام۔ خواہ بھول کر یا غلطی سے جب کہ اس کلام کو دوسرا سُن سکے۔ طلبِ آں۔ مثلاً یہ کہنا کہ پانی دے دو۔ روٹی دے دو۔

واُوہ[1] گفتن وگریستن بآوازازدرد یامُصیبت نہ از ذکرِ بہشت ودوزخ و تنحنُح بے عذر کردن

اور اُوہ اُوہ کرنا اور آواز کے ساتھ رونا درد یا مصیبت کی وجہ سے نہ بہشت یا دوزخ کے ذکر سے اور بلا عذر کھانسنا اور

وعاطس را یَرحَمُكَ الله گفتن وجواب دادنِ خبرِ خوش بہ اَلحَمدُ لِلّٰهِ وخبرِ بد باسترجاع

چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور اچھی خبر سُن کر الحمد للہ کہنا اور بری خبر سُن کر

وخبرِ تعجب بہ سُبحَانَ اللهِ یا لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللهِ نماز را فاسد کند واگر برغیرِ امامِ

اناللہ الخ اور کوئی عجیب بات سُن کر سبحان اللہ یا لاحول الخ کہنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور اگر اپنے امام

خود فتح کند نماز فاسد شود واز فتح برامامِ خود نماز فاسد نہ شود وسلامِ عمداً وردِّ سلام نماز را

(جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے) کے سوا کو لقمہ دیا تو نماز فاسد ہوگی اور اپنے امام کو بتانے سے (لقمہ دینے سے) نماز فاسد نہیں ہوتی اور سلام کرنا قصداً

فاسد کند نہ سلام سہواً وخواندن از مصحف وخوردن و آشامیدن وعملِ کثیر نماز را فاسد

اور جواب دینا سلام کا خواہ قصداً ہو یا سہواً یہ دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں نہ سلام سہواً اور قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا اور کھانا پینا اور عمل کثیر یہ سب نماز کو فاسد

کند وعملِ کثیر آنست کہ درآں محتاج شود بہر دوٗ[2] دست ونزدِ بعضے آنچہ بینندۂ عامل اورا

کردیتے ہیں اور عمل کثیر یہ ہے کہ جسے انجام دینے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت ہو بعض کے نزدیک عمل کثیر یہ ہے کہ دیکھنے والا اس

داند کہ در نماز نیست وبعضے گفتہ آنچہ کہ مصلّی آں را کثیر داند، اگر بر نجاست سجدہ کرد نماز

کے متعلق یہ سمجھے کہ نماز کی حالت میں نہیں ہے بعض فرماتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہے جسے نماز پڑھنے والا کثیر خیال کرے نجاست پر سجدہ کرنے

فاسد شود واگر در نمازے بود ونمازے دیگر شروع کرد بہ تکبیر نمازِ اوّل باطل شد واگر در ہماں

سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اگر ایک نماز کے اختتام سے قبل دوسری نماز کا آغاز کردیا تو دوسری نماز کی تکبیر کے ساتھ ہی پہلی نماز باطل ہوگئی اور اگر

نماز باز شروع کرد بتکبیر نمازِ اوّل باطل نشود واگر طعامیکہ در دندان بود از زبان برآوردہ خورد

وہی نماز پھر شروع کردے تو دوسری کی تکبیر سے پہلی نماز باطل نہیں ہوئی اور اگر دانتوں میں لگا ہوا کھانا زبان سے نکال کر کھالے

اگر کم از نخود است نماز فاسد نشود واگر مقدارِ نخود است فاسد شود واگر در[3] مکتوبے نظر کرد

اگر وہ چنے سے کم ہو تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر چنے کے برابر ہو تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر لکھے ہوئے پر نظر ڈال

ومعنیش فہمید نماز فاسد نشود واگر بر زمین یا دکان نماز می خواند واز پیش او

لے اور (چاہے مثلاً قرآن کریم دیوار پر لکھا ہوا ہو) اس کے معنے سمجھے تو نماز فاسد نہیں ہوئی اگر زمین یا دکان پر نماز پڑھتے ہوئے کوئی اس کے سامنے سے

[1] اوہ گفتن۔ آہ آہ کرنا۔ تنحنُح۔ کھانسنا۔ عاطس۔ چھینکنے والا۔ استرجاع۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔ فاسد کند۔ یعنی کسی آدمی کے سوال یا جواب کے طور پر کوئی ایسا جملہ بول دینا خواہ اس میں اللہ کی تعریف ہی کیوں نہ ہو۔ فتح۔ قرآن پڑھنے والے کو لقمہ دینا۔ نہ سلام سہواً۔ یعنی اگر بھولے سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیر دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی۔ مصحف۔ قرآن پاک۔

[2] بہر دو دست۔ یعنی جو کام ایسا ہے جس میں دونوں ہاتھ لگیں وہ عملِ کثیر سمجھا جائیگا۔ در نمازے۔ یعنی اگر ایک نماز ابھی ختم نہیں کی تھی کہ دوسری نماز کی تکبیر کہتے ہی پہلی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نخود۔ چنا۔ [3] مکتوب۔ لکھا ہوا خواہ قرآن میں ہو یا کسی دیوار وغیرہ پر۔

کسے گزشت نماز فاسد نشود[1] اگرچہ گزرندہ زن باشد یا سگ یا خر لیکن اگر عاقلے گزشتہ

گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی خواہ گزرنے والی عورت ہو یا کتا یا گدھا البتہ اگر کوئی عاقل گزرے گا تو گزرنے

گزرندہ عاصی شود مگر وقتیکہ دکان بلند باشد بہ قسمے کہ سر او مقابلِ پائے مصلی نشود د

والا گنہگار ہوگا البتہ اگر دکان بلند ہو اس طرح کہ اس کا سر نماز پڑھنے والے کے پاؤں کے بھی مقابل نہ ہو تو

سنت آنست کہ پیشِ خود مصلی در صحرا و بر سرِ راہ سُترہ قائم کند بطول یک ذراع د

گنہگار نہ ہوگا مسنون یہ ہے کہ صحرا میں اور بر سرِ راہ نماز پڑھنے والا اپنے سامنے سُترہ یعنی ایک ہاتھ لمبی و

پری یک انگشت و قریب خود مقابلِ ابروئے راست یا چپ کند[2] و نہادنِ سُترہ و

اونچی اور ایک انگشت کے قریب موٹی آڑ قائم کرے اور اسے اپنے دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل نصب کرے سُترہ کے رکھنے

خط کشیدن فائدہ ندارد و سترۂ امام قوم را کفایت می کند و گزرندہ را اگر سترہ نباشد

اور خط کھینچنے سے کوئی فائدہ نہیں امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور اگر سُترہ نہ ہو

مصلی اگر گزشتن دفع کند باشارت یا تسبیح نہ بہر دو مسئلہ۔ اگر نماز کند بر پارچۂ

تو نماز پڑھنے والا گزرنے والے کو گزرنے سے اشارہ یا تسبیح کے ذریعے روکے (سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر) دونوں کے ذریعے نہ روکے اگر دو تہہ والے کپڑے پر

دوتہ کہ استرِ آں نجس باشد اگر آں دوتہ مضرّب[3] نباشد نماز صحیح باشد و اگر مضرب باشد

نماز پڑھے اور استر اس کا نجس ہو اگر وہ دو تہہ سِلی ہوئی نہ ہوں تو نماز صحیح ہوگی اور سِلی ہوئی ہوں تو

صحیح نباشد و اگر بر پارچہ گسترانیدہ نماز کند کہ یک طرف نجس باشد نماز روا باشد

صحیح نہیں ہوگی اور اگر ایسے کپڑے کو پھیلا کر نماز ادا کرے کہ اس کا ایک کنارہ نجس ہو تو نماز اس پر جائز

از حرکت دادن طرفے دیگر طرف متحرک شود یا نہ شود و اگر پارچہ دراز باشد یک طرفے

ہوگی ایک کنارہ کو ہلانے سے دوسرا کنارہ ہلتا ہو یا نہ ہلتا ہو اور اگر کپڑا لمبا ہو اور اس کا ایک کنارہ

ازاں پوشیدہ نماز گزارد و طرفے دیگر نجس بر زمین باشد اگر از تحرّک مصلی طرفِ پارچہ

اوڑھ کر نماز پڑھے اور دوسرا ناپاک کنارہ زمین پر ہو اگر نماز پڑھنے والے کی حرکت سے

کہ نجس است متحرک شود نماز روا نباشد و اگر متحرک نہ شود روا باشد۔ مسئلہ۔ مکروہ

نجس کنارہ ہلتا ہو تو نماز جائز نہیں ہوگی اور نہ ہلتا ہو تو نماز جائز ہوگی نماز میں

[1] نہ شود۔ لیکن نماز مکروہ ہو جائے گی۔ عاقلے۔ یعنی اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا صاحب عقل ہے تو خود گزرنے والا گنہگار ہوگا۔ نہ شود۔ یعنی گزرنے والے کے بدن کا کوئی حصہ نمازی کے کسی حصہ کے سامنے نہ پڑے۔ صحرا۔ جنگل۔ سترہ۔ وہ آڑ جو نمازی اپنے سامنے کر لیتا ہے۔ یہ آڑ کم از کم ایک ہاتھ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہونی چاہیے [2] کند۔ یعنی سترہ بالکل پیشانی کے سامنے نہ رکھے۔ بلکہ دائیں بائیں کو رکھے۔ نہادن سترہ۔ یعنی سترہ نہ گاڑنا بلکہ زمین پر ڈال دینا۔ خط کشیدن۔ یعنی سترہ کی بجائے سامنے لکیر کھینچ لینا۔ باشارت۔ یعنی سر یا آنکھ کے اشارے سے۔ تسبیح۔ یعنی زور سے سبحان اللہ کہہ کر۔ [3] مضرب۔ سِلی ہوئی۔ اگر پارچہ دراز۔ یعنی کپڑا اس قدر بڑا ہے کہ ناپاک کنارہ نہ ہلے گا دوسرے پاک کنارے کو اوڑھ کر نماز درست ہو جائے گی۔

است عبثؔ کردن در نماز بہ پارچہ یا بدن اگر عملِ قلیل باشد و اگر عملِ کثیر است مفسد

کپڑے یا بدن سے کھیلنا اگر عملِ قلیل ہو تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر ہو تو نماز کو

است و سنگریزہ از موضعِ سجود یکسُو کردن مگر درصورتے کہ سجود ممکن نباشد یکبار یا دو بار

فاسد کرنے والا ہے اور سنگریزے سجدہ سے جگہ سے ہٹانا مکروہ ہے لیکن اس شکل ہیں کہ سجدہ ممکن نہ ہو ایک یا دو بار

سنگریزہ دفع کند و مکروہ است انگشتاں را مالیدہ وکشیدہ بہ آواز آوردن و دست بر

ہٹا سکتا ہے اور انگلیاں ملنا اور کھینچ کر آواز پیدا کرنا (چٹخانا) اور ہاتھ کوکھ

تہی گاہ نہادن و بسوئے راست یا چپ رو آوردن اگر سینہ از سوئے قبلہ برنگردد و اگر

پر رکھنا اور چہرہ دائیں یا بائیں جانب کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ سینہ قبلہ سے نہ پھرا ہوا

برگردد نماز فاسد شود و مکروہ است اقعاء یعنی بر سُرین و پا زانو برداشتہ و دست بر زمین

ہو اور اگر سینہ قبلہ سے پھر گیا تو نماز فاسد ہوگئی اور مکروہ ہے اقعاء یعنی سُرین، پنجوں اور گھٹنوں کو کھڑا کرکے اور ہاتھ

نہادہ مثل سگ نشستن و ہر دو ذراع را در سجدہ بر زمین فرش کردن و جوابِ سلام

زمین پر ٹکا کر کتے کی طرح بیٹھنا اور سجدہ میں دونوں ہاتھ زمین پر بچھانا اور سلام کا جواب

بدستؔ کردن و چہار زانو بے عذر در فرض نشستن و پارچہ را برائے احتیاطِ خاک

ہاتھ سے دینا اور آلتی پالتی مار کر فرض نماز میں بلا عذر بیٹھنا اور کپڑا مٹی سے بچاؤ کی خاطر

آلودگی چیدن و سَدلِ ثوب یعنی پارچہ را بر سر و دوش انداختہ اطرافِ آں را جمع

اٹھانا اور کپڑا لٹکانا یعنی کپڑا سر اور کاندھے پر ڈال کر اس کے کنارے اکٹھا نہ

نہ کند و فرو گزارد و فاژہؔ کردن باید کہ فاژہ را دفع کند و سُرفہ را تا مقدور دفع کند و تمطّی یعنی بدن

کرنا اور یونہی چھوڑ دینا اور جمائی لینا مکروہ ہے۔ جمائی اور کھانسی اور انگڑائی یعنی بدن کو تھکن دور کرنے کی خاطر کھینچنا

را برائے دفع ماندگی کشیدن و چشم پوشیدہ داشتن بلکہ نظر در سجدہ گاہ دارد و مکروہ است کہ

انہیں بحدِ امکان روکنا چاہئے اور آنکھیں بند کر لینا مکروہ ہے بلکہ نگاہ سجدہ گاہ پر رہے اور سر کے بال

موئے سر را بالائے سر پیچیدہ گرہ دادہ نماز کردن بلکہ سنت آں است کہ

سر کے اوپر لپیٹ کر گرہ دے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ مسنون یہ ہے کہ

موئے سر را داشتہ باشد موئے فرو ہشتہ باشد تا موئے ہم سجدہ کنند و ہم

اگر سر پر بال ہوں تو انہیں لٹکے ہوئے رہنے دے تاکہ بال بھی سجدہ کریں اور یہ بھی

لہ عبث۔ بیکار شغل کرنا۔ سنگریزہ۔ کنکری یا کوئی اور چیز جس پر سجدہ دشوار ہو۔ انگشتاں را۔ یعنی انگلیاں ملنا یا چٹخانا۔ تہی گاہ۔ کوکھ۔ اقعاء۔ یعنی کتے کی طرح سُرین پنجوں اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اور گھٹنوں کو کھڑا کرکے بیٹھنا۔ ٢ه بدست۔ ہاتھ اور سر سے بھی سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ چہار زانو۔ آلتی پالتی مار کر بیٹھنا۔ سدل۔ رومال یا چادر اوڑھ کر پلو نہ مارنا۔ چوغہ۔ شیروانی وغیرہ کو بلا آستین ہاتھوں میں ڈالے کاندھوں پر ڈالنا۔ ٣ه فاژہ۔ جمائی۔ سرفہ۔ کھانسی۔ تمطّی۔ انگڑائی لینا۔ موئے سر۔ یعنی بالوں کا جوڑا باندھنا۔ فرو ہشتہ باشد۔ بال لٹکے ہوئے ہوں۔

مکروہ است نماز برہنہ سرگزاردن مگر بنا بر تذلّل[1] و انکسار و شمار کردنِ آیات و تسبیحات

مکروہ ہے کہ نماز ننگے سر پڑھی جائے البتہ اگر کسر شان ثابت کرنا اور انکسار مقصود ہو تو مکروہ نہیں۔ آیات

بدست و نزدِ صاحبین مکروہ نیست و مکروہ است کہ امام تنہا در طاقِ مسجد باشد و

تسبیحات ہاتھ پر گننا مکروہ ہے صاحبین کے نزدیک مکروہ نہیں اور امام کا تنہا محراب میں کھڑا ہونا اور مقتدیوں کا باہر ہونا یا

مردم بیرون یا امام بر بلندی باشد و مردم ہمہ زیر و مکروہ است استادن پسِ صف

یا امام کا بلندی پر (ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ) اور سب لوگوں کا نیچے کھڑا ہونا مکروہ ہے صف کے پیچھے

تنہا در صورتیکہ در صف فرجہ باشد و اگر فرجہ نباشد یک کس را از صف کشیدہ

تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر جگہ نہو تو ایک آدمی کو کھینچ کر اسے ساتھ

باخود صف کند و مکروہ است پوشیدنِ پارچہ کہ در آں تصویرِ آدمی یا جانور باشد یا آنکہ

صف میں کھڑا کرلے اور ایسا کپڑا پہننا مکروہ ہے جس میں آدمی یا جانور کی تصویر ہو یا یہ کہ تصویر یا سر

تصویر بالائے سر باشد یا مقابلۂ رو یا بدستِ راست یا چپ باشد اگر زیرِ قدم یا پسِ

کے اوپر یا چہرہ کے مقابلے میں یا دائیں بائیں ہو، مکروہ ہے البتہ اگر پاؤں کے

پشت باشد مضائقہ ندارد و تصویرِ درخت و[2] مانندِ آں مضائقہ ندارد و ہمچنیں تصویر سر بُریدہ

نیچے یا پیٹھ کے پیچھے ہو تو مضائقہ نہیں درخت یا اس کے مانند (غیر ذی روح) کی تصویر میں مضائقہ نہیں اسی طرح بے سر

و قتل مار و کژدم در نماز مکروہ نیست و نہ آنکہ امام در مسجد باشد و سجدہ در طاقِ مسجد کند و

کی تصویر کا حکم ہے۔ بحالتِ نماز سانپ اور بچھو کو مارنا مکروہ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی کراہت ہے کہ امام مسجد میں (محراب سے باہر) ہو اور

نیز مکروہ نیست نماز خواندن بہ طرفِ پشت مردیکہ سخن می کند و بسوئے[3] مصحف یا

سجدہ محراب میں کرے) ایسے شخص کی پیٹھ کی جانب نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے جو باتوں میں مشغول ہو قرآن پاک یا لٹکی

شمشیر آویزاں یا بسوئے شمع یا چراغ۔

ہوئی تلوار یا شمع یا چراغ کی جانب (جبکہ ان ہی سے کوئی چیز قبلہ رُخ ہو) نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

فصل۔ مریض اگر قدرت بر قیام نداشتہ باشد یا خوفِ زیادتِ مرض بود

مریض کو اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو یا بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو

[1] تذلّل و انکسار۔ یعنی نماز کی حالت میں اپنی ذلت اور انکساری ظاہر کرنا۔ طاقِ مسجد۔ محراب۔ بلندی۔ یعنی ایک ہاتھ کی بلندی۔ فرجہ۔ کشادگی۔ باخود صف کند۔ یعنی اگلی صف سے ایک آدمی کو پیچھے ہٹا کر صف بنائے۔ بعض فقہا اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ بالائے سر۔ غرضیکہ جس صورت میں تصویر کی تعظیم ہوتی ہو [2] مانند آں۔ یعنی بے جان چیز کی تصویر۔ سر بریدہ۔ یعنی ایسا کوئی عضو کٹا ہوا ہو جس کے بدون زندگی ناممکن ہو۔ مار۔ سانپ۔ کژدم۔ بچھو۔ مکروہ نیست۔ خواہ کتنا ہی عمل کرنا پڑے اور رُخ بھی قبلہ سے پھر جائے [3] بسوئے مصحف۔ یہ چند صورتیں ایسی ہیں کہ بعض فقہاء ان کی کراہت کے قائل ہیں لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ کراہت نہیں مانتے۔ خوف۔ خواہ مرض بڑھنے کا ہو یا اس کا کہ مرض دیر میں اچھا ہوگا۔

نمازِ نشستہ[1] گزارد و رکوع وسجود بجا آورد و اگر قدرت بر رکوع وسجود نداشتہ باشد و

تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ کرے اور اگر رکوع وسجدہ پر قادر نہ ہو

قدرت بر قیام داشتہ نزدِ امام اعظم رح مفتی بہ آنست کہ نشستہ نماز گزاردن او را

کھڑا ہوسکتا ہو تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا کھڑے ہوکر

بہتر است از استادہ گزاردن پس نشستہ نماز گزارد و اشارۂ رکوع وسجود بسر کند و

پڑھنے سے بہتر ہے پس بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ کا اشارہ کرے اور

اشارۂ سجود پست تر کند از رکوع و اگر استادہ نماز گزارد و اشارہ کند ہم جائز است و

سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ جھکتا ہوا کرے اور اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور اشارہ کرے تب بھی جائز ہے اور

نزدِ فقیر باوجود قدرت بر قیام قیام را ترک نہ کند و اگر قدرت بر قیام و رکوع وسجود نداشتہ باشد نشستہ نماز

مصنف رح کے نزدیک کھڑے ہونے پر قادر ہو تو قیام ترک نہ کرے اور قیام و رکوع وسجدہ پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر نماز

گزارد و اشارہ کند و اگر قدرت نشستن ہم نداشتہ باشد برقفا نماز گزارد و ہر دو پائے سوئے قبلہ

ادا کرے اور اشارہ کرے اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو تو چت لیٹ کر نماز پڑھے اور دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کرے

کند یا بر پہلو گزارد و رو بسوئے قبلہ کند و اشارہ کند بسر و اگر اشارہ بسر برائے رکوع

یا کروٹ سے نماز ادا کرے اور چہرہ قبلہ رخ کرکے سر سے اشارہ کرے اور رکوع وسجدہ کے لیے سر سے اشارہ کرنے پر

وسجود مقدور نباشد نماز را موقوف دارد تا کہ قدرتِ اشارہ حاصل شود و اگر دریں عرصہ

قادر نہ ہو تو نماز اس وقت تک موقوف رکھے کہ سر سے اشارہ کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے اگر

بمیرد عاصی نباشد و اگر درمیانۂ نماز بیمار شد حسبِ مقدورِ خود نماز نماز تمام کند۔

اس عرصہ میں انتقال ہوجائے اس (ترک نماز) کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا اگر دورانِ نماز بیمار ہوجائے تو اپنی استطاعت کے مطابق نماز پوری کرے۔

مسئلہ اگر مریض نماز نشستہ می کرد با رکوع وسجود و درمیانۂ نماز قادر شد بر قیام

اگر بیمار بیٹھ کر رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو کہ دورانِ نماز (افاقہ کی وجہ سے) کھڑے ہونے پر قادر ہو

استادہ شدہ ہماں نماز را تمام کند و نزدِ امام محمد رح نماز را از سر گیرد و اگر مریض نماز باشارہ

جائے تو وہ نماز کھڑے ہوکر پوری کرے اور امام محمد رح کے نزدیک نماز نئے سرے سے پڑھے اگر بیمار اشارہ سے نماز پڑھ رہا

می کرد و درمیانۂ نماز بر رکوع وسجود قادر شد باتفاق نماز از سر گیرد۔

ہو اور دورانِ نماز رکوع اور سجدے پر قادر ہوجائے تو بالاتفاق نماز نئے سرے سے پڑھے

[1] نشستہ۔ چونکہ اس صورت میں رکوع وسجود کی کیفیت زمین سے زیادہ قریب ہوگی۔ مفتی بہ۔ وہ قول جس پر فتویٰ دیا گیا ہو۔ فقیر۔ یعنی مصنف رحمۃ اللہ علیہ۔ نہ کند۔ بلکہ کھڑے ہوکر رکوع، سجدہ کے اشارے سے نماز پڑھ لے۔ اشارہ کند۔ یعنی سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ جھکتا ہوا۔ برقفا۔ چت لیٹ کر۔ بر پہلو۔ کروٹ سے۔ موقوف دارد نماز پڑھنا ملتوی کردے۔ حسبِ مقدور۔ جس طرح بھی پڑھ سکے۔ بیٹھ کر یا لیٹ کر۔

مسئلہ۔ ہر کہ بیہوش شد یا دیوانہ گشت یک شبانہؔ روز قضا کند و اگر زیادہ از شبانہ

جو شخص پاگل یا بیہوش ہو جائے اگر یہ دیوانگی یا بیہوشی ایک دن ایک رات رہے تو فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے اور اگر ایک دن

روز یک ساعت ہم گزشت قضا واجب نہ شود و نزدِ محمدؒ تا کہ نماز ششم را وقت

یا رات سے ایک ساعت بھی زیادہ گزر جائے تو قضا واجب نہ رہے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک تا وقتیکہ چھٹی نماز

در نیامدہ باشد قضا واجب شود۔

کا وقت نہ آ جائے قضا واجب ہوگی۔

فصل۔ شخصے کہ از خانۂ خود بر آید و از عماراتِ شہر خارج شود بہ نیتِ سفر سہ مرحلہؔ

کوئی شخص گھر سے نیت سفر کر کے شہر کی عمارتوں سے تین منزل دور نکل جائے (انگریزی حساب سے

ہر مرحلہ شانزدہ کروہ ہر کروہ چہار ہزار قدم۔ آں شخص فرضؔ چہار گانہ را

یہ ۴۸ میل ہے جو سفر شرعی کی ادنیٰ مقدار ہے) ہر منزل سولہ کروہ کی ہوتی ہے اور ہر کروہ چار ہزار قدم کی مسافت کے بقدر ہوتا ہے تو وہ شخص فرض کی چار رکعات کی

دوگانہ گزارد و اگر چہار رکعت کرد پس اگر بر دو رکعت قعدہ کرد نماز ادا شود۔

بجائے دو ادا کرے اور اگر وہ چار رکعت اس طرح پڑھے کہ دو رکعات کے بعد قعدہ کر لیا تو نماز ادا ہو گئی۔

دو رکعت فرض و دو رکعت نفل شود بسببِ آمیزشِ نفل با فرض بزہ کار باشد و

دو رکعت فرض اور دو رکعت نفل اور فرض کے ساتھ نفل ملانے کے باعث گنہگار ہوگا اور

اگر سہواً ایں چنیں کرد بسبب تاخیرِ سلام سجدہ سہو کند و اگر بر دو رکعت نہ نشستہ است

اگر ایسا سہواً ہوا تو سلام پھیرنے میں تاخیر کے باعث سجدہ سہو کرے اور اگر دو رکعات کے بعد نہیں بیٹھا تو اس کے

فرضِ او تباہ شد و ہر چہار رکعت نفل شد و سجدۂ سہو کند مسئلہ حکمِ سفر باقی است

فرض ادا نہیں ہوئے اور وہ چاروں رکعات نفل ہو گئیں اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرے سفر کا حکم اس وقت تک

تا وقتیکہ داخلِ وطنِ اصلی خود شود یا نیتِ اقامتِ پانزدہ روز یا زیادہ از آں

باقی رہے جب تک کہ وطنِ اصلی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی گاؤں یا شہر میں پندرہ یا پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کی

لہ شبانہ روز۔ چوبیس گھنٹے۔ نزدِ محمدؒ۔ یعنی امام محمد صاحب کے نزدیک قضا جب ساقط ہوگی جب چھٹی نماز کا وقت آ جائیگا۔ مثلاً اگر دن کے دس بجے آدمی بیہوش ہوا اور اگلے روز گیارہ بجے ہوش میں آیا تو دوسرے اماموں کے نزدیک اس پر ان پانچوں نمازوں کی قضا ضروری نہ ہوگی۔ امام محمدؒ صاحب کے نزدیک ضروری ہوگی۔ امام محمدؒ کے نزدیک قضا جب ساقط ہوگی جب ظہر کے ابتدائی وقت میں بھی وہ بیہوش رہا ہو

لہ مرحلہ۔ منزل۔ شانزدہ۔ سولہ۔ کروہ۔ چار ہزار قدم کی مسافت۔ وہ مسافت جس کے سفر پر شریعت نے سہولتیں دی ہیں۔ انگریزی حساب سے ۳۶ میل اور بعض علماء کے نزدیک ۴۸ میل ہے۔ فقہ میں جن مسافتوں کا ذکر آتا ہے ان کی تشریح یہ ہے۔ برید۔ چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے۔ میل ایک ہزار باع کا ہوتا ہے۔ باع چار ذراع کا ہوتا ہے۔ ذراع چوبیس انگلیوں کا ہوتا ہے۔ انگلی وہ معتبر ہوگی جس کی چوڑائی جَو کے چھ دانوں کی چوڑائی کے برابر ہو جب کہ ان دانوں کو اس طرح رکھا جائے کہ ایک کی پیٹھ دوسرے کی پشت سے ملی ہوئی ہو۔ جَو۔ وہ معتبر ہوگا جس کی چوڑائی خچر کے چھ بالوں کی چوڑائی کے بقدر ہو۔ سہ چہار گانہ۔ چار رکعتیں۔ دوگانہ۔ دو رکعتیں۔ آمیزش۔ چونکہ فرض کا سلام پھیرنے سے قبل نفل شروع ہو گئی۔ بزہ کار۔ گنہگار۔ ایں چنیں۔ یعنی دو دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں پڑھیں۔ تباہ شد۔ یعنی فرض ادا نہ ہوں گے۔ وطنِ اصلی۔ وہ وطن ہوگا جہاں انسان کی سکونت ہو۔ وطنِ اقامت وہ آبادی کہلائے گی جہاں کم از کم پندرہ یا پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہو۔

ازاں کند در شہر یا در دہے و نیتِ اقامت در صحرا معتبر نیست وکسانیکہ[1] ہمیشہ در صحرا می
نیت کرے اور صحرا میں اقامت (ٹھہرنے کی) نیت قابلِ اعتبار نہیں جو لوگ ہمیشہ صحرا (جنگل) میں رہتے

مانند و جائے اقامت نمی کنند مگر چند روز آنہا ہمیشہ نمازِ اقامت می خوانده
ہیں اور کسی جگہ چند روز سے زیادہ نہیں ٹھہرتے وہ ہمیشہ مقیم کی طرح پوری نماز پڑھیں گے

باشند مگر وقتیکہ قصد کنند دفعۃً واحدۃً سفر چہل و ہشت کروہ و مسافر اگر اقتدائے
البتہ اگر وہ کسی وقت ایک دم ۴۸ میل سفر کی نیت کریں تو قصر کریں گے۔ مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز

مقیم کند در وقت بروے چہار گانہ لازم شود و بعدِ گزشتنِ وقت یعنی در قضا مسافر را
ادا کرے تو اس پر چار رکعات لازم ہوں گی اور نماز کا وقت گزرنے کے بعد یعنی قضا میں مسافر کے

اقتدائے مقیم صحیح نیست و مقیم را اقتدائے مسافر ہم در وقت و ہم بعدِ وقت در
لئے مقیم کی اقتدا صحیح نہیں ہے اور مقیم کو مسافر کی اقتدا وقت میں بھی اور وقت کے بعد قضا میں

قضا صحیح است امامِ مسافر دوگانہ خوانده سلام دہد و مقتدی مقیم برخاستہ چہار
بھی صحیح ہے مسافر امام دو رکعات پڑھ کر سلام پھیر دے اور مقتدی مقیم اٹھ کر چار رکعات

رکعت تمام کند مسئلہ۔ وطنِ اصلی بوطنِ اصلی باطل شود نہ بسفر و نہ بوطن
پوری کرے۔ وطن اصلی وطنِ اصلی سے باطل ہو جاتا ہے سفر اور وطن اقامت

اقامت و وطنِ اقامت ہم بوطنِ اقامت باطل شود و ہم بوطنِ اصلی و ہم بسفر۔
سے باطل نہیں ہوتا وطن اقامت وطن اقامت سے بھی اور وطن اصلی اور سفر سے بھی باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ فائتۂ[3] حضر را در سفر چہار گانہ گزارد و فائتہ سفر را در حضر دوگانہ گزارد۔
وہ نماز جو مقیم ہونے کی حالت میں فوت ہوئی ہو سفر میں قضا کرتے ہوئے چار پڑھے اور سفر میں فوت شدہ بحالت اقامت پڑھتے ہوئے دو پڑھے

مسئلہ۔ در سفرِ معصیت نزد ائمہ ثلثہ قصر روا نباشد و نزد امام اعظمؒ روا است افطارِ
وہ سفر جو کسی معصیت کی خاطر ہو تینوں اماموں کے نزدیک اس میں قصر جائز نہ ہوگا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزہ

روزہ و واجب است قصر نماز۔ مسئلہ۔ در نیت اقامت و سفر نیت متبوع[5] معتبر است
افطار کرنا جائز اور نماز کا قصر واجب ہے۔ اقامت اور سفر کی نیت میں جس کے باعث سفر ہو رہا اسکا اعتبار

[1] کسانیکہ۔ جیسے کہ خانہ بدوش قومیں۔ دفعۃً واحدۃً۔ یک بارگی۔ مقیم۔ جو مسافر نہیں ہے۔ در وقت۔ یعنی نماز ادا کرنے میں [2] سلام دہد۔ سلام پھیر دے۔ تمام کند۔ لیکن ان دو رکعتوں میں قراءت نہ کرے۔ وطنِ اقامت۔ یعنی اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی وجہ سے نماز پوری پڑھ رہا تھا۔ اگر وہاں سے سفر کو چلا جائیگا۔ اب جب دوبارہ اس جگہ آئے گا تو اس کو وطنِ اقامت اس وقت تک نہ قرار دیا جائے گا جب تک دوبارہ پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے [3] فائتہ۔ وہ نماز جو قضا ہو گئی ہے۔ سفرِ معصیت۔ وہ سفر جو کسی گناہ کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ مثلاً چوری، ڈکیتی وغیرہ۔ ایسے سفر میں امام صاحب کے علاوہ دوسرے اماموں کے نزدیک سفر کی سہولتیں حاصل نہ ہوں گی وہ نماز بھی پوری پڑھے گا اور اس کو روزہ بھی رکھنا ہوگا۔ [5] متبوع۔ یعنی جس کی وجہ سے سفر ہو رہا ہے۔

یعنی امیر وسید و شوہر نہ نیت تابعؔ یعنی لشکری و عبد و زوجہ۔

ہے مثلاً (امیر) سردار سید (آقا) اور شوہر تابع کی نیت کا اعتبار نہیں جیسے سپاہی اور غلام اور بیوی

مسئلہ۔ در نمازِ جمعہ برائے صحت ادائے جمعہ و سقوطِ ظہر از مصلی جمعہ شش چیز

نماز جمعہ میں جمعہ کی نماز صحیح ہونے اور نمازِ ظہر نماز جمعہ پڑھنے والے کے ذمہ سے ساقط ہونے کی چھ

شرط است یکے مصر یعنی شہرے کہ دراں حاکم و قاضی باشد یا نواحِ مصر کہ

شرطیں ہیں (۱) شہر کہ وہاں حاکم اور قاضی ہو یا اطراف شہر (اقصائے

برائے حوائجؔ اہلِ مصر مہیا باشد پس در دیہات نزدِ امام اعظمؒ جمعہ جائز نیست و

مصر) کہ وہ اہلِ شہر کی ضروریات کے لیے ہوتا ہے لہٰذا گاؤں (چھوٹے گاؤں) میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جمعہ جائز نہیں اور

نزدِ شافعیؒ و اکثر ائمہ در دیہات جمعہ جائز است و در نواحِ مصر جائز نیست۔ دوم حضورِ

امام شافعیؒ اور اکثر ائمہ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز ہے اور اطراف شہر میں جائز نہیں (۲) بادشاہ

بادشاہ یا نائب او و ایں نزدِ اکثر ائمہ شرط نیست۔ سوم وقتِ ظہر۔ چہارم خطبہ۔

یا اس کے نائب کی موجودگی یہ اکثر ائمہ کے نزدیک شرط نہیں (۳) ظہر کا وقت (۴) خطبہ

مسئلہ۔ نزدِ ابی حنیفہؒ خطبہ بمقدارِ یک تسبیح کفایت می کند و نزدِ صاحبین فرض است

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خطبہ (شرط کی ادائیگی کے لیے) ایک تسبیح کے بقدر بھی کافی ہوتا ہے امام ابو یوسفؒ اور

کہ ذکرِ طویل باشد و دو خطبہ خواندن مشتمل بر حمد و صلوٰۃ و تلاوتِ قرآن و وصیت مر

امام محمدؒ کے نزدیک طویل ذکر فرض ہے اور دو خطبے پڑھنا جو حمد و صلوٰۃ اور تلاوتِ قرآن پر مشتمل ہوں خاص طور پر

مسلماناں را و استغفار برائے نفسِ خود و برائے مسلماناں نزدِ اکثر ائمہ فرض است و

مسلمانوں کو وصیت اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے استغفار اکثر ائمہ کے نزدیک فرض ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

نزدِ امام اعظمؒ سنت است و ترکِ آں مکروہ پنجم جماعت است و آں نزدِ شافعیؒ و

مسنون ہے اور ان کا ترک کرنا مکروہ ہے (۵) جماعت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ

احمدؒ چہل کس می باید و نزدِ ابی حنیفہؒ سہ کس سوائے امام و نزدِ ابی یوسف دو کس

کے نزدیک جماعت جمعہ میں چالیس آدمی ہونے چاہئیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک امام کے علاوہ تین آدمی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک امام

سوائے امام مسئلہ۔ اگر درمیانہ نماز مردم جماعت بگریزند و عدد جماعت نماند

کے علاوہ دو آدمی ہونے شرط ہیں اگر دورانِ نماز مقتدی بھاگ جائیں اور جماعت کی مقررہ و مشروط تعداد باقی نہ رہے تو

لہ تابع۔ جو دوسرے کی وجہ سے سفر کر رہا ہے عبد۔ غلام۔ نواحِ مصر۔ شہر کے اطراف۔ حوائج۔ ضروریات۔ حضور۔ موجودگی لہ مقدار یک۔ یعنی امام صاحب کے نزدیک جمعہ کے خطبہ میں سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ دینے سے بھی شرط پوری ہو جائے گی اگرچہ اس قدر چھوٹا خطبہ مکروہ ہے یعنی خطبہ کم از کم التحیات کے برابر ہونا ضروری ہے۔ صلوٰۃ۔ درود۔ دو خطبہ۔ دوسرے خطبہ کو پہلے سے آہستہ پڑھے دونوں خطبوں کے درمیان تین آیتوں کی بقدر بیٹھے۔ چہل کس۔ یعنی جمعہ کی جماعت میں ۴۰ آدمی ضروری ہیں۔ سوائے امام۔ یعنی مع امام کے تین ہو جائیں۔

جمعۂ امام و باقی ماندہ ہا فاسد[1] شود و ظہر از سر گیرند۔ ششم اذنِ عام۔ مسئلہ۔ نمازِ جمعہ

امام اور باقی ماندہ کی نمازِ جمعہ فاسد ہوگئی اور وہ ظہر کی نماز از سرِ نو پڑھیں (۶) عام اجازت عہ جمعہ کی نماز

بر طفل و بندہ و زن و مسافر و مریض واجب نیست و ہمچنیں بر نابینا نزدِ امام اعظمؒ اگرچہ

بچہ (نابالغ) غلام اور عورت اور مسافر اور مریض پر واجب نہیں ہے اور اسی طرح نابینا پر جمعہ امام ابوحنیفہؒ کے

او را قائد میسّر شود و نزد ائمۂ ثلاثہ اگر قائد میسّر شود جمعہ بر نابینا واجب باشد و اِلّا

نزدیک قائد (راہبر) میسّر ہونے کی صورت میں بھی واجب نہیں باقی تینوں اماموں کے نزدیک اگر قائد میسر ہو تو نابینا پر نمازِ جمعہ واجب ہوگی ورنہ

نہ و بر بندہ نزدِ احمدؒ جمعہ واجب است مسئلہ۔ اگر بندہ یا مریض یا مسافر نمازِ

نہیں۔ اور امام احمدؒ کے نزدیک غلام پر جمعہ واجب ہے اگر غلام یا بیمار یا مسافر شہر میں

جمعہ در مصر بگزارند جمعہ ادا شود و ظہر[2] ساقط گردد۔ مسئلہ۔ کسے کہ خارج مصر می باشد

نمازِ جمعہ پڑھ لیں تو جمعہ ادا ہوگیا اور نمازِ ظہر ان کے ذمہ سے ساقط ہوگئی کوئی شخص شہر سے باہر ہو اگر وہ

اگر اذانِ جمعہ شنود بروے حضور جمعہ لازم است مسئلہ۔ بندہ و مریض و مسافر را اگر

جمعہ کی اذان سنتا ہے تو اس پر نمازِ جمعہ کے لئے حاضر ہونا ضروری ہے غلام اور بیمار اور مسافر کو اگر

در جمعہ امام گیرند روا[3] باشد مسئلہ۔ اگر جماعت مسافراں در مصر نمازِ جمعہ گزارند و در آنہا

جمعہ میں امام بنا لیں تو جائز ہوگا اگر مسافروں کی جماعت شہر میں نمازِ جمعہ ادا کرے اور نمازیوں میں وہاں

مقیم کسے نباشد نزدِ امام اعظمؒ جمعہ صحیح باشد و نزدِ امام شافعیؒ و احمدؒ تاکہ چہل کس

کوئی مقیم نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جمعہ صحیح ہوگا اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک تاوقتیکہ

حر مقیم صحیح نباشد جمعہ روا نباشد مسئلہ۔ غیر معذور اگر پیش از جمعہ ظہر گزارد

چالیس آدمی آزاد مقیم اور تندرست نہ ہوں جمعہ جائز نہ ہوگا غیر معذور (صحتمند) اگر نمازِ جمعہ سے قبل ظہر پڑھے تو نمازِ ظہر

ظہر ادا شود باکراہت تحریم پس تر اگر برائے جمعہ سعی کرد و امام از جمعہ ہنوز فارغ نہ

بہ کراہت تحریمی ادا ہوگی اس کے بعد اگر وہ نمازِ جمعہ کے واسطے سعی کرے اور امام ابھی تک جمعہ سے فارغ نہ

شدہ بود ظہر باطل شد پس اگر جمعہ را یافت بہتر و الا ظہر باز گزارد و نزدِ صاحبین اگر

ہوا ہو تو اس کی نمازِ ظہر باطل ہوگئی لہٰذا اگر اسے نمازِ جمعہ مل جائے تو بہتر ورنہ نمازِ ظہر از سرِ نو پڑھے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ

[1] فاسد شود۔ جب کہ امام کے ساتھ تین نمازی بھی باقی نہ رہیں اور امام نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو۔ ظہر از سر گیرند۔ یعنی جمعہ کی نماز توڑ کر ظہر کی پڑھیں۔ اذنِ عام۔ یعنی جمعہ کی نماز میں ہر مسلمان کو شرکت کی اجازت ہو۔ بندہ۔ غلام۔ قائد۔ یعنی ہاتھ پکڑ کے لے جانیوالا [2] ظہر ساقط گردد۔ یعنی ظہر کی نماز ان کے ذمہ باقی نہ رہے گی کیونکہ یعنی شہر سے باہر کے ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے جن کو اذان کی آواز پہنچ سکتی ہو [3] روا باشد۔ چونکہ جمعہ پڑھنے سے وہ بھی فرض ہی ادا کر رہے ہیں۔ حر مقیم۔ یعنی آزاد باشندے جو گرمی، سردی میں وہاں سے بلا ضرورت سفر نہ کرتے ہوں۔ غیر معذور۔ یعنی جو مریض ہے نہ مسافر۔ سعی کرد۔ یعنی جمعہ کے لیے روانہ ہوا۔ والا۔ یعنی جمعہ اس کا باطل ہوگیا اب ظہر کی نماز پڑھے۔

عہ یعنی جمعہ کی نماز میں ہر مسلمان کو شریک ہونے کی عام اجازت ہو۔

جمعہ را درنیابد ظہر باطل نہ شود مسئلہ۔ معذور و مسجونؔ را روزِ جمعہ نمازِ ظہر بجماعت

کے نزدیک اگر جمعہ نہ ملا تو ظہر کی نماز باطل نہیں ہوتی معذور اور قیدی کو جمعہ کے دن ظہر با جماعت، ادا کرنا

گزاردن مکروہ است مسئلہ۔ ہر کہ امام را در جمعہ در تشہد یا در سہو دریافت و

مکروہ ہے جو شخص امام کے ساتھ جمعہ کی نماز تشہد یا سجدۂ سہو میں پاکر نماز میں

داخل نماز شد بعد سلامِ امام دو رکعت جمعہ تمام کند و نزدِ محمدؒ اگر از رکعتِ ثانیہ

شریک ہو جائے وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جمعہ کی دو رکعات پوری کرے امام محمدؒ کے نزدیک اگر دوسری رکعت

رکوع نیافتہ است چہار رکعتِ ظہر برہمان تحریمہ تمام کند مسئلہ۔ چوں جمعہ را اذانِ اوّل

کا رکوع (بھی) نہ ملا ہو تو اسی تحریمہ سے ظہر کی چار رکعات پوری کرے جمعہ کی پہلی اذان کے

گفتہ شود سعیؔ واجب گردد و بیع حرام شود و چوں امام برآید برائے خطبہ سخن گفتن و

ساتھ سعی (چلنا اور نماز کی تیاری کرنا) واجب ہے اور بیع (خرید و فروخت) حرام ہو جاتی ہے امام خطبہ کے لئے آجائے تو گفتگو

نماز گزاردن ممنوعؔ باشد تا کہ از خطبہ فارغ شود و چوں امام بر منبر بہ نشیند اذانِ دوم

کرنا نماز پڑھنا ممنوع ہے یہاں تک کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے امام منبر پر بیٹھے تو دوسری اذان اس

روبروئے او گفتہ شود و مردم بسوئے او متوجہ شوند و چوں خطبہ تمام کند اقامت گفتہ

کے سامنے کہی جائے اور لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں اور خطبہ پورا ہونے پر اقامت کہی

شود مسئلہ۔ در نمازِ جمعہ سورۂ جمعہ و منافقون خواندن مسنون است و بروایتے

جائے نمازِ جمعہ میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھنا سنت ہے اور ایک روایت کی

سَبِّحِ اسْمَ و هَلْ أَتٰكَ مسئلہ۔ در شہر چندؔ جا جمعہ جائز است و بروایتے از امام

رو سے سبح اسم اور ھل اتٰک پڑھنا سنت ہے ایک شہر میں چند جگہ جمعہ جائز ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی ایک

اعظمؒ سوائے یک جا جائز نیست و اگر چند جا جمعہ گزاردہ شود اوّل صحیح باشد نہ بعد آں و

روایت کی رو سے ایک جگہ کے علاوہ جائز نہیں اگر چند جگہ جمعہ پڑھا گیا تو پہلا صحیح ہوگا اور اس کے بعد کا صحیح

مروی از ابو یوسفؒ آن است کہ درمیانۂ شہر اگر نہر جاری باشد ہر دو جانبِ آں دو

نہ ہوگا امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ شہر کے بیچ میں اگر نہر جاری ہو تو اس کے دونوں طرف (یعنی) دو

لہ مسجون۔ قیدی۔ سہو کہ۔ یعنی اگر امام کے سلام پھیرنے سے قبل تھوڑی سی نماز میں بھی امام کے ساتھ شریک ہو گیا ہے تو جمعہ کی نماز کچھ کر باقی نماز پڑھے۔ نزدِ محمدؒ۔ امام محمد صاحبؒ کے نزدیک جمعہ کی نماز جب بھی جائے گی جب کہ امام کے ساتھ کم از کم دوسری رکعت کے رکوع میں شریک ہو ورنہ امام کے بعد کی نماز کو ظہر کچھ کر پڑھے۔ سعی۔ یعنی جمعہ کی نماز کے لیے چل پڑنا۔ بیع۔ فرید و فروخت وغیرہ

ممنوع باشد۔ ہر وہ چیز بھی نہ کرے جو نماز کی حالت میں نہیں کی جاسکتی۔ اذانِ دوم۔ وہ اذان جو خطبہ سے متصل پڑھی جاتی ہے۔ آنحضورؐ کے زمانہ میں صرف یہی اذان تھی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں صحابہؓ کے مشورے سے پہلی اذان شروع ہوئی ہے۔ متوجہ شوند۔ یعنی اپنی جگہ بیٹھیں رہیں اور رُخ امام کی طرف کریں۔ چند جا۔ اس مسئلہ میں چند روایتیں ہیں (۱) ایک شہر میں مطلقاً چند جگہ جمعہ جائز ہے (۲) ایک شہر میں صرف ایک جگہ جمعہ جائز ہے (۳) بڑے شہر میں دو جگہ جمعہ جائز ہے (۴) بڑے شہر میں جب کہ درمیان میں کوئی بڑی نہر جاری ہو دو جگہ جمعہ جائز ہے۔

جمعہ خواندن جائز است۔

جمعہ پڑھنا جائز ہے

مسئلہ در نماز ہائے واجبہ۔ سوائے نمازِ پنجگانہ دیگر نماز نزدِ اکثر ائمہ واجب نیست

واجب نمازوں میں پنجگانہ نمازوں کے علاوہ اور کوئی نماز اکثر ائمہ کے نزدیک واجب نہیں

و نزدِ امام اعظمؒ وترہم واجب است و عید الفطر و عید الاضحٰی نیز واجب

اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر واجب ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ بھی واجب ہیں

است و نزدِ غیر او ایں ہرسہ نماز سُنّت است مسئلہ۔ وتر سہ رکعت است نزدِ

اور امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ کے نزدیک یہ تینوں سنت ہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک سلام

امام اعظمؒ بیک سلام در ہرسہ رکعت فاتحہ و سورۃ خواندن و بعدِ قراءت پیش از

کے ساتھ وتر کی تین رکعات ہیں تینوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اور قراءت کے بعد رکوع سے

رکوع در رکعتِ سوم قنوت خواند تمام سال و نزدِ شافعیؒ قنوت در نصف اخیر رمضان

پہلے تیسری رکعت میں دعائے قنوت سارے سال پڑھے اور امام شافعیؒ کے نزدیک قنوت رمضان شریف کے نصف

سنّت است و قنوت نزدِ اکثر ائمہ بعد رکوع در قومہ مسنون است مسئلہ۔ قنوت در

اخیر میں مسنون ہے اور قنوت اکثر ائمہ کے نزدیک رکوع کے بعد قومہ میں (رکوع سے کھڑے ہوکر) مسنون ہے نماز فجر میں

نماز فجر بدعت است و نزد شافعیؒ سنت و مستحب آں است کہ در رکعت اولیٰ از وتر سبّح

قنوت بدعت ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے اور مستحب یہ ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سبّح

اسْمَ و در رکعت دوم قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ و در رکعتِ سوم قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ خواند۔ مسئلہ۔

اسم اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھے مسئلہ

نماز عید را شرائط وجوب و ادا مثلِ نماز جمعہ است مگر آنکہ خطبہ دراں شرط

نماز عید کے واجب ہونے اور ادا کی شرطیں نماز جمعہ کی مانند ہیں البتہ نماز عید میں خطبہ شرط

نیست بلکہ دو خطبہ مثلِ جمعہ بعدِ نماز عید مسنون است دراں خطبہ مناسب آں روز

نہیں بلکہ جمعہ کی طرح دو خطبے نماز عید کے بعد مسنون ہیں ان خطبوں میں اس دن کے مناسب

۱ وتر ہم۔ امام صاحب کے نزدیک وتر، عیدین بھی واجب ہے۔ دوسرے امام اس کو سنت مانتے ہیں۔ بیک سلام۔ یعنی مغرب کی نماز کی طرح ۲ قنوت خواند۔ یعنی فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ کر دعا پڑھے۔ حضرت ابن مسعودؓ والی دعائے قنوت اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ الخ تو مشہور ہے کہ ایک دوسری دعا بھی احادیث کی کتابوں مذکور ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضٰی عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ ۳ قومہ۔ یعنی رکوع کے بعد جب کھڑا ہوا۔ خطبہ۔ لہٰذا بدون خطبہ کے بھی نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ مکروہ ہو۔

احکامِ صدقۂ فطر یا احکامِ اُضحیہ[1] وتکبیراتِ تشریق بیان کند مسئلہ۔ روزِ عید الفطر
صدقہ فطر یا قربانی کے احکام اور تکبیرات تشریق کے متعلق بیان کرے عیدالفطر کے دن

سنّت آنست کہ اوّل چیزے بخورد و صدقۂ[2] فطر دہد و مسواک کند و غسل کند و احسنِ ثیاب
عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھا لینا اور صدقہ فطر دینا اور مسواک کرنا اور غسل کرنا اور موجود کپڑوں میں

پوشد و خوشبو استعمال نماید و تکبیر گویاں بہ مصلی رود لیکن جہر بہ تکبیر نہ کند وچوں آفتاب
سب سے اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو استعمال کرنا اور تکبیر کہتے ہوئے عیدگاہ جانا مسنون ہے مگر تکبیر زور سے نہ پڑھے

بلند شود و چشم خیرگی نماید ازاں وقت تا پیش از زوال وقتِ نمازِ عیدین است وچوں
اور جب آفتاب بلند ہو جائے اور سورج پر نگاہ نہ ٹھہر سکے اس وقت سے لے کر زوال سے پہلے پہلے تک عیدین کی نماز کا

نمازِ عید خواند بعد تحریمہ در رکعتِ اولیٰ سہ تکبیرِ زوائد[3] گوید و با ہر تکبیر ہر دو دست
وقت ہے جب نماز عید پڑھے تو تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں تین تکبیریں زائد اور ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ

بردارد و بعدِ تکبیرات ثنا خواند و در رکعتِ دوم بعدِ قراءت پیش از رکوع سہ تکبیراتِ
اٹھائے اور تکبیرات کے بعد ثنا پڑھے اور دوسری رکعت میں قراءت کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں

زواید گوید و با ہر تکبیر ہر دو دست بردارد پستر تکبیرِ رکوع گوید ایں تکبیرِ رکوع در نمازِ
کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھائے پھر رکوع کی تکبیر کہے یہ رکوع کی تکبیر نماز عید

عید واجب است اگر فوت شود سجدۂ سہو لازم گردد و نمازِ عید اگر کسے ہمراہِ امام
میں واجب ہے اگر فوت ہو جائے تو سجدۂ سہو لازم ہوگا (متاخرین نے عیدین اور جمعہ کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ان میں سجدہ

در نیابد آں را قضا نیست واگر بہ عُذرے نمازِ عید الفطر از امام و قوم فوت شود روزِ دوم
ادا نہیں کیا جائے گا) اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ نمازِ عید نہ ملے تو اس کی قضا نہیں ہے اگر عذر کی بنا پر عید الفطر کی نماز امام اور قوم (مسلمانوں)

ادا کنند نہ بعد ازاں و عید الاضحیٰ را تاخیر تا دوازدہم جائز است۔ مسئلہ۔
کی فوت ہو جائے تو دوسرے دن ادا کریں مگر اس کے بعد نہیں نمازِ عید الاضحیٰ بارھویں تاریخ تک تاخیر (اور عذر کی بنا پر ۱۲ تک) جائز ہے مسئلہ

عید الاضحیٰ مثل عید الفطر است مگر آنکہ مستحب آنست کہ بعدِ نمازِ از
عید الاضحیٰ عید الفطر کی مانند ہے البتہ مستحب اس میں یہ ہے کہ نمازِ عید کے بعد

[1] اضحیہ۔ قربانی۔ تکبیراتِ تشریق۔ وہ تکبیریں جو بقر عید کے مہینہ کی نویں کی صبح سے تیرھویں کی عصر تک پڑھی جاتی ہیں۔ اوّل۔ یعنی عیدگاہ میں جانے سے قبل تاکہ روزے کا شبہ نہ ہے [2] صدقہ فطر دہد۔ اگر گیہوں دے تو ایک سیر گیارہ چھٹانک دے اور جو تین سیر چھ چھٹانک دینے ہوں گے۔ احسنِ ثیاب۔ یعنی اس کے پاس جو بہترین کپڑے ہوں۔ مصلّی۔ عیدگاہ۔ جہر۔ بآوازِ بلند پڑھنا۔ چشم خیرگی نماید۔ یعنی سورج پر نگاہ جم سکے [3] تکبیراتِ زوائد۔ چونکہ یہ تکبیریں عام نمازوں میں نہیں ہیں اس لیے زوائد کہلاتی ہیں دست بردارد۔ یعنی جس طرح تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ پیش از رکوع۔ لہٰذا دونوں رکعتوں کی قراءت زائد تکبیروں کے بیچ آجائے گی [4] سجدۂ سہو۔ بعض فقہاء کے نزدیک عید وجمعہ میں سجدۂ سہو ادا نہیں کیا جاتا ہے۔ بہ عذرے۔ مثلاً بارش وغیرہ۔ تا دوازدہم۔ یعنی اگر مجبوری کی وجہ سے بقر عید کی نماز کی جماعت اس دن نہ ہو سکے تو بارھویں تک ہو سکتی ہے۔

اضحیہ خود بخورد و قبلِ نماز ہم خوردن مکروہ نیست و اضحیہ پیش از نمازِ عید جائز نیست و تکبیر در

اپنے قربانی کے گوشت ہیں سے کھائے نماز سے پہلے بھی کھانا مکروہ نہیں ہے اور قربانی نمازِ عید سے پہلے جائز نہیں

راہِ مصلّی در عید الاضحیٰ بجہر می گفتہ باشد مسئلہ تکبیراتِ تشریق بعد ہر نمازِ

عید گاہ کے راستہ ہیں عید الاضحیٰ ہیں تکبیر زور سے بھی جائیگی مسئلہ تکبیراتِ تشریق ہر فرض نماز کی

فرض بجماعت گزاردہ شود بر مقیم بمصر واجب است از صبحِ روزِ عرفہ تا عصرِ روزِ عید نزدِ

جماعت کے بعد پڑھنی چاہئیں یہ تکبیریں شہر ہیں مقیم پر نویں تاریخ کی صبح سے بارھویں تاریخ کی عصر تک واجب ہیں یہ

امام اعظمؒ و تا عصرِ تاریخِ سیزدہم نزدِ صاحبینؒ و فتویٰ بر آنست و اگر زن یا مسافر اقتداء

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تیرھویں تاریخ کی عصر تک واجب ہیں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اگر

بمقیم کند بر آنہا ہم تکبیر واجب شود بگوید یکبار بآوازِ بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

عورت یا مسافر مقیم کی اقتداء کرے تو اس پر بھی تکبیر واجب ہوگئی ایک مرتبہ بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا

اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اگر امام ترک کند تا ہم مقتدی ترک نہ کند

اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کہنا چاہئے اگر امام ترک کرے تو بھی مقتدی ترک نہ کرے

فصل۔ در نوافل۔ سُنّت قبلِ نمازِ فجر دو رکعت است سورۂ کافرون و اخلاص در آں

نوافل کے بیان ہیں نمازِ فجر سے قبل دو رکعات مسنون ہیں ان میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھے اور

خواند و پیش از نمازِ ظہر و جمعہ چہار رکعت است بیک سلام و بعد ظہر دو رکعت است و بعدِ

نمازِ ظہر اور جمعہ سے پہلے ایک سلام کے ساتھ چار رکعات مسنون ہیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے

جمعہ چہار رکعت است و نزدِ ابی یوسف شش رکعت و مستحب آنست کہ چہار

بعد چار رکعات اور امام ابو یوسف کے نزدیک چھ رکعات ہیں اور مستحب یہ ہے کہ نمازِ

رکعت بعدِ ظہر گزارد بدو سلام و پیش از نمازِ عصر دو رکعت یا چہار رکعت

ظہر کے بعد چار رکعات دو سلاموں سے پڑھے اور نمازِ عصر سے قبل دو یا چار رکعات

لہ اضحیہ۔ قربانی کا جانور۔ بخورد۔ قربانی کا گوشت گویا اللہ کی طرف سے بندوں کے لیے مہمانی کا کھانا ہے تو مناسب ہے کہ اسی دعوت کے کھانے کو کھائے۔ نہ و اضحیہ پیش۔ دیہات والوں کے لیے قربانی کرنے کا وقت بقر عید کے دن صبح صادق طلوع ہونے کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور شہر والوں کے لیے عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور قربانی کا آخری وقت بارھویں تاریخ کو سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ قربانی رات میں کرنا مکروہ ہے۔ بھیڑ، دنبہ، بکرا، بکری صرف ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتا ہے گائے، بیل، بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ بجہر۔ بآواز بلند۔ تہ تکبیرات۔ جماعت کے بعد سلام پھیرتے ہی تکبیریں باوازِ بلند کہنی چاہئیں۔ بجماعت۔ صاحبینؒ کے نزدیک تنہا فرض پڑھنے والے پر بھی تکبیریں واجب ہیں۔ مقیم۔ اگر مسافر جماعت میں شریک ہے تو اس پر بھی واجب ہیں۔ عرفہ۔ بقر عید کے مہینہ کی نویں تاریخ۔ تا عصر۔ یعنی آٹھ نمازوں کے بعد۔ اللہ اکبر الخ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور خدا ہی کیلئے تعریف ہے۔ تہ خواند۔ آنحضورؐ سے یہ دونوں سورتیں ان سنتوں میں پڑھنا ثابت ہے۔ ظہر۔ اگر ان چار سنتوں کو پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں پڑھے۔ بیک سلام۔ یعنی چار رکعتوں کی نیت باندھ کر آخر میں سلام پھیر دے۔ بدو سلام۔ یعنی دو دو رکعتوں کی نیت باندھے

مستحب است و بعدِ نمازِ مغرب دو رکعت سنّت است و بعد ازاں شش رکعت دیگر

مستحب ہیں اور نمازِ مغرب کے بعد دو رکعتیں مسنون اور ان کے بعد مزید چھ رکعات

مستحب است آں را صلوٰۃ الاوّابین[1] گویند و بروایتے بعد نمازِ مغرب بست رکعت

مستحب ہیں یہ صلوٰۃ الاوابین کہلاتی ہیں اور ایک روایت میں نمازِ مغرب کے بعد بیس رکعات

آمدہ و پیش از عشاء چہار رکعت مستحب است و بعدِ عشاء دو رکعت سنت است و چہار

منقول ہیں نمازِ عشاء سے قبل چار رکعات مستحب ہیں اور عشاء کے بعد دو رکعات مسنون ہیں ان دو کے

رکعت دیگر مستحب است و بعد وتر دو رکعت نشستہ خواندن مستحب است در رکعتِ

بعد مزید چار رکعات مستحب ہیں اور وتر کے بعد دو رکعات بیٹھ کر پڑھنا مستحب ہے پہلی رکعت

اولیٰ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ و دو رکعتِ ثانیہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ خواند و نمازِ تہجد[2]

میں اذا زلزلت الارض اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکفرون پڑھے اور نمازِ تہجد

سنّتِ مؤکدہ است پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گاہے ترک نہ فرمودہ واگر احیاناً[3] فوت شدہ

سنتِ مؤکدہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی نمازِ تہجد ترک نہیں فرمائی اور اگر اتفاقاً فوت ہو

دوازدہ رکعت در روز قضا فرمودہ و نمازِ تہجد از چہار رکعت کمتر نیامدہ واز دوازدہ رکعت

گئی تو دن میں بارہ رکعات کی قضا فرمائی اور نمازِ تہجد کی تعداد چار رکعات سے کم نہیں اور بارہ رکعات سے بھی

زیادہ ہم بہ ثبوت نہ پیوستہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ وتر[4] بعد تہجد می خواند سنت ہمیں است

زیادہ کا ثبوت نہیں ملا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ وتر تہجد کے بعد پڑھا کرتے تھے مسنون یہی

ہر کرا بر نفسِ خود اعتماد باشد وتر بعد تہجد آخرِ شب بخواند کہ ایں بہتر است واگر اعتماد نباشد

ہے جس شخص کو اپنے اوپر اعتماد ہو (کہ وہ اُٹھ سکے گا) وتر تہجد کے بعد رات کے آخری حصہ میں پڑھے کہ یہ بہتر ہے اور اگر اعتماد نہ ہو

پیش از خواب بخواند کہ احتیاط[5] در آنست پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گاہے تہجد مع وتر ہفت

تو احتیاط اس میں ہے کہ سونے سے پہلے پڑھ لے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نمازِ تہجد کی وتر سمیت سات

[1] اوابین۔ خدا کی طرف رجوع کرنے والے۔ قرآن میں ہے۔ خدا اوابین کی مغفرت فرمائیگا۔ [2] تہجد۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب آنحضورؐ تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تھے تو یہ دُعا پڑھتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَالْنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ۔

[3] احیاناً۔ کبھی چار رکعت۔ یعنی آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی نماز میں چار رکعتوں سے کم اور بارہ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا ثابت نہیں۔ [4] نمازِ وتر۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھتے تھے۔ اعتماد باشد۔ یعنی اس کو اپنے اوپر پورا بھروسہ ہے کہ آخر رات میں میری آنکھ ضرور کھل جائے گی تو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھے اس لئے کہ یہی سنت ہے [5] احتیاط۔ ورنہ ہوسکتا ہے کہ آنکھ ایسے وقت کھلے جب وتر قضا ہو جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اوّل شب میں پڑھ لیا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر شب میں پڑھتے تھے۔

رکعت خوانده وگاہے یازده[1] وگاہے سیزده وگاہے پانزده وگاہے دوگانہ دوگانہ وگاہے

رکعات اور کبھی گیارہ اور کبھی تیرہ اور کبھی پندرہ رکعات پڑھی ہیں اور کبھی دو دو رکعات اور کبھی

چہارگانہ وگاہے مجموع بیک سلام وگاہے ہر دوگانہ بوضوئے جدید ومسواک

چار چار رکعات اور کبھی تمام رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھی ہیں اور کبھی ہر دو رکعات نیا وضو اور مسواک کرکے ادا

خوانده وبعدِ ہر دوگانہ بخواب رفتہ وباز بیدار شده وطولِ[2] قیام در تہجد بسیار

فرمائی ہیں اور ہر دو رکعات کے بعد (کچھ) سو کر بیدار ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں اتنا طویل قیام

می فرمود تا بحدیکہ پائے مبارک ورم کرده ومنشق شده گاہے چہار رکعت گزارده در

فرماتے کہ پائے مبارک متورم ہو کر پھٹ جاتے کبھی چار رکعات ادا فرماتے پہلی

رکعتِ اولیٰ سورۂ بقره ودر ثانیہ سورۂ آلِ عمران ودر ثالثہ سورۂ نساء ودر رابعہ

رکعت میں سورۂ بقرہ اور دوسری میں سورۂ آلِ عمران اور تیسری میں سورۂ نساء اور چوتھی میں

سورۂ مائده خوانده وبقدرے قیام کرده ہمان قدر رکوع وہمچنان قومہ وہمچنان سجود وہمچنان جلسہ

سورۂ مائدہ تلاوت فرماتے جتنی دیر قیام فرماتے اسی اعتبار سے رکوع فرماتے اسی طرح قومہ اور اسی طرح سجدہ اور اسی

ادا فرموده وگاہے دریک رکعت این چہار[3] سوره جمع فرموده وحضرت عثمان

طرح جلسہ ہوتا اور کبھی ایک رکعت میں ان چاروں سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ

رضی اللہ عنہ دریک رکعتِ وتر تمام قرآن ختم کرده لیکن مستحب آنست کہ ہر روز آنقدر

عنہ وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے مگر مستحب یہ ہے کہ روزانہ اتنا

بخواند کہ دوام برآن توان کرد در ماہے یک ختم کند یا دو ختم یا سہ ختم واکثر صحابہ در ہفت

پڑھے جس پر دوام ہو سکے ایک مہینہ میں ایک ختم کرے یا دو یا تین ختم کرے اکثر صحابہ کرامؓ کا

شب ختم می فرمودند شب اوّل سہ سورۂ بقره وآلِ عمران ونساء شب دوم پنجسوره باز

معمول سات راتوں میں ختم کا تھا پہلی رات میں تین سورتیں سورۂ بقرہ وآلِ عمران اور نساء دوسری رات میں پانچ سورتیں پھر

ہفت سوره باز نہٗ باز یازده باز سیزده باز تا آخرِ قرآن واین ختم را فمی[4] بشوق

سات سورتیں پھر نو پھر گیارہ پھر تیرہ پھر آخر قرآن تک اس ختم کو "فمی بشوق"

[1] یازدہ۔ یعنی مع وتروں کے گیارہ رکعتیں۔ دوگانہ دوگانہ۔ یعنی دو دو رکعتوں پر سلام پھیر دیتے تھے۔ مجموع بیک سلام۔ یعنی جس قدر رکعتیں پڑھیں ایک نیت سے پڑھیں اور آخر میں سلام پھیرا [2] طولِ قیام۔ یعنی زیادہ دیر تک کھڑے ہو کر قراءت فرمایا کرتے تھے۔ منشق شدہ۔ یعنی پیروں کا ورم پھٹ جاتا تھا۔ ہمان قدر۔ یعنی جس قدر قرآن پڑھنے میں وقت لگتا تھا۔ رکوع۔ سجدے۔ قومہ۔ جلسہ میں سے ہر ایک میں اسی قدر وقت فرماتے تھے [3] چہار سورہ۔ یعنی سورۂ بقرہ، آلِ عمران، نساء، مائدہ۔ دوام۔ ہمیشہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ اللہ کو وہ عبادت زیادہ پسند ہے جو برابر ادا کی جاتی رہے۔ ختم کند۔ پورا قرآن پڑھے۔ شبِ اول۔ پورے قرآن میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ پہلی شب میں تین پڑھے۔ دوسری شب میں پانچ۔ تیسری شب میں سات۔ چوتھی شب میں نو۔ پانچویں شب میں گیارہ۔ چھٹی شب میں تیرہ اور ساتویں شب میں چھیاسٹھ [4] فمی بشوق۔ اس جملے میں ہر حرف سے اس سورت کی طرف اشارہ نکلتا ہے۔ جس سورت سے مذکورہ تعداد کے مطابق پڑھنے سے ہر شب کو قراءت شروع ہوگی ف سے فاتحہ مراد ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

می نامند و قرآن بترتیل[۱] خواند و مستحب آنست کہ نمازِ صبح بجماعت خوانده تا بلند شدن

کہتے ہیں اور قرآن پاک ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر اس طرح تلاوت کرے کہ حرف صحیح ادا ہوں) سے پڑھے۔ مستحب یہ ہے کہ نماز فجر باجماعت پڑھ کر

آفتاب در ذکر[۲] مشغول باشد آں زماں دوگانہ نفل گزارد ثواب یک حج و یک عمرهٔ کامل

آفتاب بلند ہونے تک ذکر میں مشغول رہے آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعات نفل پڑھے ایک حج اور ایک کامل عمرہ کا

دریابد و اگر چہار رکعتِ اوّل روز بخواند حق تعالیٰ می فرماید کہ تا آخرِ روز او را کفایت

ثواب حاصل کرے اگر دن کے اول حصہ میں چار رکعات پڑھی جائیں تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ دن کے آخری حصہ تک اس

کنم و ایں را نمازِ اشراق گویند و چوں آفتاب گرم شود پیش از زوال نمازِ ضحیٰ ہشت

کے لئے کفایت کرتا ہوں اسے نماز اشراق کہتے ہیں اور جب آفتاب گرم ہو جائے زوال سے پہلے نماز چاشت آٹھ رکعات

رکعت از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مروی گشتہ و بعدِ زوال پیش از ظہر چہار رکعت نفل

پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور زوال کے بعد نماز ظہر سے پہلے چار رکعات نفل

مروی گشتہ و ہرگاہ وضو جدید کند تحیۃ الوضو دوگانہ سُنّت است و ہرگاہ در مسجد درآید

منقول ہیں اور جس وقت نیا وتازہ وضو کیا جائے تو دو رکعات تحیۃ الوضو پڑھنا مسنون ہے اور مسجد میں آئے

دو رکعت تحیۃ المسجد سنت است و بعدِ عصر تا مغرب در ذکرِ الٰہی مشغول ماندن سنت

تو دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھنا سنت ہے اور نمازِ عصر کے بعد سے مغرب تک اللہ تعالےٰ کے ذکر میں مشغول

است۔ مسئلہ۔ جماعت در نفل مکروہ است مگر در رمضان سنت است کہ بست[۳]

رہنا سنت ہے۔ نفل باجماعت مکروہ ہے البتہ رمضان شریف میں بیس[۳] رکعات دس

رکعت بدہ سلام بگزارد با جماعت در ہر رکعت دہ آیت خواند تا در تمامِ رمضان ختمِ قرآن۔

سلاموں کے ساتھ باجماعت پڑھنا مسنون ہے ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھے تاکہ رمضان کے ختم تک

(صفحہ گزشتہ سے آگے) پہلی شب میں اس سے شروع کریگا اور سورۂ بقرہ، آلِ عمران، نساء پڑھے گا تو اب دوسری شب میں مائدہ سے شروع کرے گا۔ م سے اس کی طرف اشارہ ہے اور اس کو پانچ سورتیں پڑھنی ہیں تو اب تیسری شب میں وہ سورۂ یونس سے شروع کرے گا ی سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ اس شب میں اس کو سات سورتیں پڑھنی ہیں۔ تو اب چوتھی شب میں وہ بنی اسرائیل سے شروع کرے گا۔ ب سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ پانچویں شب میں سورۂ شعرائے سے شروع کریگا۔ ش سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ چھٹی شب والصافات سے شروع کرے گا۔ و سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ ساتویں شب میں سورۂ قٓ سے شروع کرے گا۔ قٓ سے اس کی طرف اشارہ ہے۔

(صفحہ ہذا) [۱] ترتیل۔ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر حروف کی صحیح ادائیگی کے ساتھ تلاوت کرنا [۲] در ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ مَّعْلُوْمٍ لَّکَ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سو سو بار پڑھنا بہت مفید ہے۔ اشراق۔ سورج کا طلوع ہونا۔ چونکہ یہ نماز سورج نکلے ہوتی ہے اس لئے اس کو صلوٰۃ الاشراق کہتے ہیں۔ ہشت۔ حضرت ام ہانی رضہ نے بیان فرمایا کہ آنحضورؐ نے چاشت کے وقت آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ تحیۃ الوضوء۔ یہ دو رکعتیں غسل کے بعد بھی سنت ہیں۔ بعدِ عصر۔ چونکہ نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ لہٰذا وظیفہ پڑھ لیا جائے [۳] بست رکعت۔ حضرت عمرؓ نے تراویح کی بیس رکعت مروج کیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے اس کی دلیل دریافت کی گئی تو فرمایا کہ حضرت عمرؓ بدعت کو رواج دینے والے نہ تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے پاس کوئی دلیل موجود تھی۔ ورنہ وہ ایسا نہ کرتے اور اگر حضرت عمرؓ کا صرف اپنا فعل بھی مانا جائے تو شاہ ولی اللہؒ نے تصریح کی ہے کہ خلفائے راشدینؓ کے عمل کو سنت سے اگرچہ کم لیکن مجتہدین کے اجتہاد سے بہت بلند درجہ حاصل ہے۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا "میری سنت اور خلفائے راشدینؓ کی سُنّت کا اتباع کرو"۔ دہ آیت۔ پورے قرآن میں حفصؒ کی قراءت کے مطابق چھ ہزار دو سو چھتیس ۶۲۳۶ آیتیں ہیں۔ اگر دس آیتیں ہر رکعت میں پڑھی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شود و از کسلِ قوم ازیں کم نہ کند و اگر قوم راغب باشد در تمام رمضان دو ختم یا سہ ختم یا چہار

قرآن پاک ختم ہو جائے اور لوگوں کی سستی کے باعث اس مقدار میں کمی نہ کرے اگر لوگ راغب ہوں تو پورے رمضان میں دو یا تین یا چار

ختم کند و بعدِ ہر چہار رکعت بمقدار آں چہار رکعت جلسہ کند و بذکر[1] مشغول باشد و ایں[2] تراویح

ختم کر لئے جائیں ہر چار رکعات کے بعد چار رکعتوں کے بقدر بیٹھے (اسے ترویحہ کہتے ہیں) اور ذکر میں مشغول رہے۔ اس نماز کو تراویح

گویند و بعد تراویح وتر بجماعت گزارد و سوائے رمضان وتر بجماعت مکروہ است

کہتے ہیں اور تراویح کے بعد وتر باجماعت پڑھے اور رمضان کے علاوہ وتر باجماعت پڑھنا مکروہ ہے

نمازِ استخارہ۔ اگر کارے درپیش آید سُنّت است کہ استخارہ کند وضو کند و دوگانہ

اگر کوئی کام درپیش ہو تو مسنون یہ ہے کہ استخارہ کرے یعنی وضو کر کے دو رکعات

نفل[3] گزارد و بعد دوگانہ حمدِ خدا و درود بر پیغمبر علیہ السلام و ایں دُعا بخواند اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ

نفل پڑھے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور یہ دُعا پڑھے یا اللہ میں تجھ سے

اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ

بھلائی مانگتا ہوں اس کام میں تیرے علم کی مدد سے اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی حاصل ہونے پر تیری قدرت کے وسیلہ کے ساتھ اور تجھ سے اپنی مراد

تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ

مانگتا ہوں تیرے بڑے فضل سے پس بے شک تو قدرت رکھتا ہے ہر چیز پر اور میں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے غیب

ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ

کی باتوں کا یا اللہ اگر تو جانتا ہے کہ بیشک یہ کام بہتر ہے میرے لئے میرے دین اور میری دنیا اور میری زندگی اور میرے انجام کار میں پس موجود کر اس کو میرے لئے

لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ اَوْ دُنْیَایَ اَوْ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ

اور اس کو آسان کر میرے لئے پھر برکت دے میرے لئے اس میں اور اگر تو جانتا ہے کہ بیشک یہ کام بُرا ہے میرے لئے اور میرے دین اور میری دنیا اور میری

عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ رَضِّنِیْ بِهٖ[4]

زندگی اور میرے انجام کار میں پس پھیر اس کو مجھ سے اور پھیر مجھ کو اس سے اور حکم کر اور موجود کر میرے لئے نیکی جہاں کہیں بھی ہو پھر راضی کر مجھ کو اس کے ساتھ

(صفحہ گزشتہ سے آگے) جائیں گی تو ایک شب میں دو سو آیتیں ہوں گی۔ اس حساب سے پورا قرآن تیس راتوں میں بھی نہ ہو سکے گا۔ بعض بزرگ ستائیسویں شب کو شب قدر کے خیال سے ختم کرنا پسند کرتے تھے تو انھوں نے اپنے زمانے کے قرآنوں کے پانچسو چالیس رکوع قرار دیے تھے تاکہ ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھنے سے ستائیسویں شب کو ختم ہو سکے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] بذکر سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْھَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ [3] نفل۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے [4] اَللّٰھُمَّ الخ۔ اے اللہ میں تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں چونکہ تو اس کو جانتا ہے اور تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں۔ چونکہ تیری ہر چیز پر قدرت ہے اور تجھ سے تیرا بڑا افضل چاہتا ہوں بے شک تو قادر ہے اور میں قادر نہیں۔ تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے (جس کام کے لیے استخارہ کر رہا ہے اس جگہ اس کا ذکر کرے) میرے دین اور دنیا میں اور میرے انجام کار کے لیے تو اس کام کو میرے لئے مقدور فرما دے اور اس کو میرے لیے آسان کر دے پھر میرے لئے اس میں برکت دیدے اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بُرا ہے۔ میرے دین دنیا اور انجام کار کے لئے تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے ہٹا دے اور میرے لئے بھلائی کو مقدور بنا دے وہ جہاں کہیں بھی ہو اور اس پر مجھ کو راضی کر دے۔

نمازِ توبہ۔ اگر معصیتے سرزند باید کہ زود وضو کند و دوگانہ نماز گزارد و استغفار کند

اگر کوئی گناہ سرزد ہو تو چاہیئے کہ بلا تاخیر وضو کرے اور دو رکعات نماز پڑھے اور استغفار اور اس

وازاں معصیت توبہ کند و برگزشتہ ندامت کشد و آئندہ عزم بکند کہ باز مرتکب آں نشوم۔

گناہ سے توبہ کرے اور جو کچھ کر چکا ہو اس پر نادم ہو اور آئندہ پختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرونگا

نمازِ حاجت۔ اگر اورا حاجتے پیش آید وضو کند و دوگانہ نماز گزارد و حمد و صلوٰۃ گفتہ

اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو وضو کرکے دو رکعات نماز پڑھ کر حمد و درود کے

ایں دعا بخواند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ

بعد یہ دعا پڑھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بردبار سخی ہے پاک ہے اللہ جو مالک ہے عرش

الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ

عظیم کا سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا ہیں مانگتا ہوں تجھ سے اچھی خصلتیں جو تیری رحمت کو واجب کرنے

وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْعِصْمَۃَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ

والی ہوں اور میں تجھ سے وہ کام چاہتا ہوں جو تیری رحمت کو لازم کرنے والے ہوں اور چاہتا ہوں بہتری ہر نیکی اور بچاؤ ہر گناہ سے اور سلامتی ہر

ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا

گناہ سے نہ چھوڑ میرے لئے کوئی گناہ مگر بخش دے تو ان کو نہ چھوڑ تو کوئی غم مگر یہ کہ دور کر تو اس کو اور نہ چھوڑ کوئی قرض مگر ادا کردے تو اس کو اور نہ چھوڑ

وَالْاٰخِرَۃِ ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○

تو کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجتوں سے کہ وہ تیرے نزدیک اچھی ہو مگر جاری کردے (ادا کردے) تو اس کو اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان۔

نمازِ تسبیح۔ صلوٰۃ التسبیح برائے مغفرت جمیع ذنوب صغیرہ وکبیرہ خطا و عمد سِر

صلوٰۃ التسبیح تمام چھوٹے اور بڑے گناہوں کی مغفرت کے لئے ہے خواہ وہ گناہ خطاً ہوں قصداً خواہ پوشیدہ

وعلانیہ در حدیث آمدہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمِ خود عباس رضی اللہ عنہ آموختہ

خواہ ظاہر طور پر حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی

لہ معصیت۔ گناہ۔ استغفار کند۔ توبہ کرے۔ جس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ تین بار پڑھے اور پھر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ ھٰذِہِ الْخَطِیْئَۃِ لَآ اَرْجِعُ اِلَیْھَا اَبَدًا پڑھے۔ ندامت۔ شرمندگی۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ مرتکب۔ کرنے والا لہ لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ حلیم و کریم کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ خدا جو عرشِ عظیم کا رب ہے برائیوں سے پاک ہے اس خدا کے لئے تمام تعریفیں ہیں جو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔ میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب بخشش کے ارادوں۔ ہر نیکی میں حصہ۔ ہر بیماری سے بچاؤ۔ ہر گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتا ہوں۔ میرا کوئی ایسا گناہ جس کو تو نہ بخشے، کوئی غم جس کو تو زائل نہ کرے۔ کوئی قرض جس کو تو نہ ادا کرا دے، نہ چھوڑ اور کوئی ایسی ضرورت خواہ دنیا کی ہو یا دین کی جس میں تیری رضامندی ہے پورا کئے بغیر نہ چھوڑ اے ارحم الراحمین لہ ذنوب۔ گناہ۔ خطا۔ بھول۔ عمد۔ جان بوجھ کر۔ ستر۔ پوشیدہ۔ علانیہ۔ ظاہر۔ عم۔ چچا۔ آموختہ۔ آنحضور نے اپنے چچا کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ چچا۔ تمہیں کیا ایسی چیز نہ بتلادوں۔ نہ دیدوں۔ جو تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرادے اور پھر اس نماز کی پوری ترکیب بتادی۔

بود چہار رکعت در ہر رکعت بعد قراءت پانزدہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(اسکی) چار رکعات ہیں ہر رکعت میں قراءت کے بعد پندرہ مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ خواند و در[1] رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در سجدہ دہ بار و در جلسہ دہ بار و در

واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس مرتبہ اور قومہ میں دس بار اور سجدہ میں دس بار اور جلسہ میں دس بار اور

سجدہ دوم دہ بار و بعدِ سجدہ دوم نشستہ دہ بار پس در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار و در

دوسرے سجدہ میں دس بار اور دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں ٧٥ بار اور چار

چہار رکعت سہ صد بار بخواند اگر مقدور داشتہ باشد ایں نماز ہر روز خواندہ باشد و اگر

رکعت میں تین سو مرتبہ پڑھے اگر یہ نماز روزانہ پڑھ سکے تو ہر روز پڑھے ورنہ

نہ در ہفتہ یک بار و اِلّا در ماہے یک بار و اِلّا در سالے یک بار و اِلّا در تمام عمر یک بار

ہفتہ میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک بار یہ بھی نہ ہو سکے

و بہتر آنست کہ در چہار رکعات از مسبّحات[2] چہار سورہ خواند و مسبحات ہفت سورہ

تو عمر میں ایک بار بہتر یہ ہے کہ چار رکعات میں مسبحات میں سے چار سورتیں پڑھے اور مسبحات کی تعداد سات

است سورۂ بنی اسرائیل و حدید و حشر و صف و جمعہ و تغابن و اعلےٰ۔

ہے اور وہ یہ ہیں سورۂ بنی اسرائیل حدید حشر صف جمعہ تغابن اور اعلےٰ

نمازِ کسوف۔ چوں آفتاب کسوف کند سنت است کہ امام جمعہ دو رکعت نماز گزارد و

سورج گرہن ہو تو مسنون یہ ہے کہ امام جمعہ دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں

در ہر رکعت یک رکوع کند مثلِ دیگر نماز ہا و قراءتِ بسیار دراز خواند و آہستہ و نزدِ

دوسری نمازوں کی طرح ایک رکوع کرے اور قراءت آہستہ اور لمبی ہو اور

صاحبین جہر بقراءت کند و بعدِ نماز بذکر مشغول باشد تا کہ آفتاب روشن شود

امام ابو یوسف اور محمد کے نزدیک قراءت جہراً (زور سے) کرے اور نماز کے بعد سورج روشن ہونے تک ذکر میں مشغول رہے

[1] در رکوع۔ رکوع کی تسبیحیں پڑھنے کے بعد۔ در سجدہ۔ سجدے کی تسبیحیں پڑھنے کے بعد۔ بعدِ سجدۂ دوم نشستہ۔ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ پندرہ بار قراءت سے پہلے اور دس بار قراءت کے بعد رکوع سے پہلے تسبیح پڑھ لیا کرتے تھے اس طور پر پڑھنے سے دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر پڑھے بدوں ہر رکعت میں پچھتر اور چاروں رکعتوں میں تین سو تسبیحیں ہو جاتی ہیں۔ ہر روز۔ بہتر وقت زوال کے بعد فرضوں سے قبل ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کا یہی معمول تھا۔

[2] از مسبحات۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ وَالْعَصْرِ۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھنا منقول ہے جو آسان ہے۔ کسوف۔ سورج گرہن۔ یک رکوع۔ امام شافعیؒ ہر رکعت میں دو رکوع مانتے ہیں۔ آہستہ۔ جیسے دن کی تمام نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ جہر۔ جس طرح جمعہ کی نماز میں زور سے پڑھا جاتا ہے۔

واگر جماعت نباشد تنہا خواند دوگانہ یا چہار گانہ ہمچنیں در خسوف[1] ماہ و ظلمت و

اگر جماعت نہ ہو تو تنہا دو یا چار رکعات پڑھے۔ چاند گرہن ہونے، تاریکی چھا جانے شدید ہوا اور زلزلہ

شدتِ باد و زلزلہ و مانندِ آں۔

وغیرہ کے وقت بھی اسی طرح کرے

طلبِ باراں۔ برائے استسقاء[2] گاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط دُعا فرمودہ

بارش طلب کرنے کے لئے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض دُعا فرمائی

وگاہے در خطبۂ جمعہ دُعا کردہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے استسقاء برآمد و استغفار

اور کبھی خطبۂ جمعہ میں دُعا فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارش مانگنے نکلے اور محض استغفار

نمود و بس ولہٰذا نزدِ امام اعظمؒ[3] در استسقاء نماز سنّتِ مؤکدہ نیست بلکہ گفتہ

فرمایا لہٰذا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک استسقاء (بارش طلب کرنے کے لئے) نماز سنت مؤکدہ نہیں ہے

کہ استسقاء دُعا و استغفار است واگر نماز گزارند تنہا، تنہا جائز است لیکن

بلکہ کہا گیا ہے کہ استسقاء دُعا و استغفار کا نام ہے اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑھیں تو جائز ہے مگر

از نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ روایت صحیح در استسقاء نماز بجماعت ثابت شدہ لہٰذا ابو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت کے مطابق استسقاء میں نماز با جماعت ثابت ہے لہٰذا امام ابو

یوسفؒ و محمدؒ اکثر علماء گفتہ اند کہ امام ہمراہِ جماعتِ مسلمین بمصلّٰی برآید و کفار ہمراہ نباشند و

یوسفؒ اور امام محمدؒ اور اکثر علماء فرماتے ہیں کہ امام المسلمین مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی جگہ آئے اور کفار ساتھ

وامام بجماعت دوگانہ نماز گزارد و قراءت[4] بجہر خواند و بعدِ نماز مثل عید دو خطبہ خواند

نہ ہوں اور امام دو رکعات نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور قراءت جہری کرے اور نماز کے بعد عید کی طرح دو خطبے پڑھے

واستغفار کند و دعائے استسقاء بادعیۂ ماثورہ بخواند اَللّٰھُمَّ[5] اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا

اور استغفار کرے اور استسقاء کی دُعا ان دُعاؤں کے ساتھ کرے جو احادیث سے ثابت اور آنحضورؐ سے منقول ہیں اے اللہ ہمیں ایسے بادل سے سیراب

[1] خسوف، چاند گرہن۔ ظلمت۔ اندھیری [2] استسقاء۔ بارش مانگنا۔ خطبۂ جمعہ۔ روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے انتہائی پریشانی تھی۔ آنحضورؐ سے خطبہ کے دوران پریشانی کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر بارش کے لیے دُعا فرمائی۔ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ مدینہ کا آسمان ابر سے بالکل خالی تھا۔ آنحضورؐ کے دُعا فرماتے ہی بارش شروع ہو گئی اور پورے ہفتہ بارش رہی۔ اگلے جمعہ کو بارش کی کثرت کی شکایت پر آنحضورؐ نے دوبارہ دُعا فرمائی۔ جب بارش سلسلہ منقطع ہوا۔ و بس۔ یعنی نماز نہیں پڑھی [3] جماعتِ مسلمین۔ نماز کے لئے جانے سے پہلے سب مسلمان گناہوں سے توبہ کریں، خیرات کریں، تین روزے رکھیں۔ عاجزی اور فروتنی کے ساتھ معمولی لباس میں بوڑھوں، بزرگوں اور کمزوروں کو آگے لے جا کر دُعا کی مقبولیت کے یقین کے ساتھ نماز پڑھنے جائیں [4] قراءت۔ پہلی رکعت میں سورۂ قٓ یا سورۂ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں قمر یا الغاشیہ پڑھنا مناسب ہے۔ ماثورہ۔ یعنی وہ دُعائیں جو آنحضورؐ سے منقول ہیں [5] اَللّٰھُمَّ الخ اے اللہ ہمیں ایسے ابر سے سیراب فرما جو مددگار ہو، خوشگوار ہو۔ شادابی پیدا کرنے والا ہو، نفع رساں ہو نہ کہ ضرر رساں، جلد ہو، نہ کہ بدیر، روئیدگی بڑھانے والا ہو۔ اے اللہ اپنے بندوں کو اور جانوروں کو سیراب فرما اور اپنے مُردہ شہر کو زندہ فرما۔

مُرِيعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ رَائِثٍ مُمْرِعَ النَّبَاتِ اَللّٰهُمَّ اسْقِ

فرما جو مددگار ہو خوشگوار ہو شادابی پیدا کرنے والا ہو نفع دینے والا ہو نہ ضرر دینے والا جلدی برسنے والا نہ دیر کرنے والا روئیدگی بڑھانے والا ہو۔ اے اللہ اپنے بندوں کو اور

عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ وَنَحْوَ ذٰلِكَ وامام چادرخود گرداند[1]

جانوروں کو سیراب فرما اور اپنی رحمت نازل فرما اور اپنے مردہ شہر کو زندہ فرما اور امام اپنی چادر پلٹ لے

نہ قوم۔ مسئلہ۔ نفل بہ شروع واجب شود[2] اگر فاسد کند دوگانہ قضا کند و نزدِ امام

جماعت ایسا نہ کرے۔ نفل شروع کرنے سے واجب ہوجاتے ہیں اگر فاسد کردے تو دو رکعات کی قضا کرے اور امام

ابی یوسفؒ اگر نیتِ چہار گانہ کردہ بود و پیش از قعدۂ اولیٰ فاسد کردہ چہار رکعت قضا

ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر چار رکعات کی نیت کی تھی اور قعدہ اولیٰ سے پہلے فاسد کردی تو چار رکعات کی قضا

کند و ہمیں[3] خلاف است در آنکہ چہار رکعت نفل گزارد و در ہر چہار رکعت قراءت

کرے اور اسی طرح کا اختلاف اس صورت میں ہے کہ چار رکعات نفل پڑھے اور چاروں رکعتوں میں قراءت

ترک کند یا در یک رکعت از شفعۂ ثانیہ قراءت کند و بس و اگر قراءت کرد در دو رکعتِ

ترک کردے یا دوسرے شفعہ کی محض ایک رکعت میں قراءت کرے عـ اگر محض پہلی دو رکعات میں قراءت کرے

اولیین فقط یا در دو رکعتِ اُخریین فقط یا ترک کرد قراءت در یک رکعت از اولیین یا

یا فقط آخری دو رکعات میں قراءت کرے یا پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں یا

[1] گرداند۔ چادر اوڑھ کر دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے لے جاکر بائیں نچلے کنارے کو دائیں ہاتھ سے دائیں نچلے کنارے کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اُلٹ کر اوڑھے۔ چادر کا دایاں حصہ بائیں طرف اور بایاں حصہ داہنی طرف۔ نچلا حصہ اوپر اور اوپر کا حصہ نیچے ہوجائے گا۔ [2] واجب شود۔ یعنی ابتداءً تو اس کو پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار تھا لیکن شروع کرنے کے بعد اس کو پورا کرنا ضروری ہوجائے گا۔ اب اگر نفل کی نیت سے نماز شروع کی اور کسی تعداد کی نیت نہیں کی ہے تو دو رکعتیں لازم ہوں گی اور اگر چار رکعتوں کی نیت کی تھی اور پھر نیت توڑ ڈالی تو امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک دو کی قضا کرنی ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چار قضا کرنی پڑیں گی۔ [3] ہمیں خلاف است۔ اس عبارت کی تشریح اور مسائل کی وضاحت میں سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ قراءت کے چھوٹنے کی وجہ سے اگر پہلی دو رکعتوں میں فساد آگیا ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کی تحریمہ باطل نہ ہوگی اور دوسری رکعتوں کو شروع کرنا صحیح سمجھا جائیگا۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر پہلی دونوں رکعتوں میں بھی قراءت چھوڑی ہے تو تحریمہ باطل ہوجائے گی اور دوسری دو رکعتوں کو شروع کرنا صحیح نہ سمجھا جائے گا۔ امام اعظمؒ کے نزدیک اگر پہلی دونوں رکعتوں میں قراءت چھوٹنے کی وجہ سے فساد پیدا ہوا ہے تو تحریمہ باطل ہوجائے گی۔ اور دوسری رکعتوں کا شروع کرنا صحیح نہ ہوگا اور اگر صرف ایک رکعت میں قراءت ترک کی ہے تو تحریمہ باطل نہ ہوگی اور دوسری دو رکعتوں کا شروع کرنا صحیح ہوگا۔ اب اگر کسی نے نفلوں کی چاروں رکعتوں میں قراءت نہ کی اور دوسری دو رکعتوں میں صرف ایک میں قراءت کی تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک صرف دو رکعتوں کی قضا ضروری ہوگی۔ اس لیے کہ تحریمہ باطل ہوچکی ہے اور چونکہ دوسری دو رکعتوں کا شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا۔ لہٰذا ان کے لازم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چونکہ تحریمہ باطل نہیں ہوئی لہٰذا دوسری رکعتوں کا کرنا صحیح ہوگیا اب چونکہ ان کو قراءت نہ کرکے فاسد کیا ہے لہٰذا ان کی بھی قضا ضروری ہوگی۔ اولیین فقط۔ سب کے نزدیک صرف آخری دو رکعتوں کی قضا ضروری ہے۔ اس لئے کہ ان کا شروع کرنا صحیح تھا اور پھر فاسد کردیا ہے۔ اخریین فقط۔ سب کے نزدیک دو رکعتوں کی قضا ضروری ہے۔ امام صاحبؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تو دوسری دو رکعتوں کا شروع کرنا ہی درست نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی صحت و فساد سے کوئی بحث نہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کا شروع کرنا درست تھا۔ سو اس میں کوئی فساد نہیں آیا۔ در یک از اولیین۔ سب کے نزدیک صرف دو کی قضا ضروری ہے امام محمدؒ صاحب کے نزدیک تو اس لئے کہ دوسری رکعتوں کا تو شروع کرنا ہی صحیح نہیں لہٰذا ان کے صحت و فساد سے کوئی بحث نہیں۔ امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دوسری دو رکعتوں کا شروع کرنا صحیح تھا سو ان کو ادا کردیا۔ صرف پہلی دو رکعتوں میں فساد پیدا کیا ان کی قضا کرے گا۔ عـ پس ان تینوں صورتوں میں امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک دو رکعت قضا کرے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چار رکعت قضا کریگا

در یک[1] رکعت از اُخریین دریں چہار صورت باتفاق دوگانہ قضا کند و اگر قراءت کرد در یک

آخری دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قراءت ترک کرے ان چار صورتوں میں بالاتفاق دو رکعات کی قضا کرے اگر محض پہلی دو رکعتوں

رکعت از اولیین نہ غیر آں[2] یا در یکے از اولیین ویکے از اُخریین دریں دو صُورت نزدِ محمدؒ دوگانہ

میں سے ایک رکعت میں قراءت کرے یا پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت اور آخر کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں قراءت کرے ان دو صورتوں

قضا کند و نزدِ شیخینؒ چہارگانہ و از ترک کردن قعدۂ اولیٰ نزدِ محمدؒ نماز باطل شود و

امام محمدؒ کے نزدیک دو رکعات قضا کرے امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک چار قضا کرے اور پہلا قعدہ ترک کرنے سے امام محمدؒ کے نزدیک نماز باطل ہوگئی اور

نزدِ شیخینؒ باطل نشود بلکہ سجدۂ سہو لازم آید اگر سہواً ترک کردہ۔ مسئلہ۔ اگر نذر کرد کہ

امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باطل نہیں ہوئی بلکہ اگر سہواً چھوٹ گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگیا اگر نذر کی کہ

فردا نمازِ نفل گزارم یا روزہ دارم پس حائضہ شد قضا لازم آید[3]۔ مسئلہ۔ نفل نشستہ خواندن

کل نفل نماز پڑھوں گی یا روزہ رکھوں گی پھر حیض آگیا تو قضا لازم ہوگی بلاعذر قیام پر

بے عذر باوجود قدرت برقیام جائز است لیکن نشستہ بے عذر خواندن ثواب

قادر ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر جائز ہے مگر بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب ایک

یک درجہ دارد و استادہ خواندن دو درجہ[4] و اگر استادہ شروع کرد و نشستہ

گنا ہوگا اور کھڑے ہوکر پڑھنے کا ثواب دو گنا ہوگا اگر کھڑے ہوکر شروع کرے اور بیٹھ کر

تمام کرد ہم جائز است لیکن باکراہت مگر بہ عذر ماندگی وہم جائز است بہ سببِ ماندگی

پوری کرے تو یہ بھی کراہت کے ساتھ جائز ہے لیکن تھکن کے عذر کی بنا پر بلاکراہت درست ہے نفل میں

تکیہ بر دیوار کردن در نفل۔

تھکن کے عذر کی بنا پر دیوار سے ٹیک لگانا بھی جائز ہے۔

مسئلہ۔ نفل گزاردن بر اسپ یا شتر یا مانندِ آں خارجِ مصر جائز است

گھوڑے یا اونٹ یا ان کے مانند پر شہر سے باہر نماز پڑھنا اس طرح کہ

[1] در یک از اُخریین۔ سب کے نزدیک دوسری دو رکعتوں کو شروع کرنا صحیح ہوا اور صرف انہی میں خرابی پیدا کی تو انہی کی قضا ضروری ہوگی۔

[2] نہ غیر آں۔ تو امام صاحب کے نزدیک تحریمہ باطل ہوگیا۔ دوسری دو رکعتوں کا شروع کرنا ہی درست نہیں ہوا لہٰذا ان کی قضا کا سوال نہیں۔ امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کا شروع کرنا درست ہوا۔ پھر ان میں بھی فساد کر دیا۔ لہٰذا چاروں رکعتوں کی قضا ضروری ہوگی۔ یا در یکے۔ امام محمدؒ کے نزدیک تحریمہ باطل ہوگیا۔ لہٰذا صرف پہلی دو رکعتوں کی قضا ہوگی۔ امام صاحبؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تحریمہ باطل نہیں ہوا۔ لہٰذا چاروں کی قضا ضروری ہے۔ شیخینؒ۔ یعنی امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ

[3] لازم آید۔ چونکہ نذر سے نفل ذمہ میں واجب ہوگئے۔ حیض کی وجہ سے ادا نہ ہو سکے۔ پاک ہونے کے بعد قضا کرنا ضروری ہے۔

[4] دو درجہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے سے کھڑے ہوکر پڑھنے والے کو دو گنا ثواب ملے گا۔ مگر۔ یعنی پھر مکروہ بھی نہیں ہے۔ دیوار۔ یا مثلاً ستون لاٹھی وغیرہ۔ نفل۔ یعنی بدون کسی مجبوری کے اور مجبوری میں فرض بھی درست ہیں۔

باشارہ رکوع وسجود کند بہر[۱] سو کہ رُو کند مرکوب او۔ مسئلہ اگر شروع کرد بر اسپ پس بر زمین

رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرے اور جس طرف سواری کا رُخ ہو اسی طرف کرے یہ جائز ہے اگر سواری پر نماز شروع کرے پھر زمین پر اُتر

آمد ہماں نماز با رکوع وسجود تمام[۲] کند و نزدِ امام ابی یوسف رح نماز از سر گیرد و اگر بر زمین

آئے تو وہی شروع کردہ نماز رکوع وسجدہ کے ساتھ پوری کرے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک نماز از سر نو پڑھے اور اگر زمین پر نماز

نماز شروع کرد پس تر سوار شد نمازش باتفاق باطل شد[۳] بنا نہ کند۔

شروع کرے اس کے بعد سوار ہو جائے تو بالاتفاق اس کی نماز باطل ہو گئی پڑھی ہوئی پر بنا نہ کرے

فصل۔ سجودِ تلاوت واجب شود بر کسے کہ آیتِ سجدہ بخواند یا بشنود اگرچہ قصدِ

جو شخص آیت سجدہ تلاوت کرے یا سُنے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگیا خواہ سُننے کا ارادہ

شنیدن نہ کردہ باشد۔ مسئلہ۔ از خواندنِ امام اگرچہ[۴] آہستہ خواند بر مقتدی

نہ بھی کیا ہو امام کے آیت سجدہ پڑھنے سے خواہ آہستہ پڑھے مقتدی پر

سجدہ واجب شود و از خواندنِ مقتدی بر کسے واجب نشود مگر بر کسے کہ خارجِ نماز

سجدہ سہو واجب ہوگیا اور مقتدی کے پڑھنے سے کسی پر واجب نہ ہوگا البتہ خارج نماز کوئی

باشد واز و بشنود و ہمچنیں کسے کہ در رکوع یا سجود یا جلسہ آیۂ سجدہ خواندہ باشد۔ مسئلہ۔

شخص مقتدی سے سُن لے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا اسی طرح اس شخص کا حکم ہے جس نے رکوع یا سجدہ یا قومہ یا جلسہ میں آیت سجدہ پڑھی ہو یعنی سجدہ واجب

اگر کسے خارجِ نماز آیۂ سجدہ خواند و مصلّی بشنید بعد نماز سجدہ کند و اگر در نماز آں سجدہ کند

ہوگا) اگر کوئی شخص خارج نماز آیت سجدہ پڑھے اور نماز پڑھنے والا سُن لے تو نماز سے فارغ ہو کر سجدہ کرے اگر وہ نماز میں سجدۂ تلاوت کریگا

روا[۵] نباشد لیکن نماز باطل نشود۔ مسئلہ۔ اگر امام آیۂ سجدہ خواند و کسے خارج نماز آں را

تو ادا نہیں ہوگا مگر نماز باطل نہ ہوگی اگر امام سجدہ کی آیت پڑھے اور کوئی خارج نماز وہ سُن

بشنید پستر با آں امام اقتدا کرد اگر پیش از سجدہ کردنِ امام اقتدا کرد ہمراہِ امام

لے اس کے بعد وہ امام کی اقتدا کرے اگر اس نے امام کے سجدہ کرنے سے پہلے اقتدا کی ہو تو وہ امام کے ساتھ

---

[۱] بہر سو۔ نماز شروع کرتے ہوئے بھی قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں۔ رواں کشتی میں مجبوری کی صورت میں بیٹھ کر نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ لیکن نماز میں قبلہ رو ہونا ضروری ہے۔ ریل کا حکم بھی کشتی کا سا ہے۔ مرکوب۔ یعنی سواری کا جانور [۲] تمام کند۔ اگرچہ شروع میں بیٹھ کر اشاروں سے ادائی ہے۔ [۳] بنا نہ کند۔ یعنی بقیہ کو تمام نہ کرے بلکہ از سرِ نو پڑھے۔ سجودِ تلاوت۔ وہ سجدے جو قرآن کی تلاوت سے خاص خاص آیتوں پر کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ یہ سجدے امام صاحب کے نزدیک کرنے واجب ہیں اور کل قرآن میں چودہ ہیں۔ آیت۔ آیت کا اکثر حصہ تلاوت کرنے سے جب کہ سجدہ کے حروف بھی تلاوت کئے ہوں۔ سجدہ واجب ہو جاتا ہے [۴] اگرچہ۔ مثلاً کہیں سے گزر رہا تھا اور پڑھنے والے نے آیت سجدہ پڑھ دی۔ آہستہ خواند۔ یعنی سرّی نماز میں۔ بر کسے۔ یعنی نہ خود اس پر نہ امام اور دوسرے مقتدیوں پر [۵] روا نباشد۔ وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔ نماز سے فارغ ہو کر ادا کرنا پڑے گا۔ اصلاً سجدہ نہ کند۔ جب کہ یہ اسی رکعت میں شریک ہوگیا ہے۔ جس میں امام نے سجدہ کیا ہے تو اس رکعت کی وہ چیزیں جو امام نے کی ہیں اس کی طرف سے بھی سمجھی جائیں گی۔

سجدہ کند واگر بعد سجدہ کردن امام در ہماں رکعت داخل شد اصلا سجدہ نہ کند و اگر در
سجدہ کرلے اور اگر وہ امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو بالکل سجدہ نہ کرے اور اگر وہ

رکعتِ دیگر داخل شد بعد نماز[1] سجدہ کند کسے کہ اقتدا نہ کردہ مسئلہ۔ سجدۂ تلاوت کہ
دوسری رکعت میں شامل ہوا ہو تو نماز کے بعد سجدہ کرے اس کی طرح جس نے اقتدا نہ کی ہو جو سجدۂ تلاوت کہ نماز

در نماز واجب شدہ بعد نماز قضا نشود مسئلہ۔ اگر کسے آیۂ سجدہ خارجِ نماز خواند
میں واجب ہوا ہو نماز کے بعد اس کی قضا نہ ہوگی اگر کوئی شخص آیت سجدہ خارج نماز پڑھ کر

وسجدہ نہ کرد پس در نماز شروع کرد و باز ہماں آیت خواند یک[2] سجدہ کفایت کند
سجدہ نہ کرے پھر نماز میں پڑھنا شروع کرے اور پھر وہی آیت پڑھے تو ایک سجدہ کافی ہوگا

واگر سجدہ کرد پس در نماز شروع کرد و باز ہماں آیۃ خواند باز سجدہ کند مسئلہ۔ اگر
اور اگر سجدہ کرلے پھر نماز شروع کرے اور نماز میں وہی آیت پڑھے تو دوبارہ سجدہ کرے کوئی

شخصے در مجلسے یک آیۂ سجدہ بارہا خواند یک سجدہ کفایت کند واگر آیۂ دیگر خواند یا مجلسے
شخص ایک مجلس میں ایک آیت سجدہ باربار پڑھے تو ایک سجدہ کافی ہوگا اور دوسری آیت سجدہ پڑھے یا مجلس

دیگر شد سجدۂ دیگر کند واگر مجلسِ تلاوت کنندہ متحد است و مجلس سامع غیر متحد بر
بدل جائے تو دوسرا سجدہ کرے اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس ایک ہو اور سننے والے کی دو تو تلاوت کرنے

تلاوت کنندہ یک سجدہ واجب شود و بر سامع دو سجدہ و بہ عکسِ[3] آں اگر مجلسِ سامع
والے پر ایک سجدہ اور سننے والے پر دو سجدے واجب ہوں گے اس کے برعکس اگر سننے والے کی مجلس ایک ہو اور تلاوت کرنے والے کی دو یا اس سے زیادہ

متحد باشد نہ مجلسِ تلاوت کنندہ۔ مسئلہ۔ کیفیتِ سجدہ آنست کہ با شرائطِ نماز تکبیر
تو سننے والے پر ایک اور تلاوت کرنے والے پر دو یا دو سے زیادہ یعنی جتنی بار پڑھے گا اتنے سجدے واجب ہونگے سجدہ کی کیفیت یہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے

گویاں بسجدہ رود و تسبیحات گوید و تکبیر گویاں از سجود سر بردارد و تحریمہ و تشہد و سلام در
سجدہ میں جائے اور تسبیحات پڑھے اور تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائے اور سجدۂ تلاوت میں تحریمہ، تشہد

سجدۂ تلاوت نیست مسئلہ۔ مکروہ است کہ تمام سورہ خواند و آیتِ سجدہ نخواند و بعکس مکروہ نیست
اور سلام نہیں ہے مکروہ ہے کہ پوری سورۃ پڑھے اور آیت سجدہ نہ پڑھے البتہ اس کا عکس مکروہ نہیں

[1] بعد نماز سجدہ۔ اس لئے کہ امام نے اس سے پہلے جو کچھ ادا کیا ہے وہ اس کی جانب سے نہ سمجھا جائے گا۔ بعد نماز قضا نہ شود۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو سجدۂ تلاوت نماز میں ادا ہوتا ہے وہ اس سجدۂ تلاوت سے افضل ہے جو نماز سے خارج ادا کیا جاتا ہے تو نماز میں جو سجدۂ تلاوت واجب ہوا وہ افضل ہے لہٰذا اس سجدے سے اس کی ادائیگی نہ ہوسکے گی جو نماز سے باہر ادا کیا جا رہا ہے۔ [2] یک سجدہ کفایت کند۔ چونکہ یہ نماز کے اندر کا سجدہ اس سجدہ سے افضل ہے جو باہر واجب ہوا۔ لہٰذا اس کی ادائیگی اس افضل کے ضمن میں ہو جائے گی۔ در مجلسے۔ ایک مجلس میں ایک آیت سجدہ کئی بار پڑھنے سے بھی ایک سجدہ واجب ہوتا ہے۔ ہاں اگر مجلس بدل جائے آیت بدل جائے تو پھر ایک سجدہ کافی نہ ہوگا۔ متحد است۔ یعنی مجلس نہیں بدلی۔ غیر متحد۔ یعنی مجلس بدل گئی [3] بہ عکس آں۔ یعنی سننے والے پر ایک سجدہ اور پڑھنے والے پر اتنے سجدے واجب ہوں گے جتنی بار اس نے پڑھا ہے۔

ویک دو آیۃ با آیۂ سجدہ ضم کردہ خواندن بہتر است و بہتر آن است کہ آیۂ سجدہ آہستہ

ہے اور ایک دو آیت آیتِ سجدہ کے ساتھ ملاکر پڑھنا بہتر ہے اور بہتر یہ ہے کہ آیتِ سجدہ آہستہ

خواند[1] تا بر سامعان سجدہ واجب نہ شود۔

پڑھے تاکہ سننے والوں پر سجدہ واجب نہ ہو

عـه آہستہ خواند۔ جبکہ سامعین سجدہ کے لئے تیار نہ ہوں

کتاب الجنائز

جنازے کا بیان

موت را ہمیشہ یاد داشتن و وصیت نامہ بِمَا وَجَبَ بِهِ الْوَصِيَّةُ[1] ہمراہ داشتن

موت کو ہمیشہ یاد رکھنا اور وصیت نامہ جن میں وہ امور ہوں جن کا بتانا وارثوں کو ضروری ہو ساتھ رکھنا

مستحب است و در وقتِ غلبۂ ظن بموت واجب است در حدیث است کہ

مستحب ہے اور موت کا ظن غالب ہو تو واجب ہے حدیث شریف میں ہے کہ

ہر کہ ہر روز بست مرتبہ موت را یاد کند درجہ شہادت یابد مسئلہ۔ چوں مسلمان

جو شخص ہر روز بیس مرتبہ موت کو یاد کرے اسے درجۂ شہادت ملے گا جب مسلمان

مشرف[2] بہ مرگ شود تلقین شہادتین کردہ شود و سورۂ یٰسین بر سرش خواندہ[3] شود

موت سے ہمکنار ہونے کے قریب ہو تو شہادتین کی تلقین (کہلانا) کی جائے اور اس کے پاس سورۂ یٰسین کی تلاوت کی جائے اور

و چوں بمیرد دہن و چشم او پوشیدہ شود و در دفن او شتابی کرہ شود مسئلہ۔ چوں غسل

مرنے کے بعد اس کا منہ اور آنکھیں بند کردی جائیں اور دفن میں بھی جلدی کریں جب غسل

دادہ شود تختہ را بہ عود سوز سہ بار تجمیر کنند و مُردہ را برہنہ کردہ عورتِ او پوشیدہ

دیا جائے تو تختہ کو عود (خوشبو) کی تین بار دھونی دیں اور مردہ کو ننگا کرکے اس کا (مرد کا) ناف سے لے کر گھٹنوں تک

بروے بیارد و نجاستِ حقیقی پاک کردہ بے آنکہ آب در دہن و بینیٔ او کردہ شود وضو

کا حصہ چھپاکر تختہ پر لائیں اور نجاستِ حقیقی پاک کی جائے اس کے منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے (بلکہ صرف بھیگا کپڑا لے کر ناک اور

کنانیدہ بآبے کہ اندکے در برگِ کنار یا مانندِ آں جوشش دادہ باشد غسل دادہ

منہ صاف کریں) اسے عـه ایسے پانی سے وضو کرائیں جس میں کچھ بیری کے پتے یا ان کے مانند ڈال کر جوشش دیا گیا ہو غسل دیا جائے

[1] بما وجب بہ الوصیۃ۔ وہ باتیں جن کا ورثاء کو بتانا ضروری ہے۔ مثلاً لوگوں کا قرضہ وغیرہ یا نماز روزے کا فدیہ۔ غلبہ ظن بموت۔ جس وقت مرنے کا زیادہ گمان ہو۔ [2] مشرف یعنی قریب۔ تلقین۔ کہلانا۔ [3] خواندہ شود۔ اور اس کو داہنی کروٹ پر قبلہ رو کر دینا چاہئے یا چت کر دیا جائے اور پیر قبلہ کی طرف کرکے سر اٹھا دینا چاہئے۔ دہن۔ یعنی ڈھاٹا باندھ دینا چاہئے۔ تجمیر۔ دھونی دینا۔ عورت۔ مرد کا ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ۔ بروے۔ یعنی تختے پر۔ عـه بے آنکہ۔ البتہ بھیگے ہوئے کپڑے سے منہ اور ناک صاف کردی جائے۔ اگر مُردہ جنبی یا حائضہ ہے تو کُلی وغیرہ کراہی دینا چاہئے۔ برگِ کنار۔ بیری کے پتے۔ مانندِ آں۔ مثلاً صابون عـه درمختار میں لکھا ہے کہ جب ناپاکی کی حالت میں یا حیض و نفاس کی حالت میں مرے تو مضمضہ اور استنشاق بالاتفاق کرایا جائے گا۔ اس طرح کہ کپڑا انگلی پر لپیٹ کر مُردے کے منہ اور ناک کے اندر سے پونچھ لے یا روئی کا ایک ٹکڑا کپڑے کا تر کرکے ہونٹ، منہ اور حلق پاک کیا جائے۔

شود و موئے ریش و موئے سرِ او را بگلِ خیرو[1] و مانندِ آں بشوید اوّل بر پہلوئے چپ

اور ڈاڑھی اور سر کے بال گل خطمی وغیرہ سے دھو کر اوّل بائیں کروٹ پر

غلطانیدہ پستر بر پہلوئے راست غلطانیدہ بشوید تا کہ آب رواں شود و تکیہ دادہ

لٹایا جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر دھویا جائے یہاں تک کہ پانی بہہ جائے اور ٹیک لگا کر

شکم او را آہستہ بمالد اگر چیزے برآید پاک کند و اعادۂ غسل ضرور نیست پستر از پارچہ

اس کے پیٹ کو آہستہ سے ملیں اگر کوئی چیز نکلے تو پاک کر دیں اور غسل دوبارہ ضروری نہیں اس کے بعد کپڑے

خشک کردہ خوشبو بر سر و ریش و کافور بر اعضائے سجدۂ او بمالد و کفن پوشانند مرد را

سے خشک کرکے خوشبو سر اور ڈاڑھی پر اور کافور اعضائے سجدہ پر ملیں اور کفن پہنا دیں امام ابو حنیفہؒ کے

سہ پارچہ مسنون است بقول ابی حنیفہؒ یکے کفنی تا نصفِ ساق و دو چادر از سر

قول کے مطابق مرد کے لئے مسنون تین کپڑے ہیں (۱) کفنی نصف پنڈلی تک (۲) اور سر سے پاؤں تک دو

تا قدم و در حدیثِ صحیح آمدہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را در سہ چادر کفن دادہ شد

چادریں اور صحیح حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تین چادروں میں کفن دیا گیا

قمیص در آں نبود و دستار بستن بدعت[2] است و اگر سہ پارچہ میسر نشود دو پارچہ

اس میں قمیص نہیں تھا اور عمامہ باندھنا بدعت ہے اگر تین کپڑے میسر نہ ہوں تو دو کپڑوں کا

کفن کفایت است و حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ در یک چادر دفن کردہ شد کہ اگر سر می پوشید

کفن بھی کافی ہے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں دفن کیا گیا کہ اگر سر چھپایا

پا برہنہ می شود و اگر پا می پوشید از جانبِ سر کوتاہی می کرد آخر بحکمِ آں سرور علیہ السلام

جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر کی طرف سے چادر کم ہو جاتی آخر سرورِ عالمؐ نے حکم فرمایا کہ

بجانبِ[3] سر کشیدند و بر پا گیاہ انداختند و زن را دو پارچہ زیادہ دادہ شود یکے دامنی کہ

چادر سر کی جانب کھینچ کر پاؤں پر گھاس ڈال دی جائے اور عورت کے کفن میں دو کپڑے اور دیئے جائیں (۱) دامنی کہ اس

موئے سر بداں پیچیدہ بر سینہ بنہند و یکے سینہ بند از بغل تا زانو و اگر میسّر نہ شود

سے سر کے بال لپیٹ کر سینہ پر رکھ دیں (۲) سینہ بند بغل سے گھٹنے تک اگر میسر نہ ہو تو تین کپڑے کافی ہیں اور

---

[1] بگلِ خیرو۔ خطمی۔ اعادہ۔ لوٹانا۔ اعضائے سجدہ۔ جو اعضاء سجدہ کرتے ہیں زمین پر لگتے ہیں۔ سہ پارچہ۔ سب سے پہلے اس چادر کو پھیلائیں جس کو لفافہ کہتے ہیں۔ اس پر چادر کو بچھائیں جس کو ازار کہتے ہیں۔ اس کے بعد کفنی پہنا کر ازار کا بایاں حصہ لپیٹیں پھر دایاں اور پھر لفافہ کے بایاں حصہ کو لپیٹیں اور پھر دائیں کو تاکہ دایاں پلو اوپر رہے [2] بدعت است۔ یہ ثابت نہیں ہے کہ حضورؐ کے کفن میں دستار تھی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ۔ آنحضورؐ کے چچا احد کی لڑائی میں شہید ہوئے [3] بجانبِ سر۔ یعنی چادر سے سر ڈھانپا گیا۔ گیاہ۔ یعنی اذخر گھاس عہ اور یہ تین گز لمبا اور بغل سے زانو تک کا چوڑا ہوتا ہے۔

سہ پارچہ کفن کفایت است[1] و عند الضرورت ہرچہ بہم رسد۔ مسئلہ۔ مُردہ مسلمان

ضرورت کے وقت جو بھی مہیا ہو سکے مسلمان مُردہ کو

را غسل وکفن دادن و نمازِ جنازہ خواندن و دفن کردن فرضِ کفایہ است و بدونِ غسل و

غسل اور کفن دینا اور نمازِ جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے اور غسل وکفن

کفن نمازِ جنازہ صحیح نیست۔ مسئلہ۔ برائے امامتِ نمازِ جنازہ پادشاہ اولیٰ است

کے بغیر نمازِ جنازہ صحیح نہیں نمازِ جنازہ کی امامت کے لئے زیادہ مستحق وبہتر بادشاہ

پستر قاضی پستر امامِ محلہ پستر ولی میّت اقرب پس اقرب لیکن پدرِ میّت برائے امامت

ہے اس کے بعد قاضی اس کے بعد امامِ محلہ (مسجد محلہ) پھر میت کا ولی اقرب اور ولی اقرب نہ ہو تو اس کے بعد جو میت کا سب سے

از پسرش اولیٰ است مسئلہ۔ نمازِ جنازہ چہار[2] تکبیر است تکبیرِ اولیٰ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ

قریبی عزیز ہو مگر میت کا باپ امامت کے لئے میت کے لڑکے سے اولیٰ ہے نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد آخر تک سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ

تا آخر خواند نزدِ امامِ اعظمؒ سورۃ فاتحہ خواندن در نمازِ جنازہ مشروع نیست و اکثر علماء

پڑھے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا مشروع نہیں اور اکثر علماء

برانند کہ سورۃ فاتحہ ہم بخواند و بعد تکبیرِ دوم درود بر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم خواند و بعدِ سوم

فرماتے ہیں کہ فاتحہ بھی پڑھے اور دوسری تکبیر کے بعد رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور تیسری تکبیر

برائے میّت و جمیع مسلماناں دُعا خواند اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا اِلیٰ اٰخِرِہٖ و بر جنازہ طفل

کے بعد میّت اور سارے مسلمانوں کے واسطے یہ دُعا پڑھے[3] اور نابالغ لڑکے کے

بخواند اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا

جنازہ پر یہ دُعا پڑھے یا اللہ کر تو اس کو ہمارے لئے آگے پہنچنے والا منزل میں اور اسباب میں کرنے والا اور کر دے تو اس کو ہمارے لئے اجر اور توشہ

وَّ مُشَفَّعًا و بعد تکبیرِ چہارم سلام گوید مسئلہ۔ ہر کہ بعد تکبیر امام حاضر شود

آخرت کا اور کر دے تو اس کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور تیری جناب میں اسکی شفاعت قبول ہو چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے جو شخص امام کے تکبیر کہنے کے بعد آئے تو جس

[1] عند الضرورت۔ مجبوری میں۔ کفایت است۔ یعنی کچھ مسلمانوں نے بھی کر لیا تو سب سبکدوش ہو جائیں گے ورنہ سب گنہ گار ہوں گے۔ ولی اقرب۔ قریبی رشتہ دار۔ پدر۔ یعنی میت کا باپ۔ میت کے بیٹے کے اعتبار سے جنازہ کی نماز پڑھانے کا زیادہ مستحق ہے [2] چہار تکبیر۔ جن میں سے صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے۔ سورۃ فاتحہ اگر دعا کے طور پر پڑھ لی جائے تو مناسب ہے [3] اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اے اللہ ہمارے موجود، غائب، چھوٹے، بڑے، مرد، عورت کی مغفرت فرمائیے۔ اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ جس کو مارے اس کو اسلام پر موت دے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ اے اللہ اس کو ہمارا پیش رو بنا دے اے اللہ اس کو ہمارا سفارشی بنا دے اور اس کو ایسا بنا دے جس کی شفاعت قبول کی گئی ہو۔ اگر لڑکی ہے تو اِجْعَلْہُ کی بجائے اِجْعَلْھَا اور بجائے شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا کے شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً کہے عہ اے اللہ بخش تو ہمارے زندوں کو اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غائبین کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو یا اللہ جس کو تو زندہ رکھے ہم میں سے پس زندہ رکھ تو اس کو اسلام پر اور جس کو مارے تو ہم میں سے پس مار تو اس کو ایمان پر"۔ عام کتابوں میں جنازہ کی دُعا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ تک ہے لیکن حضرت العلامہ مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ بن مولانا سید مظفر حسین الحیدری الحنفی رحمہ اللہ نے زجاجۃ المصابیح ج ۱ ص ۴۶۲ پر اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ۔ ترجمہ۔ یا اللہ محروم نہ کر ہم لوگوں کو اس کے ثواب سے اور نہ فتنہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

هرگاه امام تکبیرِ دیگر گوید همراهِ او تکبیر گفته داخل نماز شود و بعدِ سلامِ امام تکبیراتِ

وقت امام دوسری تکبیر کہے اس کے ساتھ تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو جاتے اور امام کے سلام کے بعد فوت شدہ

اوّل کہ فوت شده قضا کند و نزدِ ابی یوسفؒ انتظارِ تکبیرِ دیگرِ امام ضرور نیست مانندِ

تکبیروں کی قضا کرے اور امام یوسف کے نزدیک امام کی دوسری تکبیر کا انتظار ضروری نہیں اس

کسے کہ وقتِ تحریمہ امام حاضر باشد و همراهِ امام تکبیرِ تحریمہ نگفت۔ و نمازِ جنازه سوار

شخص کی طرح کہ امام کی تحریمہ کے وقت موجود ہو مگر امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ نہ کہے اور نماز جنازہ گھوڑوں پر

بر اسپاں جائز نیست۔ مسئلہ۔ نمازِ جنازه در مسجد مکروه است۔ مسئلہ۔ نماز بر مُردهٔ

سواری کی حالت میں جائز نہیں ہے مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے نماز غائب

غائب و بر عضوے کمتر از نصف روا نیست مسئلہ۔ طفل بعدِ ولادت اگر آوازؔ کرد بر آں

میت پر (غائبانہ نماز) اور نصف سے کم دھڑ پر جائز نہیں بچہ ولادت کے بعد چلایا (یعنی زندگی کی علامت

نماز کرده شود و اِلّا نہ۔ مسئلہ۔ طفلے کہ از دار الحرب بدونِ مادر و پدر بندی کرده شد

پائی گئی) تو اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے ورنہ نہیں کوئی بچہ دار الحرب سے بغیر والدین کے قید کر لیا گیا۔

یا یکےؔ از پدر و مادرش مسلمان شد یا خود عاقل بود و مسلمان شد دریں هر سہؔ صورت اگر

یا اس کے باپ اور ماں میں سے ایک مسلمان ہوگیا یا بچہ خود عاقل ہو اور وہ مسلمان ہو جائے ان تینوں صورتوں میں اگر اس بچہ کا

آں طفل بمیرد نماز بر وے کرده شود مسئلہ۔ سُنّت آنست کہ جنازه را چہار کس بردارند

انتقال ہو جائے تو اس پر نماز پڑھی جائے گی مسنون یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اٹھائیں اور

و جلد رواں شوند نہ پویاںؔ و همراهیانش پسِ جنازه رواں شوند و تا کہ جنازه بر زمین نہاده

دوڑے بغیر تیز چلیں اور اس کے ساتھی جنازہ کے پیچھے چلیں اور زمین پر جنازہ رکھے جانے سے پہلے

نہ شود نہ نشینند۔ مسئلہ۔ لحد در قبر کرده شود و میت را از جانبِ قبلہ

نہ بیٹھیں قبر میں لحد بغلی بنائی جائے اور میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل

(صفو گزشتہ سے آگے) میں ڈال ہم لوگوں کو اس کے بعد منظور احمد عه اور فرگر لڑکی ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا الخ آخر میں شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا کے بجائے شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً ضمیرہ کی بجائے ھا کو لائے باقی تمام دعا وہی ہے جو لڑکے کے لئے ہے (صفو ہذا) له ہرگاه۔ یعنی انتظار کرے اور جب امام کوئی تکبیر کہے تو پھر اس کے ساتھ شریک ہو۔ قضا کند۔ یعنی وہ تکبیریں جو امام کے ساتھ سے چھوٹ گئی ہیں۔ امام فارغ ہونے کے بعد ادا کرے۔ جائز نیست۔ یعنی بلا ضرورت گھوڑوں پر سوار ہو کر یا بیٹھ کر نماز جنازہ ادا نہ ہوگی۔ مسجد۔ جس میں پنج وقتہ نمازیں ادا ہوتی ہوں غائب۔ یعنی۔ اگر جنازہ موجود نہیں ہے تو نماز درست نہیں ہے۔ کمتر از نصف۔ اگر مع سر کے آدھا دھڑ ہو تو نماز درست ہوگی۔

سه آواز کرد۔ یعنی کوئی ایسی علامت پائی گئی ہو جس سے معلوم ہو کہ زندہ پیدا ہوا تھا۔ دار الحرب۔ کفار کا ملک۔ بندی۔ قیدی۔ عاقل۔ اچھے برے کو سمجھنے والا سه ہر سہ صورت۔ یعنی ماں باپ کے ساتھ قید ہو کر آیا یا ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی مسلمان ہوگیا ہو یا بچہ کچھ بوجھ کر مسلمان ہوا۔ سه نہ پویاں۔ یعنی نہ جنازہ کو بہت آہستہ آہستہ لے کر چلنا چاہئے نہ بہت تیز۔ پس جنازہ۔ یعنی جنازہ کے پیچھے رہیں اور آہستہ آہستہ ذکر خداوندی کرتے رہیں۔ نہ نشینند۔ جب جنازہ کاندھوں سے اتار دیا جائے تو پھر کھڑے بھی نہ رہیں۔ لحد۔ بغلی۔
عه بلکہ جب امام تکبیر کہہ چکا تب وہ تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہو۔ یعنی جس طرح اس شخص کو دوسری تکبیر کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔ اسی طرح جو شخص امام کے تکبیر کہنے کے بعد حاضر ہو اس کو بھی تکبیر کہہ کر داخل ہونا چاہئے۔ دوسری تکبیر کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔

داخلِ قبر کردہ شود و وقتِ نہادن بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ گفتہ شود و روئے

کیا جائے اور قبر میں رکھتے وقت بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ پڑھیں اور چہرہ

بسوئے قبلہ کردہ شود و قبرِ زن پوشیدہ شود و خشتِ خام یا نے نہادہ خاک انپاشتہ شود

قبلہ رُخ کر دیا جائے اور عورت کی قبر پر پردہ کھینچا جائے (اور پھر میت قبر میں رکھی جائے) اور قبر میں کچی اینٹیں

و قبر مثلِ کوہانِ شتر کردہ شود و خشتِ پختہ و چونہ و چوب دراں کردن مکروہ است

یا نرسل رکھ کر مٹی سے پاٹ کر قبر اونٹ کی کوہان جیسی بنادی جائے۔ پکی اینٹوں اور لکڑی اور چونہ کا استعمال مکروہ ہے

مسئلہ۔ آنچہ بر قبورِ اولیاء عمارتہائے رفیع بنا می کنند و چراغاں روشن می کنند و ازیں

اولیاء اللہ کی قبور پر بلند عمارتیں تعمیر کرنا اور چراغ روشن کرنا اور اسی نوع کی

قبیل ہر چہ می کنند حرام است یا مکروہ مسئلہ۔ اگر بدون خواندن نمازِ جنازہ مُردہ دفن

دوسری چیزیں جو لوگ کرتے ہیں وہ حرام ہیں یا مکروہ اگر نماز پڑھے بغیر میت دفن کر دی گئی

کردہ شد بر قبر نمازِ جنازہ خواندہ شود تا سہ روز و بعدِ سہ روز نماز بر قبر جائز نیست نزدِ

تو تین دن تک (تدفین کے بعد سے ۳ دن کے اندر) قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور تین دن کے بعد قبر پر نمازِ جنازہ

امام اعظمؒ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد ہفت سال قریبِ وفاتِ خود شہدائے اُحد

جائز نہیں ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ یہی فرماتے ہیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سات سال کے بعد وصال سے قریب

نمازِ جنازہ خواندہ شاید کہ ایں خصوصیتِ شہداء باشد کہ بدنِ آنہا منفسخ نمی شود۔

شہدائے اُحد پر نمازِ جنازہ (یا محض دُعا) پڑھی تھی شاید کہ یہ ان شہداء کی خصوصیت ہو کہ ان کے بدن نہیں پھٹتے

فصل۔ در شہید۔ کسے کہ از دستِ اہلِ حرب یا اہلِ بغی یا قطاع الطریق کُشتہ شود

شہید کے بیان میں کوئی شخص دار الحرب کے لشکر (کافروں کے لشکر) یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا جائے

۱؎ بسم اللہ۔ یعنی ہم اس مُردے کو اللہ کے نام کے ساتھ رسول اللہ کی ملت کے سپرد کرتے ہیں۔ خشتِ خام۔ کچی اینٹ جس کو آگ میں نہ پکایا گیا ہو نے۔ نرسل۔ انپاشتہ شود۔ دفن کرنے والوں کو چاہیئے کہ ہر آدمی تین لپ بھر کر مٹی دے۔ پہلی بار۔ منھا خلقنٰکم اور دوسری بار وفیھا نعیدکم اور تیسری بار ومنھا نخرجکم تارۃ اخری پڑھے۔ عمارتہائے رفیع۔ بلند عمارتیں۔ جیسے اس زمانے کے قبے۔ وازیں قبیل۔ جیسے چادر، غلاف یا سائبان۔ سہ روز۔ یعنی جب تک مُردے کا جسم سڑا گلا نہ ہو۔ بعض علماء دفن کرنے کے بعد مُردہ کو تلقین کرنے کے قائل ہیں اور اس کی یہ صورت ہے کہ مردہ کو خطاب کرکے پڑھا جائے۔ یا فلاں بن فلاں اذکر دینک الذی کنت علیہ وقل رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا۔

۲؎ نمازِ جنازہ؛ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ نماز نہ تھی بلکہ صرف دعا تھی۔ خصوصیت۔ اس مشاہدہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مُردے سالوں بعد بھی بعینہٖ اسی حالت میں دیکھے گئے ہیں جس حالت میں ان کو دفن کیا گیا تھا اور شہدائے احد کے بارے میں تاریخی ثبوت ہے کہ ان میں سے بعض کے جسموں کو منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ان کے جسم میں کسی قسم کا تغیر نہیں پایا گیا۔

۳؎ اہلِ حرب۔ یعنی کفار کا وہ لشکر جو مسلمانوں کے لشکر سے برسرِ پیکار ہو۔ اہلِ بغی۔ یعنی وہ مسلمان جو کسی برحق خلیفہ سے برسرِ پیکار ہوں۔ قطاع الطریق۔ ڈاکو۔ رہزن

یا در جنگ یافتہ شد بروے اثرِ[1] قتل است یا او را مسلمانے بہ ظلم کشتہ و دیت از

یا میدانِ جنگ میں ملے اور اس پر قتل کی علامت ہو یا اسے کوئی مسلمان ظلماً قتل کر دے اور دیت

قتلِ او واجب نہ شد و آں کس طفل یا دیوانہ یا مجنب یا زنِ حائضہ نیست و پیش از

(خونبہا) اس کے قتل سے واجب نہ ہوئی ہو (بلکہ قتل کرنے والے پر قصاص آتا ہو) اور وہ مقتول بچہ (نابالغ) یا پاگل یا جنبی (جسے غسل کی ضرورت ہو)

مُردن از خوردن یا آشامیدن یا علاج کردہ شدن یا بیع و شراء یا وصیت کردن منتفع

نہیں یا وہ حائضہ عورت نہیں اور مرنے سے قبل اس نے کچھ کھانے پینے یا علاج کرنے یا خرید و فروخت یا وصیت کرنے سے نفع نہ اٹھایا

نہ شدہ و نمازے بعد زخمی شدن بروے فرض نہ شدہ آنکس شہید است او را غسل نہ

ہو اور اس کے مجروح ہونے کے بعد ایک نماز بھی اس پر فرض نہ ہوئی ہو (اتنا وقت نہ گزرا ہو) تو وہ شہید ہے اسے غسل نہ دینا

باید داد و در پارچہ بدنش[2] دفن باید کرد لیکن بروے نماز باید خواند و اگر ایں شروط

چاہئے اور اس کے بدن کے کپڑوں میں اسے دفن کر دینا چاہئے لیکن اس پر نماز پڑھنی چاہئے اور اگر یہ شرطیں نہ

نیافتہ شد و ظلماً[3] کشتہ شد اگرچہ ثواب شہادت یابد لیکن غسل و کفن دادہ شود و اگر در

پائی جائیں اور ظلماً مارا جائے تو اگرچہ شہادت کا ثواب ملے گا مگر غسل اور کفن دیا جائے گا اور اگر حد

حدؔ یا قصاص کشتہ شد شہید نیست غسل دادہ شود و بروے نماز خواندہ شود و اگر قاطع

یا قصاص میں مارا جائے تو شہید نہیں غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی اور اگر ڈاکو یا

طریق یا باغی کشتہ شد غسل دادہ شود و نماز بروے نخواندہ شود۔

باغی مارا جائے تو نہ اسے غسل دیا جائیگا اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی

فصل۔ در ماتم۔ اگر زنے را شوہر فوت شود بروے ماتم کردن تا چہار ماہ دہ روز ایامِ

سوگ کا بیان۔ اگر عورت کا خاوند فوت ہوگیا تو اس پر چار ماہ دس دن تک عدت واجب ہے

عدت واجب است زینت نہ کند و پوشیدنِ پارچہ معصفر و زعفرانی و استعمالِ

(ان ایام میں) زینت نہ کرے اور کسم کے پھولوں سے رنگے ہوئے (یا دوسرے رنگوں سے رنگے ہوئے) کپڑے اور زعفرانی کپڑے پہننے اور خوشبو و تیل

خوشبو و روغن و سرمہ و حنا ترک کند مگر بعذر و از خانۂ شوہر برنیاید مگر روزانہ

کے استعمال اور سرمہ و مہندی سے احتراز کرے البتہ عذر ہو تو درست ہے اور خاوند کے گھر سے باہر نہ نکلے البتہ

[1] اثرِ قتل۔ جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنی طبعی موت نہیں مرا۔ دیت۔ یعنی مال۔ واجب نہ شد۔ بلکہ قاتل پر قصاص واجب ہوا ہو یعنی قاتل نے اس کو عمداً قتل کرنے والے آلے سے قتل کیا ہو۔ مجنب۔ بے غسل۔ از خوردن۔ یعنی دنیاوی کوئی نفع نہ اٹھایا ہو بلکہ فوراً ہی مرگیا ہو۔ نمازے۔ یعنی اس قدر بھی زندہ نہ رہا ہو کہ اس پر کوئی نماز فرض ہو جائی۔ غسل نباید داد۔ اور شہدائے احد کو نہ غسل دیا گیا اور نہ ان کا لباس تبدیل کیا گیا بلکہ ان ہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا گیا۔ [2] پارچہ بدنش۔ البتہ وہ اگر کم ہوں تو اضافہ کر دیا جائے اور زیادہ ہوں تو کم کر دیئے جائیں۔ [3] ظلماً کشتہ شد۔ مثلاً کسی سڑک پر مقتول پایا گیا اور قاتل کا پتہ نہ چلا یا ایسے طور پر قتل کیا گیا ہے کہ قاتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت واجب ہوتی ہے یا زخمی ہونے کے بعد اس نے دنیوی منافع حاصل کر لئے ہیں۔ حد۔ مثلاً زنا کی سزا میں مارا گیا۔ قصاص۔ کسی کو قتل کیا تھا اس کے عوض قتل کیا گیا ہے۔ ماتم۔ سوگ۔ فوت شود۔ مرجائے زینت۔ مثلاً زیور یا ریشمی لباس پہننا۔ معصفر۔ کسمب کے پھولوں کے رنگ سے رنگا ہوا۔ حنا۔ مہندی۔ بعذر۔ کسی بیماری کی وجہ سے ان چیزوں کے استعمال کی ضرورت ہو۔ روزانہ۔ ہر روز

برائے ضرورت وشبانہ ہماں جاباشد مگر درصورتے کہ بجبر از خانہ بدر کردہ شود یا خانہ منہدم

دن میں ضرورتاً نکل سکتی ہے مگر رات وہیں گزارے البتہ اس شکل میں کہ گھر سے باہر نکال دی جائے یا گھر گر جائے

شود یا خوف کند بر نفس یا بر مالِ خود و اگر سوائے شوہر دیگرے از اقربائے زن فوت شود

یا اپنی جان یا مال کا خطرہ ہو تو باہر نکل سکتی ہے اگر شوہر کے علاوہ عورت کے رشتہ داروں میں سے اور کوئی مرجائے تو

سہ روز ماتم کردن جائز است و زیادہ از سہ روز حرام است مسئلہ۔ غم کردن بدل

تین دن تک سوگ جائز ہے اور تین دن سے زیادہ حرام ہے مردہ پر دل سے

و گریستن از چشم بر مُردہ جائز است و آواز بلند کردن در گریہ و نوحہ کردن و گریبان

غم کرنا اور اشکبار ہونا جائز ہے اور آواز سے رونا اور بین کرنا اور گریبان چاک کرنا

چاک کردن و دست بر سَر و رُو زدن حرام است مسئلہ۔ اکثر احادیث صحاح

اور چہرہ پر مارنا حرام ہے صحاح کی اکثر

دلالت دارند بر آنکہ میّت بہ سبب نوحہ کردنِ اہلِ او عذاب کردہ می شود و

احادیث سے ثابت ہے کہ میت پر اس کے گھر والوں کے نوحہ کرنے اور بین کے باعث عذاب ہوتا ہے اور

دریں باب علماء را اقوالِ مختلف اند و مختار نزدِ فقیر آنست کہ اگر مُردہ در حالتِ حیات

اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں راجح مصنفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر مُردہ اپنی زندگی میں

خود بنوحہ عادت داشتہ باشد یا بداں وصیت کردہ باشد یا بداں راضی باشد یا می دانست

نوحہ کا عادی تھا یا وہ اس کی وصیت کر گیا ہو یا اس پر راضی رہا ہو یا اس سے

کہ اہلِ من بر من نوحہ می خواہند کرد و آنہا را ازاں منع نہ کرد دریں صورتہا میت

واقف ہوتے ہوئے کہ میرے گھر والے مجھ پر نوحہ کریں گے اس نے انہیں نہ روکا ہو تو ان صورتوں میں اس پر گھر والوں

عذاب کردہ شود بنوحۂ اہلِ او و اِلاّ عذاب نہ کردہ شود مسئلہ۔ سُنّت آنست کہ

کے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوگا ورنہ عذاب نہ ہوگا مسنون یہ ہے مصیبت کے

در مصیبت اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ گوید و صبر کند مسئلہ۔ طعام فرستادن

وقت انا للہ الخ کہے اور صبر کرے مصیبت (انتقال)

لہ ضرورت۔ بازار سے سودا لاکر دینے والا کوئی نہیں ہے۔ منہدم شود۔ گر جائے۔ بر مالِ خود۔ یعنی شوہر کا گھر ایسی جگہ ہے کہ تنہائی میں یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس عورت کو مار ڈالے گا یا اس کا مال چرالے گا۔ اقربا۔ رشتہ دار۔ از سہ۔ ہاں اگر طرفین میں سے کوئی سفر میں ہوگا اور تین روز کے بعد واپس آیا ہے تو تعزیت کی جاسکتی ہے لہ نوحہ کردن۔ آواز سے رونا۔ احادیث صحاح۔ صحیح حدیثیں۔ حدیث میں آیا ہے ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ یعنی مردہ کو اہلِ میت کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ مختلف اند۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اہلِ میت کے رونے سے مردے کے عذاب کا کوئی تعلق نہیں ہے لہ حیات۔ زندگی۔ وصیت کردہ۔ یعنی ورثاء سے کہہ کر مرا ہو کہ میرے اوپر خوب نوحہ کرنا۔ عذاب کردہ شود۔ چونکہ ان تمام صورتوں میں ان کے نوحہ کرنے کی ذمہ داری اس مردے پر آتی ہے۔ انا للہ الخ۔ ہم سب خدا کے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ عہ کہ بعض اہلِ خانہ کے نوحے کے سبب سے عذاب کے قائل ہیں اور بعض منکر ہیں اور وہ اس بارے میں وارد صحیح احادیث کی تاویلیں کرتے ہیں۔

برائے اہلِ میّت روزِ مصیبت سُنّت است۔

کے دن میّت کے گھر والوں کے لئے کھانا بھیجنا مسنون ہے

فصل۔ زیارتِ قبور[1] مرداں را جائز است نہ زناں را وسنّت آنست کہ در مقابر رفتہ

زیارتِ قبور مردوں کے لئے جائز ہے عورتوں کے لئے جائز نہیں مسنون ہے کہ قبرستان جاکر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ

السلام علیکم اے قبروں کے رہنے والے مسلمانوں اور مومنین میں سے تم ہم سے پہلے پہنچے ہو اور ہم

تَبَعٌ وَّاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ

تمہارے پیچھے پہنچنے والے ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم تمہارے ساتھ ملیں گے اللہ تعالےٰ رحم کرے ہم سے اگلوں اور پچھلوں پر

اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَيَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ

(یعنی زندوں اور مردوں پر) ہم اللہ تعالےٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں بخش دے اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور رحم کرے اللہ ہم پر اور تم پر

گوید از امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی است از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص

والسلام کہ ھر کہ بمقابر گزرد وقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یازدہ بار خواندہ بہ مردگاں

قبرستان سے گزرے وہ گیارہ مرتبہ "قل ھو اللہ احد" پڑھ کر مُردوں کو بخش دے تو مُردوں کی

بہ بخشد[2] موافق شمار مُردگان او را ہم ثواب دادہ شود و از ابی ھریرہؓ مروی است

تعداد کے مطابق اسے بھی ثواب ملے گا اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

مرفوعاً کہ ھر کہ فاتحہ واخلاص وسورۂ تکاثر خواندہ برائے مُردگان ثواب آں

ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھ کر مُردوں کو بخش دے تو مُردے اس کے لئے

گرداند مُردگان برائے او شفیع باشند و از انسؓ است مرفوعاً کہ ھر کہ سورۂ

شفاعت کریں گے۔ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص قبرستان میں سورۂ

یٰسین در مقابر بخواند آنہا را تخفیف[3] کند حق تعالےٰ و ایں را ثواب بعددِ آنہا باشد

یٰسین پڑھے (اور اس کا ثواب بخش دے) تو اللہ تعالیٰ مُردوں پر عذاب میں کمی کر دیتے ہیں اور مُردوں کی تعداد کے برابر اسے ثواب ملتا ہے

[1] زیارت۔ قبر کے پاس پہنچ کر السلام علیکم یا اھل القبور الخ پڑھے اور مُردوں کے لئے مغفرت کی دُعا کرے۔ موت کو یاد کر کے اپنا انجام سوچے۔ قبر یا اس کے اطراف سے کسی چیز کو نہ چھوئے نہ بوسہ دے نہ وہاں کھائے نہ پیئے نہ سوئے نہ چراغاں کرے اور نہ گانے بجائے۔ قبر کا طواف کرنا یا قبر کو سجدہ کرنا شرک و کفر کا سبب ہے السلام علیکم الخ اے مسلمان مومن قبر والو تم پر سلام ہے۔ تم ہمارے پیش رو ہو۔ ہم تمہارے پیچھے ہیں اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس پہنچتے ہیں۔ خدا ان میں سے ہم پر بھی رحم کرے جو پہلے پہنچے ہیں اور ان پر بھی جو بعد میں پہنچنے والے ہیں۔ میں اللہ سے تمہارے اور اپنے لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ خدا ہماری تمہاری مغفرت کرے اور ہم اور تم پر رحم کرے [2] موافق شمار۔ یعنی اس کے پڑھنے کا ثواب جس قدر مُردوں کو ملے گا۔ مرفوعاً۔ یعنی حضرت ابوھریرہؓ نے آنحضورؐ سے یہ بات نقل کی ہے۔ شفیع۔ سفارش کرنے والا۔ مقابر۔ قبرستان۔ [3] تخفیف کند۔ مُردوں سے عذاب کی کمی ہوتی ہے۔

مسئلہ۔ اکثر محققین بر آنند کہ اگر کسے مُردہ را ثواب نماز یا روزہ یا صدقہ یا دیگر عبادات[1]

اکثر محققین (علماء) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مُردہ کو نماز یا روزہ یا صدقہ یا کسی اور مالی یا

مالی یا بدنی بہ بخشد می رسد مسئلہ۔ سجدہ کردن بسوئے قبورِ انبیاء و اولیاء و طواف گردِ

بدنی عبادات کا ثواب بخشے تو وہ پہنچتا ہے انبیاء اور اولیا کی قبروں کو سجدہ کرنا اور قبور کے ارد گرد طواف

قبور کردن و دُعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزھا

کرنا اور ان سے دُعا مانگنا اور ان کے لئے نذر قبول کرنا حرام ہے بلکہ یہ چیزیں

ازاں بکفر می رساند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بر آنہا لعنت گفتہ و ازاں منع فرمودہ و گفتہ کہ قبر مرا بُت[2] نہ کنند

کفر تک پہنچا دیتی ہیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی اور ان سے منع فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ میری قبر کو بت نہ بناؤ

کتابُ الزکٰوۃ

رکن[3] دوم از ارکانِ اسلام زکوٰۃ است چوں بعضے قبائلِ عرب بعد وفاتِ رسول اللہ

اسلام کے ارکان میں سے دوسرا رکن زکوٰۃ ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے

صلی اللہ علیہ وسلم خواستند کہ زکوٰۃ نہ دہند ابوبکر صدیق قصدِ جہاد بآنہا فرمود و بر آں

بعد بعض قبائلِ عرب نے چاہا کہ زکوٰۃ نہ دیں تو حضرت ابوبکر صدیق رض نے ان سے جہاد کا قصد فرمایا اور

اجماع منعقد شد مُنکرِ وجوب زکوٰۃ کافر است و تارکِ آں فاسق مسئلہ۔ زکوٰۃ واجب

اس پر اجماع ہوگیا کہ زکوٰۃ کے وجوب کا منکر کافر اور ترک کرنے والا فاسق ہے زکوٰۃ ہر

است بر ہر مسلم عاقل بالغ کہ مالکِ نصاب باشد و فارغ باشد آں نصاب از

عاقل و بالغ مسلمان پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو اور مال اصل ضرورتوں سے اور قرض سے فارغ و

حوائج[4] اصلیہ و دین و نامی باشد و بروے سالِ تمام گزشتہ باشد۔

زائد اور بڑھنے والا ہو (حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والا ہو) اور اس پر پورا سال گزر گیا ہو

[1] عباداتِ مالی۔ جو عبادت مال کے ذریعے ادا ہو جیسے زکوٰۃ۔ عبادتِ بدنی۔ جو بدن کے ذریعے ادا ہو جیسے نماز۔ طواف۔ چکر لگانا۔ چیزھا۔ مثلاً عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا [2] بُت نہ کنند۔ مشرک لوگ بتوں کا چکر کاٹتے ہیں۔ ان پر نذریں چڑھاتے ہیں [3] رکن دوم۔ پہلا رکن نماز ہے۔ قرآنِ پاک میں بیاسی جگہ نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا ذکر آیا ہے۔ نہ دہند۔ کچھ قبائل تو اسلام سے پھر گئے تھے کچھ نے یہ کہا تھا کہ اپنی زکوٰۃ نکال کر خود صرف کر دیا کریں گے خلیفہ کو نہ دیں گے۔ کافر است۔ خواہ نماز پڑھے اور کلمہ شہادت پڑھے۔ تارک۔ جو زکوٰۃ کو واجب مانتا ہے اور ادا نہیں کرتا۔ حُر۔ آزاد۔ لہٰذا غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ بالغ۔ لہٰذا بچہ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ نصاب۔ مال کی وہ مقدار جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے [4] حوائج اصلیہ۔ اصلی ضرورتیں۔ جیسے کھانا پینا، پہننا، رہائشی مکان، مطالعہ کی کتابیں۔ دستکاروں کے آلات۔ دین۔ یعنی ایسا قرض جس کا مطالبہ کرنے والا کوئی انسان نہ ہو۔ نامی۔ بڑھنے والا۔ خواہ حقیقۃً بڑھاؤ ہو۔ جیسا کہ حیوانات میں بچوں کی پیدائش کی وجہ سے بڑھاؤ ہوتا ہے یا حکمی بڑھاؤ ہو۔ جیسا کہ رکھا ہوا پیسہ کہ اس میں اگرچہ فی الحال کوئی اضافہ نہیں ہو رہا ہے لیکن اگر کاروبار کیا جاتا تو اس میں بڑھاؤ ہوتا۔ سال۔ یعنی چاند کے مہینوں کا سال۔

مسئلہ۔ اگر بعدِ ملکِ نصاب پیش از تمام سال زکوٰۃ یک سال یا زکوٰۃ چند سال

اگر مالک نصاب ہونے کے بعد سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ سال بھر کی یا چند برس کی زکوٰۃ

پیشگی ادا کرد ادا شود[1] مسئلہ۔ اگر مالکِ یک نصاب زکوٰۃ چند نصاب داد و بعد ادائے

پیشگی دیدے تو ادا ہوجائے گی اگر ایک نصاب کا مالک چند نصابوں کی زکوٰۃ دے اور مذکور زکوٰۃ

زکوٰۃ مذکور مالک چند نصاب شد تاہم ادا جائز باشد مسئلہ۔ زکوٰۃ در مالِ صبی و

کی ادائیگی کے بعد چند نصابوں کا مالک ہو جائے تب بھی ادائیگی درست ہوگی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک

مجنون واجب نشود نزدِ امام ابوحنیفہؒ و نزدِ ائمۂ ثلاثہ واجب شود و ولی[2] از طرف او

بچہ اور پاگل کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہوتی ہے اور ولی

ادا کند۔ مسئلہ۔ در مالِ ضمار یعنی مالیکہ گم شدہ باشد یا در دریا افتادہ باشد یا کسے

اس کی طرف سے ادا کرے مالِ ضمار یعنی وہ مال جو گم ہو جائے یا دریا میں گر گیا ہو یا کسی

غصب کردہ باشد و بر آں شہود نہ باشند یا در صحرا مدفون بود و مکانش فراموش شدہ باشد

نے غصب کرلیا ہو اور اس پر گواہ نہ ہوں یا جنگل میں مدفون تھا اور اس کی جگہ بھول جائے

یا دین باشد بر کسے و مدیون منکر باشد و شہود بر آں نباشند یا بادشاہ یا مانندِ آں یعنی کسے

یا کسی پر قرض ہو اور وہ قرض کا منکر ہو اور اس پر گواہ نہ ہوں یا بادشاہ یا اس کے مانند یعنی ایسا

کہ فریادِ او نزدِ دیگرے ممکن نباشد بہ مصادرہ گرفتہ باشند دریں چنیں مالِ زکوٰۃ واجب

شخص کہ اس کی فریاد دوسرے شخص کے پاس ممکن نہ ہو (اور وہ بادشاہ وغیرہ) یہ مال ضبط کرلے تو اس طرح کے مال پر زکوٰۃ واجب

نیست و اگر ایں مال باز بدست آید بابتِ ایامِ گذشتہ واجب نشود و اگر دین باشد بر مقر

نہیں ہے اور اگر یہ مال پھر ہاتھ آجائے تو گذرے ہوئے دنوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اگر قرض کا اقرار کرنے والے پر قرض ہو

اگرچہ مفلس باشد یا بر آں دین شہود باشند یا در علمِ قاضی باشد یا در خانہ مدفون باشد و

خواہ وہ مفلس ہو یا اس دین پر گواہ موجود ہوں یا قاضی کے علم میں ہو یا گھر میں مدفون ہو اور

مکانِ آں فراموش شدہ باشد دریں چنیں مالِ زکوٰۃ واجب است بابتِ ایامِ گذشتہ نیز۔

اس کی جگہ بھول گیا ہو تو ایسے مال میں زکوٰۃ واجب ہے اور گذرے ہوئے دنوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی

[1] ادا شود۔ چونکہ نصاب کی موجودگی کی وجہ سے اصل وجوب ہو چکا ہے۔ یک نصاب۔ مثلاً کسی کے پاس پانچ اونٹ تھے اور اس پر ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہوتی ہے۔ اس نے ایک بکری کی بجائے دو بکریاں دے دیں۔ جو دس اونٹوں کی زکوٰۃ ہے۔ پھر اس کے پاس دس اونٹ ہو گئے تو پہلی دی ہوئی دو بکریاں ہی ان مزید پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ سمجھی جائے گی۔

[2] ولی۔ سرپرست۔ ضمار۔ وہ مال کہلاتا ہے جو کسی کی ملکیت میں ہو لیکن اس سے فی الحال مالک کوئی فائدہ نہ اٹھا رہا ہو۔ غصب۔ چھین لینا۔ شہود۔ گواہ۔ دین۔ قرض۔ مدیون۔ مقروض۔ مصادرہ۔ ضبطی۔ مفلس باشد۔ تو اس سے آج نہیں کل وصول ہو سکے گا۔ در خانہ مدفون۔ چونکہ ایسے مال کا تلاش کرلینا ممکن ہے۔

مسئلہ. دین[1] هرگاه وصول شود زکوٰة آں داده شود و اگر دین بدل[2] تجارت باشد بعد

قرض جب بھی وصول ہو جائے اس کی زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر قرض بدل تجارت ہو تو چالیس درہم

قبض چهل درم زکوٰة دهد و اگر دَین بدل مال باشد نه بابت تجارت مثل ضمانِ

پر قبضہ کے بعد ایک درہم زکوٰۃ دیدے اگر دین (قرض) بدل تجارت نہیں بلکہ بدل مال ہو مثلاً غصب کردہ مال

مغصوب زکوٰة آں بعد قبضِ نصاب داده شود و اگر دین بدلِ غیر مال باشد چوں مهر و

کا ضمان تو قبضہ کے بعد اس کی زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر قرض مال کے علاوہ کا بدل ہو مثلاً مہر (جو

بدلِ خلع و مانندِ آں بعد قبضِ مال نصاب و گزشتن سال زکوٰة داده شود نزدِ امام اعظم رح

ملک بضع کا بدل ہے) اور بدل خلع اور ان کے مانند تو بقدر نصاب پر قبضہ اور سال گزرنے کے بعد امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک زکوٰۃ

و نزدِ صاحبین آنچه قبض کند مطلقاً[3] زکوٰة آں دهد مگر دیت و ارشِ جنایت و بدلِ کتابت

دی جائے گی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک جتنے پر قابض ہو اس کی زکوٰۃ مطلقاً (چاہے نصاب کی مقدار ہو یا نہ ہو) دیدے

ایں را بعد قبضِ نصاب و گزشتن سال برآں زکوٰة دهد. مسئله. برائے ادائے زکوٰة نیت

لیکن اور کسی کو نقصان پہنچانے کا تاوان اور بدل کتابت (غلام کو آزاد کرنے پر ملنے والا معاوضہ) ان میں بقدر نصاب کے قبضہ کرنے اور اس پر سال گزرنے پر زکوٰۃ دے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ادا

وقتِ ادا یا وقتِ جدا کردن قدر زکوٰة از دیگر مال شرط است مسئله. اگر

کرتے وقت یا زکوٰۃ کی مقدار دوسرے مال سے الگ کرتے وقت نیت شرط ہے اگر

بدونِ نیتِ زکوٰة تمام مال را صدقه کرد زکوٰة ساقط شود و اگر مال را صدقه

زکوٰۃ کی نیت کے بغیر پورا مال صدقہ کردے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اور اگر مال کا کچھ حصہ

کرد نزد ابی یوسف رح هیچ ساقط نه شود و نزد محمد رح هر قدر که صدقه کرد

صدقہ کردے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک زکوٰۃ کا کوئی حصہ ساقط نہ ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک جتنی مقدار کا صدقہ کرے اس حصہ کی

---

[1] دَین ۔ قرض تین طرح کے ہیں (۱) ضعیف قرض ۔ وہ قرضہ ہے جس کا بدون کسی فعل اور بغیر کسی چیز کے بدلے کے مالک ہو جائے جیسے میراث یا فعل کے ذریعے مالک ہوا ہو لیکن وہ کسی چیز کا بدلہ نہ ہو جیسے وصیت یا فعل کے ذریعے ہوا اور کسی چیز کے بدلے میں مالک ہو لیکن وہ چیز مال نہ ہو جیسے کہ مہر وغیرہ اس قسم کے قرضے وصول ہوں گے تو ان پر زکوٰۃ جب واجب ہوگی جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جائیں اور ایک سال بھی گزر جائے (۲) وسطِ قرض ۔ وہ قرض ہے جو کسی پر واجب ہوا ہو کسی مال کے بدلے میں لیکن وہ مال تجارتی نہیں ہے جیسا کہ کسی نے کسی کے پہننے کے کپڑے یا خدمت کا غلام لے لیا ہے تو اس کی قیمت جو لینے والے کے ذمے قرض ہے وہ اس قسم کا قرض کہلائے گی ۔ یہ قرض جب وصول ہوگا تو اس میں زکوٰۃ جب واجب ہوگی جب کہ وصول شدہ رقم نصاب کی بقدر ہوگی لیکن سال گزرنا اس میں ضروری نہیں (۳) قوی قرض ۔ یہ وہ قرض کہلائے گا جو تجارتی مال کے عوض کسی پر واجب ہوا ہو ۔ اس قرض میں سے جب بھی چالیس درہم وصول ہونگے فوراً ایک درہم زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی ۔

[2] بدلِ تجارت ۔ مثلاً دو سو درہم میں ایک تجارتی گھوڑا فروخت کیا ہے ۔ اس میں سے جب بھی چالیس درہم وصول ہوں گے ۔ ایک درہم زکوٰۃ دینا ہوگی ۔

[3] مطلقاً ۔ یعنی خواہ نصاب کی بقدر ہو یا نہ ہو ۔ سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو ۔ دیت ۔ خون بہا ۔ ارشِ جنایت ۔ کسی کے بدن کو کچھ نقصان پہنچانے کا بدلہ ۔ بعض مال ۔ مثلاً کسی کے پاس دو سو درہم تھے تو اس پر پانچ درہم زکوٰۃ میں واجب ہو گئے تھے ۔ اب اگر اس نے سو درہم کا صدقہ کر دیا اور اس میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت نہ کی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک باقی سو میں سے ہی پانچ درہم ادا کرنے ہوں گے ۔ امام محمد رح کے نزدیک ڈھائی درہم دینے پڑیں گے ۔

زکوٰۃ حصۂ آں ساقط شد مسئلہ۔ اگر اول سال و آخر سال نصاب کامل بود و
زکوٰۃ ساقط ہو گئی اگر سال کے اوّل اور آخر میں نصاب زکوٰۃ پورا ہوا اور

درمیانِ سال ناقص شود زکوٰۃِ تمام سال واجب شود و نقصانِ میانہ معتبر نیست
سال کے درمیان ناقص (کم) ہو گیا تو پورے سال کی زکوٰۃ واجب ہو گی اور سال کے درمیان کی کمی ناقابل اعتبار ہے

مسئلہ۔ مالِ نامی کہ در آں زکوٰۃ واجب شود سہ قسم است یکے نقد زر و سیم خواہ
مالِ نامی جس میں زکوٰۃ واجب ہو اس کی تین قسمیں ہیں ایک نقد یعنی سونا چاندی چاہے

مسکوک[۱] بود یا تبر یا زیور یا ظروفِ طلاء و نُقرہ نصاب زر بست مثقال است
اس پر شاہی ٹھپہ لگا ہوا ہو یا پترا ہو یا زیور یا سونے چاندی کے برتن سونے کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی

کہ ہفت و نیم تولہ باشد و نصاب[۲] سیم دو صد درم است کہ پنجاہ و شش روپیہ
ساڑھے سات تولہ اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے کہ دہلی کے سکّہ کے اعتبار سے اس

سکۂ دہلی وزن آں می شود و مقدارِ زکوٰۃ واجب از ہر دو جنس چہلم حصہ است
کا وزن ۵۶ روپے ہوتا ہے اور سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کی واجب مقدار چالیسواں حصہ ہے اور

و اگر کم از نصاب زر باشد و ہمچنیں سیم نزدِ امام اعظمؒ ہر دو را باعتبار قیمت یک
اگر سونے کا نصاب پورا نہ ہو اور اسی طرح چاندی کا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دونوں کو باعتبار قیمت

جنس کردہ نصاب اعتبار کردہ شود و منفعت[۳] فقیر مرعی داشتہ شود و نزدِ صاحبینؒ باعتبار
ایک جنس کرکے نصاب پورا کر دیا جائے گا اور منفعتِ فقیر کا لحاظ رکھا جائے گا[۴] امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے

اجزاء نصاب کامل کردہ می شود پس اگر صد درم سیم و دہ مثقال زر باشد باتفاق
نزدیک اجزا کے اعتبار سے نصاب پورا ہو جاتا ہے[۵] لہٰذا اگر سو درہم چاندی اور دس مثقال سونا ہو تو باتفاق

[۱] مسکوک۔ جس پر شاہی ٹھپہ لگا ہوا ہو جیسے روپیہ یا اشرفی۔ تبر سونے چاندی کا پترا۔ بست مثقال۔ زکوٰۃ کے مسائل میں جس دینار کا اعتبار ہے وہ مثقال کے ہم وزن ہوتا ہے تو سونے کا نصاب اس حساب سے ساڑھے سات تولے ہوتا ہے جس کا چالیسواں حصہ دو ماشہ دو رتی ہوتا ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ مرحوم دہلوی نے سونے کا نصاب سات تولے آٹھ ماشے چار رتی بتایا ہے جس میں زکوٰۃ دو ماشہ ڈھائی رتی ہوتی ہے [۲] نصاب سیم۔ چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے۔ درہم تین ماشے ایک رتی دو جَو وزن کا ہوتا ہے اور رتی پونے تین جَو کی ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے دو سو درہم ترپن تولے سات ماشے ایک رتی سوا جَو کے ہوتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مرحوم نے چاندی کا نصاب چَون تولے دو ماشے تحریر فرمایا ہے جس کا چالیسواں حصہ ایک تولہ چار ماشے تین رتی بتایا ہے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چھپن روپیہ سکۂ دہلی کو نصاب قرار دیا ہے۔ اس وقت دہلی میں پورا ایک تولہ کا روپیہ نہ تھا۔ موجودہ روپیہ پورا ایک تولہ کا ہے لہٰذا اس فرق کو یاد رکھنا چاہئے [۳] منفعتِ فقیر۔ یعنی جس زمانہ میں سونا گراں ہو تو اس کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے اور جس زمانہ میں چاندی گراں ہو اس کی قیمت سونے سے لگا کر سونے کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔ [۴] یعنی جن دنوں میں سونے کی قیمت لگانے میں فقیروں کا فائدہ ہو تو ان دنوں میں سونے کی قیمت لگائی جائے گی اور جن دنوں چاندی کی قیمت لگانے میں فقیروں کا فائدہ ہو تو ان دنوں میں چاندی کی قیمت لگائی جائے گی [۵] یعنی اگر سونے اور چاندی کے اجزاء برابر ہیں تو دونوں کو ملا کر نصاب پورا کیا جائے گا اور اگر اجزاء برابر نہیں ہیں تو نصاب باعتبار قیمت کے پورا نہیں کیا جائے گا۔

زکوٰۃ واجب شود و اگر صد درم سیم و پنج مثقال زر برابر صد درم است زکوٰۃ نزدِ امامِ اعظمؒ[1]

زکوٰۃ واجب ہوگی   اور اگر سو درہم چاندی   اور پانچ مثقال سونا   سو دراہم کے بقدر ہو   تو امام ابو حنیفہؒ کے

واجب شود نہ نزدِ صاحبینؒ[2] مسئلہ اگر زر یا نقرہ مغشوش[3] باشد حکمِ زر و نقرہ

نزدیک زکوٰۃ واجب ہوگی اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہیں ہوگی   اگر سونے یا چاندی میں کھوٹ کی آمیزش ہو تو اس کا حکم خالص

خالص دارد اگر غش در آں مغلوب باشد و اگر غش غالب باشد حکمِ عروض دارد۔ قسمِ

سونے اور چاندی کا سا ہوگا   اگر کھوٹ اس میں مغلوب ہو   اور اگر کھوٹ اس میں غالب ہو   تو ان کا حکم سامان کا سا ہوگا۔   مال

دوم از مالِ نامی مالِ تجارت است مسئلہ ہر مال کہ بہ نیتِ تجارت خریدہ شود در آں

نامی (بڑھنے والے) کی دوسری قسم مال تجارت ہے   ہر وہ مال جو بہ نیتِ تجارت خریدا ہو   اس میں

زکوٰۃ واجب می شود و اگر کسے او را بخشیدہ باشد یا وصیت[3] کردہ باشد یا زن را در مہر مالے بدست

زکوٰۃ واجب ہوتی ہے   اور اگر کسی نے اسے مال عطا کیا ہو   یا وصیت کی ہو   یا عورت کو مہر میں مال ہاتھ

آمدہ باشد یا مرد را در خلع یا در صلح از قصاص مال بدست آمدہ باشد و وقتِ مالک شدن

لگا ہو   یا مرد کو خلع   یا   قصاص سے صلح میں   مال ہاتھ آیا ہو   اور مالک ہونے کے وقت

نیتِ تجارت کرد نزد ابی یوسفؒ در آں زکوٰۃ واجب شود نہ نزدِ محمدؒ[4] مسئلہ اگر در

تجارت کی نیت کرے   تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ امام محمدؒ کے نزدیک محض تجارت کی نیت سے واجب نہیں ہوتی   اگر

میراث مالے بدست آمدہ باشد اگرچہ وقتِ مُردنِ مُورث[5] نیتِ تجارت کرد مالِ

میراث میں مال ہاتھ لگا ہو   اگر مرتے وقت مرنے والا نیت تجارت کرے   وہ مال

تجارت نشود و زکوٰۃ در آں باتفاق واجب نشود مسئلہ اگر غلامے را برائے تجارت

تجارت نہ ہوگا   اور بالاتفاق   اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی   اگر کوئی تجارت کے واسطے غلام خریدے

خرید کرد پس تر نیتِ استخدام کرد مالِ تجارت نماند و اگر برائے استخدام خرید

اس کے بعد خدمت لینے کی نیت کرے تو وہ مال تجارت نہیں رہا۔ اگر خدمت لینے کی غرض سے خریدے پھر تجارت کی

کرد پس تر نیتِ تجارت کرد مالِ تجارت نہ شود تا کہ آں را نفروشد مسئلہ مالِ تجارت

نیت کرے تو مال   تجارت   نہیں   ہوا۔ یہاں تک کہ اسے فروخت نہ کر دے   تجارت کے مال

---

[1] امام اعظمؒ۔ چونکہ قیمت کے اعتبار سے نصاب مکمل ہوگیا۔ [2] نہ نزد صاحبین۔ اس لئے سو درم آدھا نصاب ہے اور پانچ مثقال چوتھائی نصاب تو دونوں مل کر پونا نصاب بنا [3] مغشوش۔ کھوٹ ملا ہوا۔ غش۔ کھوٹ۔ مغلوب۔ یعنی چاندی سونا کھوٹ سے زیادہ ہے۔ عروض۔ سامان یعنی اس میں اگر تجارت کرے گا تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں [3] وصیت کردہ باشد۔ یعنی کسی نے مرتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ میرے مال میں سے فلاں کو اس قدر دے دیا جائے۔ صلح از قصاص۔ یعنی مرنے والے کے رشتہ داروں نے قاتل کو قتل کی بجائے اس کے خونبہا میں مال وصول کر لیا۔ [4] نہ نزد محمدؒ۔ یعنی امام محمدؒ کے نزدیک ان مالوں میں محض تجارت کی نیت سے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ جب تک کہ اس مال سے تجارتی کاروبار نہ شروع کر دے [5] مورث۔ مرنے والا [6] استخدام۔ خدمت لینا۔ نماند۔ لہٰذا اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ نہ فروشد۔ اس لئے تجارت تو ایک عمل ہے۔ محض نیت سے کوئی عمل پورا نہیں ہوتا۔

رابزر یا سیم درآں چہ نفعِ فقراء[1] باشد قیمت کردہ شود پس اگر بمقدارِ نصاب یکے

کی سونے یا چاندی سے جس میں فقراء کا نفع ہو قیمت لگائی جائے پس اگر دونوں جنس میں سے ہرایک

از ہر دو جنس رسد چہلم حصۂ آں در زکوٰۃ ادا کند قسمِ سوم از مالِ نامی سوائم اند یعنی

نصاب کی مقدار کو پہنچتی ہو تو اس میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرے مال نامی کی تیسری قسم چرائی والے جانور یعنی

شتراں یا گاواں یا بُزھا مخلوط[2] نر و مادہ کہ اکثرِ سال برچریدن در صحرا کفایت کنند و

اونٹ، گائے اور بکریاں جن میں نر اور مادہ ملے ہوئے ہوں اور ان کا سال کا بیشتر حصہ جنگل کی چرائی پر گزرتا ہو

ہمچنیں گلۂ اسپاں و تفصیل نصاب اجناسِ سوائم و قدرِ واجب آں طول دارد

اور جنگل میں چرنا کافی ہوتا ہو اسی طرح گھوڑوں کا گلہ چرائی کے جانوروں کی جنسوں کے نصاب کی تفصیل اور ان کی مقدار واجب اس میں طول ہے اور

و درایں دیار ایں اموال بقدرِ وجوبِ زکوٰۃ نمی باشد لہٰذا مسائل زکوٰۃ آں مذکور

اس ملک میں یہ مال زکوٰۃ واجب ہونے کی مقدار میں (عموماً) نہیں ہوتے لہٰذا ان کی زکوٰۃ کے مسائل ذکر نہیں کیے

نہ کردہ شد و ہمچنیں احکامِ عشرِ زمینِ عشری کہ دریں دیار[3] نیست و مسائلِ عاشر کہ

گئے اور اسی طرح عشر کے احکام کہ اس ملک میں زمینیں عشری نہیں اور عاشر (عشر وصول کنندہ) سے

بر طرق و شوارع باشد مذکور نہ کردہ شد مسئلہ۔ اگر مسلمان یا ذمّی کان از زر یا نقرہ یا

مسائل جو راستوں پر متعین ہوتا ہے ذکر نہیں کیے گئے اگر مسلمان یا ذمی (دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ) کو سونے یا

آہن یا مس یا مانندِ آں در صحرا یافت پنجم حصہ ازاں گرفتہ شود و چہار حصہ

چاندی یا لوہے یا تانبے یا ان کی مانند کی کان صحرا میں ملے تو اس سے پانچواں حصہ لیا جائے اور چار حصے پانے والے

یابندہ راست اگر زمین مملوکِ کسے نیست و اگر مملوک است چہار حصہ مالک راست

کے ہیں بشرطیکہ یہ زمین کسی کی ملکیت نہ ہو اور اگر ملکیت ہو تو چار حصے مالک کے ہیں اور

و اگر در خانۂ خود یافت نزدِ امام اعظمؒ درآں خمس[4] واجب نیست و نزدِ صاحبینؒ

اگر اپنے گھر میں ملے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس میں خمس (پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کرنا) واجب نہیں ہے امام ابو یوسفؒ و

واجب است و اگر در زمینِ زراعتی خود یافت دو روایت است۔

امام محمدؒ کے نزدیک واجب ہے اور اگر اپنی زراعتی زمین میں ملے تو اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں (ایک کے اعتبار سے دے اور دوسری کے اعتبار سے نہ دے)

[1] نفع فقرآء باشد۔ اگر سونا گراں ہے تو سونے کا چالیسواں حصہ ورنہ چاندی کا چالیسواں حصہ فقیروں کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ یکے از ہر دو۔ مثلاً چاندی سستی ہے تو دو سو درہم کے برابر اس مال کی قیمت ہو جاتی ہے۔ لیکن بیس مثقال سونے کے برابر قیمت نہیں پہنچتی تو چاندی کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی [2] مخلوط۔ نر و مادہ جس میں ملے ہوئے ہوں تاکہ نسل بڑھ سکے۔ صحرا۔ جنگل۔ سوائم۔ چرائی کے جانور [3] دیار۔ ملک۔ عشر۔ دسواں حصہ۔ عشری۔ وہ زمین جس کی پیداوار میں دسواں حصہ بطور زکوٰۃ دینا ضروری ہوتا ہے۔ عاشر۔ وہ شخص جو عشر وصول کرنے پر مقرر کیا گیا ہو۔ طرق و شوارع۔ راستے۔ ذمّی۔ وہ کافر جو معاہدہ کے تحت دارالاسلام میں رہتا ہو۔ مس۔ تانبہ۔ در صحرا۔ اگر کسی پہاڑ میں زمرد، ہیرے یا عقیق کی کان کسی کو مل گئی ہو تو اس میں کچھ واجب نہ ہوگا [4] خمس واجب نیست۔ بلکہ سب کا سب مالک مکان کا ہے۔

مسئلہ۔ کسے گنجے یافت اگر دراں علامتِ[1] اسلام است مثلِ سکۂ اہلِ اسلام آں را

کسی کو خزانہ ملے　اگر اس میں کوئی اسلام کی علامت موجود ہو　مثلاً اہلِ اسلام کا سکہ (جس پر کلمہ طیبہ وغیرہ

حکمِ لُقطہ است مالکش را تلاش کردہ باید رسانید و اگر دراں علامتِ کفر باشد خمس

لکھا ہو) تو اس کا حکم لقطہ (گری پڑی چیز) کا سا ہے اس کے مالک کو تلاش کرکے اس تک پہنچا دینا چاہئے اور اگر اس میں کفر کی علامت موجود

گرفتہ شود و باقی یابندہ را ست مسئلہ مصرفِ[2] زکوٰۃ فقیر است کہ مالکِ کم از نصاب

ہو تو پانچواں حصہ لیا جائے اور باقی پانے والے کا ہے　زکوٰۃ کا مصرف فقیر ہے　کہ جو نصاب سے کم کا مالک ہو (اور

باشد و مسکینے کہ مالک ہیچ نباشد و مکاتب است برائے ادائے مالِ کتابت و مدیون

اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی ہو) اور مسکین ہے یعنی ایسا فقیر و محتاج کہ کسی چیز کا مالک نہ ہو (اور خورد و نوش کے لئے بھی اس کے پاس کچھ نہ ہو) اور مصرف

است کہ مالکِ نصاب است لیکن نصاب او فاضل از دین نیست[3] و غازی[4] کہ

زکوٰۃ مکاتب ہے کہ اسے مالِ کتابت (جتنے مال پر آزادی کی شرط ہو) ادا کرنا ہو اور ایسا مقروض بھی مصرفِ زکوٰۃ ہے کہ مالکِ نصاب ہو مگر قرض سے

اسبابِ غزوہ نہ دارد از اسپ و یراق و کسے کہ مال دارد در وطن و او در سفر است بعید

زیادہ اس کا نصاب نہ ہو (بلکہ اس کے بقدر ہی موجود ہو) اور ایسا غازی مصرفِ زکوٰۃ ہے کہ جس کے پاس گھوڑا اور جہاد کا سامان نہ ہو اور ایسا شخص مصرفِ زکوٰۃ

از وطن مال ہمراہ ندارد و ازیں اصناف یک صنف را بدہد یا ہمہ شاں را لیکن زکوٰۃ دہندہ

ہے کہ وطن و گھر پر گھوڑا اور مال موجود ہو مگر وہ وطن و گھر سے دُور ہو اور مال اس کے ساتھ نہ ہو ان مصارفِ زکوٰۃ میں ایک صنف (مصرف) کو دے یا سب کو

مالِ زکوٰۃ با اصول و فروع و زوج خود یا زوجۂ خود و بندۂ خود و مکاتب خود و مدبر و امِ ولد

لیکن زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ کا مال اپنے اصول (باپ دادا وغیرہ) اور فروع (بیٹا اور پوتا وغیرہ) اور بیوی اپنے شوہر یا شوہر بیوی کو اور اپنے غلام اور اپنے

خود ندہد و غلامے را کہ بعضِ او آزاد باشد ہم ندہد و کافر را ندہد و بنی ہاشم و موالی آنہا

مکاتب اور اپنے مدبّر (جسے آقا نے یہ کہہ دیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے) اور اپنی ام ولد (جس باندی کے آقا کے نطفہ سے اولاد ہو) کو نہ دے ایسا

راندہد مگر صدقۂ نفل و در بنائے مسجد و کفنِ میّت و ادائے قرضِ میّت خرچ نہ کند و

غلام جس کا کچھ حصہ آزاد اور کچھ حصہ غلام) اسے بھی نہ دے اور کافر کو نہ دے اور بنی ہاشم (سادات) اور ان کے غلاموں کو نہ دے البتہ صدقۂ نفل دے سکتا ہے اور زکوٰۃ کا مال تعمیر

[1] علامتِ اسلام۔ یعنی اس سکہ پر کوئی ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہو کہ وہ اسلامی دَور کا ہے جیسا کہ عالمگیری سکہ پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے یا سعودی عرب کے سکہ پر تلوار اور کھجور کی تصاویر ہیں۔ لقطہ۔ وہ چیز جو دارالاسلام میں کسی جگہ پڑی ہوئی پائی جائے۔ مالکش را۔ یہ لقطہ کا حکم ہے علامتِ کفر۔ جیسے کسی بُت کی تصویر بنی ہو۔ خمس۔ یعنی اس کو مالِ غنیمت کی طرح سمجھیں گے۔ پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کیا جائیگا بقیہ چار حصے پانے والے کے ہوں گے۔ [2] مصرفِ زکوٰۃ۔ جہاں زکوٰۃ صرف کی جاتی ہو۔ کم از نصاب۔ یعنی اس پر خود زکوٰۃ فرض نہ ہو۔ مسکین۔ وہ فقیر جو خورد و نوش تک کا محتاج ہو۔ مکاتب۔ وہ غلام کہلاتا ہے جس کو مالک نے کہہ دیا ہو کہ اگر تو اس قدر مال ادا کردے تو تُو آزاد ہے۔ مالِ کتابت۔ وہ مال جو مالک نے غلام پر ادائیگی کے لیے مقرر کر دیا ہے۔ [3] فاضل از دین نیست۔ یعنی چاہے وہ لاکھوں کا مالک ہو لیکن اس پر قرضہ اس سے زیادہ ہو۔ [4] غازی۔ جو اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہو۔ یراق۔ ساز و سامان۔ اصناف۔ صنف کی جمع بمعنی قسم۔ اصول۔ باپ دادا وغیرہ۔ فروع۔ بیٹا پوتا وغیرہ۔ مدبّر۔ وہ غلام جس کو آقا نے یہ کہہ دیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ ام ولد۔ وہ لونڈی جس کے اپنے آقا سے اولاد پیدا ہو گئی ہو۔ بعض او۔ یعنی جب کہ خود زکوٰۃ ادا کرنے والے نے اپنے غلام کو آدھا حصہ دے کر آزاد کر دیا ہے اور آدھا اس کی ملکیت میں باقی ہے۔ بنی ہاشم۔ ہاشم کی جملہ نسل مراد نہیں ہے بلکہ حضرت عباسؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت جعفرؓ۔ حضرت عقیلؓ اور حارثؓ بن عبد المطلب کی اولاد مراد ہے۔ نہ کند۔ یعنی ہر ایسی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی جہاں کسی لینے والے کی اس پر ملکیت نہ ثابت ہوتی ہو۔

بندۂ غنی و پسرِ صغیرِ غنی را ندھد[۱] مسئلہ۔ اگر مصرفِ زکوٰۃ گمان کردہ زکوٰۃ داد پستر
مسجد اور میت کے کفن اور میت کے قرض کی ادائیگی میں خرچ نہ کرے مالدار کے غلام اور اسکے نابالغ لڑکے کو نہ دے اگر کسی کو مصرفِ زکوٰۃ خیال کرکے زکوٰۃ دیدی اس کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ مالدار تھا یا

ظاہر شود کہ غنی بود یا ہاشمی یا کافر یا پدر یا[۲] پسرِ زکوٰۃ دہندہ نزد امامِ اعظمؒ اعادۂ آں
ہاشمی (سید) یا کافر یا باپ یا لڑکا تھا تو دینے والے کی زکوٰۃ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ادا ہوگئی اور

لازم نیست ونزدِ ابی یوسفؒ اعادہ لازم است واگر ظاہر شد کہ بندہ یا مکاتب او بود
زکوٰۃ دوبارہ دینی لازم نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دوبارہ دینی لازم ہے اور اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ اس کا غلام یا مکاتب تھا تو سب

اعادہ لازم است مسئلہ۔ مستحب آن است کہ یک فقیر را آں قدر دہد کہ در آں روز
کے نزدیک دوبارہ زکوٰۃ دینی لازم ہے ایک فقیر کو اتنا مال زکوٰۃ دینا مستحب ہے کہ اسے اس دن

محتاجِ سوال نباشد مسئلہ۔ مقدارِ نصاب یا اکثر فقیر غیر مدیون دادن یا از شہرے بہ
مانگنے کی احتیاج نہ رہے۔ نصاب کے بقدر یا نصاب سے زیادہ ایک غیر مقروض فقیر کو دینا یا ایک شہر سے

شہرے دیگر مالِ زکوٰۃ فرستادن مکروہ است مگر وقتیکہ قریبِ[۳] او یا محتاج تر در شہرے
دوسرے شہر میں زکوٰۃ کا مال (بلا ضرورت) بھیجنا مکروہ ہے لیکن زکوٰۃ دینے والے کا کوئی رشتہ دار یا زیادہ ضرورت مند

دیگر باشند مسئلہ۔ ہر کرا قوتِ یک روز میسر باشد او را سوال نباید کرد۔
دوسرے شہر میں ہو تو مضائقہ نہیں۔ جس کے پاس ایک دن کے کھانے پینے کے بقدر موجود ہو اسے سوال نہ کرنا چاہیئے

مسئلہ۔ صدقۂ فطر واجب بر ہر حُرِ مسلم کہ مالکِ نصاب باشد و آں نصاب فاضل
صدقۂ فطر ہر آزاد مسلمان مالکِ نصاب پر واجب ہے جب کہ یہ نصاب

باشد از دیون و حوائج اصلیہ و نامی بودن نصاب شرط نیست و بر مالکِ ایں
قرضوں اور حوائج اصلیہ (ضروریات روزمرہ) سے زائد ہو نصاب کا نامی (بڑھنے والا) ہونا صدقۂ فطر واجب ہونے

چنیں نصاب گرفتنِ صدقہ حرام است صدقۂ فطر از نفسِ خود دہد و فرزندانِ[۴]
کے لئے شرط نہیں اس طرح کے مالکِ نصاب کے لئے صدقہ لینا حرام ہے صدقۂ فطر اپنی اور اپنے نابالغ لڑکوں کی طرف سے

صغیرِ خود اگر مالکِ نصاب نباشند و اگر باشند از مالِ آنہا دادہ شود و از
دے بشرطیکہ وہ نابالغ لڑکے مالکِ نصاب نہ ہوں اور اگر مالکِ نصاب ہوں تو ان کے مال سے دیا جائے اور صدقۂ فطر اپنے ان غلاموں کی

[۱] ندہد۔ البتہ اگر کسی مالدار کی بالغ اولاد غریب ہے تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے [۲] یا پسر۔ غرضیکہ کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دی جو اس کی زکوٰۃ کا مصرف نہیں ہے۔ لازم است۔ سب کے نزدیک دوبارہ زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ در آں روز۔ یعنی کم از کم ایک دن کے خورد و نوش کے لیے کافی ہو۔ غیر مدیون۔ وہ شخص جو مقروض نہ ہو [۳] قریبِ او۔ یعنی زکوٰۃ دینے والے کا کوئی رشتہ دار جس کو وہ زکوٰۃ دے سکتا ہو۔ اس لئے کہ اس صورت میں دوہرا ثواب ہوگا۔ حُرِ مسلم۔ آزاد مسلمان خواہ مجنون ہو یا نابالغ۔ حوائج اصلیہ۔ جیسے کھانے پینے کی چیزیں، پہننے کے کپڑے، استعمالی برتن، کاریگر کے آلات وغیرہ۔ نامی۔ بڑھنے والا۔ شرط نیست۔ زکوٰۃ کے نصاب میں یہ شرط ہے [۴] فرزندانِ صغیر۔ بالغ اولاد کی طرف سے دینا ضروری نہیں۔ خواہ وہ مفلس ہوں۔

بندگانِ[۱] خدمتی خود بدہد نہ از بندگانِ تجارتی اگرچہ بندہ مدبّر یا اُمِّ ولد باشد نہ از زوجۂ

طرف سے جو اس کے خدمت گار (گھریلو کاموں کے لئے) ہوں تجارت کے لئے یا ام ولد اپنی بیوی

خود و فرزندانِ بالغ خود و مکاتبِ خود نہ از بندۂ گریختہ مگر بعد باز آمدن و اگر یک بندہ

اور بالغ لڑکوں کی طرف سے اور اپنے مکاتب غلام اور مفرور غلام کی طرف سے صدقہ فطر نہ دے البتہ بھاگا ہوا غلام

یا چند بندہ در چند کس مشترک باشند نزدِ امام اعظمؒ صدقۂ فطرِ آں بندہ بر کسے

واپس آجائے تو اس وقت اس کی جانب سے بھی دے اگر ایک یا چند غلام چند آدمیوں میں مشترک ہوں تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان

واجب نشود مسئلہ۔ صدقۂ فطر واجب میشود بہ طلوعِ[۲] فجر روزِ عید پس کسے کہ

کا صدقۂ فطر کسی پر واجب نہیں ہوتا عید کے دن صبح صادق کے طلوع کے ساتھ صدقہ فطر واجب ہوتا ہے لہذا جو عید کی

پیش از صبح عید بمُرد یا بعد صبح زائیدہ شد و یا اسلام آورد صدقۂ آں واجب

صبح صادق سے پہلے مر جائے یا صبح صادق کے بعد پیدا ہوا ہو یا اسلام لائے اس کا صدقہ فطر

نہ شود و پیش از عید ہم ادائے صدقۂ فطر جائز است لیکن مسنون آنست کہ پیش

واجب نہ ہوگا عید سے پہلے بھی صدقہ فطر ادا کرنا درست ہے مگر مسنون یہ ہے کہ عیدگاہ جانے سے

از خروج بہ مصلّٰی ادا کند اگر روزِ عید صدقۂ فطر ادا نہ کرد ہر گاہ خواہد قضا کند۔

قبل ادا کرے اگر عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہ کیا ہو تو جس وقت چاہے اسکی قضا کرے (ادا کردے)

مسئلہ۔ مقدار صدقۂ فطر نصف صاع[۳] است از گندم یا آردِ گندم یا سویق گندم یا

صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع (انگریزی وزن کے حساب سے پونے دو سیر اور موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک کلو

یک صاع است از خرما یا جَو و کشمش مثل گندم است نزدِ امام اعظمؒ و مثلِ جو نزدِ

۶۳۳ گرام) گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گندم کا ستو یا ایک صاع (ساڑھے تین سیر) چھوہارے یا جَو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کشمش کا حکم

صاحبینؒ صاع ظرفے باشد کہ در آں ہشت رطل از عدس یا ماش یا مانندِ آں گنجد

گیہوں کا سا ہے اور صاحبین کے نزدیک جو کا سا ہے صاع ایک برتن (پیمانہ) ہوتا جس میں آٹھ رطل مسور یا ارد یا ان کے مانند سما جاتی ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صاع

[۱] بندگانِ خدمتی۔ وہ غلام جو گھر کے کام کاج کے لیے ہیں۔ مدبّر۔ وہ غلام کہلاتا ہے جس کو آقا نے کہدیا ہو کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ اُمّ ولد۔ وہ لونڈی جس سے آقا کی اولاد ہو۔ بندہ۔ غلام [۲] طلوعِ فجر۔ یعنی صبح صادق۔ پیش از عید۔ خواہ کتنے ہی دن پہلے ادا کرے۔ از خروج۔ یعنی عید کے دن صبح کی نماز کے بعد عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے تو مسنون ہے [۳] نصف صاع۔ یعنی اسّی تولے کے سیر کے حساب سے ایک سیر گیارہ چھٹانک۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے۔ ایک مُد امام صاحب کے قول کے مطابق دو رطل کا ہوتا ہے۔ ایک صاع کا وزن اسی تولہ کے سیر کے حساب سے تین سیر چھ چھٹانک ہے تو مُد کا وزن تیرہ چھٹانک دو تولہ چھ ماشہ ہوا اور رطل کا وزن چھ چھٹانک تین تولہ نو ماشہ ہوا۔ یہ اشعار بھی یاد رکھیں ؎

صاع کوفی ہست اے مرد فہیم دو صد و ہفتاد تولہ مستقیم
باز دینار یکہ دارد اعتبار وزنِ آں از ماشہ داں نیم و چہار
درہم شرعی ازیں مسکیں شنو کاں سہ ماشہ ہست یک سرخہ دو جو
سرخہ سہ جو ہست لیکن پاؤ کم

نزد ابو یوسف۔ یہ صاع کوفی صاع سے چھوٹا ہوگا اس لئے کہ ایک صاع میں چار مُد اگرچہ وہ بھی مانتے ہیں۔ لیکن مُد ان کے نزدیک ایک رطل اور تہائی رطل کا ہے۔

ونزدِ ابی یوسفؒ پنج رطل و ثلث رطل و رطل بست استار ؎ باشد ہر استار چہار و نیم مثقال پس

سوا پانچ رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل بیس استار (ایک ستار میں ایک تولہ آٹھ ماشہ اور

وزن یک رطل برابر سی و شش روپیہ سکۂ دہلی است داون قیمت عوضِ

دو رتی ہوتے ہیں) ہر استار ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے لہٰذا ایک رطل باعتبار وزن سکہ دہلی کے ۳۶ روپے کے برابر ہے

صدقۂ فطر جائز است۔

صدقہ فطر کے بدلہ قیمت دینی جائز ہے

فصل۔ دیگر صدقۂ نافلہ است۔ صدقۂ نافلہ بوالدین و اقربینؒ و یتامیٰ و مساکین

صدقہ کی دوسری قسم صدقہ نافلہ ہے (غیر واجبہ) صدقہ نافلہ والدین رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں،

وہمسایہ و سائلین وغیرہ بدہد لیکن بہتر آنست کہ آنچہ زائد از حوائجِ اصلی و دیون

پڑوسیوں اور مانگنے والوں کو دے مگر بہتر یہ ہے کہ جو کچھ حوائج اصلیہ اور قرضوں اور

ونفقات و حقوقِ واجبہ باشد بدہد و در معصیت خرچ نہ کند پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

نفقات اور حقوق واجبہ سے زیادہ ہو بطور صدقہ دے اور معصیت میں خرچ نہ کرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بعد فتحِ خیبر نفقۂ یک سالہ پیشگی بہ ازواجِ مطہرات داد و دیگر برائے نفسِ خود

نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو فتح خیبر کے بعد سال بھر کا نفقہ پیشگی عطا فرمایا۔ رسول اللہؐ اپنی ذات کیلئے کچھ جمع نہ

ہیچ ذخیرہ نمی کردند ہر میسر می شد در راہِ خدا می دادند و فرمودند اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَا

فرماتے اور جو کچھ ہوتا راہِ خدا میں دیدیتے اور ارشاد فرماتے انفق یا بلال وَلَا

تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا۔ یعنی خرچ کن آنچہ داری اے بلال و از مالکِ

تخش الخ یعنے اے بلالؓ خرچ کر جو کچھ تیرے پاس ہے اور عرش کے

عرش اندیشۂ فقر مدار۔ و مال را بیہودہ خرچ نہ کند کہ مُبذّر را حق تعالیٰ برادر شیطان

مالک (اللہ تعالیٰ) سے فقر وافلاس کا اندیشہ مت کر۔ اور مال کو غلط طریقہ سے (فضول خرچ) نہ کرے کہ اللہ تعالےٰ نے فضول خرچ کرنے والوں کو

گفتہ است۔ خرچِ بیہودہ آنست کہ در آں ثواب نباشد و منفعتے در دُنیا و حظِّ نفس زیادہ

شیطان کا بھائی فرمایا ہے بیہودہ فضول خرچی یہ ہے کہ اس میں کوئی ثواب حاصل نہ ہو جتنا نفس کا حق ہے اس سے زیادہ دنیوی

؎ استار۔ استار کا وزن ایک تولہ آٹھ ماشہ دو رتی ہوتا ہے۔ سی وشش روپیہ۔ رطل کا وزن جو ہم نے تحریر کیا ہے ۴۳ تولے ۹ ماشے ہوتا ہے جو موجودہ سکہ سے ۴۳ روپیہ ۱۱ آنے بھر ہوا۔ قاضی صاحب کے زمانہ کا سکہ کم وزن تھا۔ اس لیے قاضی صاحب نے ۳۶ روپیہ کا وزن تحریر فرمایا ہے۔ قیمت۔ یعنی گیہوں جو وغیرہ کے عوض اس کی قیمت بھی صدقہ فطر میں ادا ہوسکتی ہے۔ قربانی کے جانور کے عوض قیمت کی ادائیگی جائز نہ ہوگی۔ ؎ اقربین۔ رشتہ دار۔ یتامیٰ۔ فوت شدہ باپ کے بچے۔ حقوقِ واجبہ۔ یعنی پہلے اپنی ذات پر پھر اولاد پر، پھر دوسروں پر خرچ کرے۔ معصیت۔ گناہ۔ خیبر۔ مدینہ طیبہ سے دُور ایک زرخیز علاقہ ہے۔ ازواجِ مطہرات۔ آنحضورؐ کی بیویاں۔ ذخیرہ۔ اندوختہ۔ انفق الخ اے بلال خرچ کر اور صاحبِ عرش (خدائے تعالیٰ) کی جانب سے کمی کا خوف نہ کر۔ ؎ مبذر۔ فضول خرچ کرنے والا۔ یعنی نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔

از حقِ نفس معتبر نیست مسئلہ اوّل از صدقہ نافلہ بہ بنی ہاشم بدہد کہ زکوٰۃ بر آنہا

منفعت حاصل کرنا اور حظِ نفس شرعاً معتبر نہیں ہے صدقہ نافلہ میں سے اوّل بنی ہاشم کو دے کہ ان پر زکوٰۃ کا مال

حرام است و بہ تواضع و احترام نظر بر قرابتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بگزارند۔

حرام ہے اور قرابتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہوئے یہ اس کے حقدار ہیں کہ تواضع اور احترام سے پیش آیا جائے۔

مسئلہ۔ صدقہ نافلہ ذمی را دادن جائز است نہ حربی را مسئلہ۔ ضیافتِ مہمان تا سہ روز

صدقہ نافلہ ذمی (دارالاسلام کا غیر مسلم باشندہ) کو دینا جائز ہے۔ حربی (دارالحرب کا باشندہ) کو نہیں۔ مہمان کی میزبانی تین روز

سنتِ مؤکدہ است و بعد ازاں مستحب۔

تک سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کے بعد مستحب ہے۔

كِتَابُ الصَّوْم

روزے کا بیان

یکے از ارکانِ اسلام روزہ ماہِ مبارک رمضان است فرض است قطعی بر ہر مسلم مکلّف

اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن رمضان المبارک کے روزے ہیں روزہ ہر مسلمان پر بلا شک و شبہ ہر مسلمان مکلّف

منکرِ آں کافر بود و تارکِ بے عذر فاسق در صحیحین است کہ ابو ہریرۃؓ از رسولِ کریم

پر فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا فاسق ہے بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ کہ ہر عمل حسنۂ ابنِ آدم زیادہ دادہ می شود ثوابِ

ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر نیک عمل کا بدلہ زیادہ یعنی دس گنے سے ستر گنے تک

آں دہ چند تا ہفت صد چند حق تعالیٰ فرمود مگر صوم۔ بدرستیکہ روزہ برائے

دیا جاتا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ (صرف) میرے لئے ہے اور میں خود روزہ کی جزا ہوں

من است و من خود جزائے روزہ ہستم۔ الحدیث۔ مسئلہ۔ شرطِ ادائے روزہ

(الحدیث) یعنی یہ نیکی دوسروں کے حق کے بدلہ نہیں دی جائے گی۔ روزہ کی ادائیگی کی شرط

نیت است و طہارت از حیض و نفاس مسئلہ۔ روزہ بر شش قسم است

نیت اور حیض و نفاس سے پاکی ہے روزہ کی چھ قسمیں ہیں۔

لہ کہ زکوٰۃ۔ یعنی چونکہ ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی لہذا نفلی صدقات ان پر خرچ کرنا چاہئے۔ ذمی۔ وہ کافر جو معاہدہ کے تحت دارالاسلام میں رہتا ہے۔ حربی۔ وہ کافر جو دارالحرب میں رہتا ہے۔ سنتِ مؤکدہ۔ جس کے ترک کرنیوالے کو ملامت کی جائے۔ صوم۔ لغوی معنے رکنا اور شرعاً کھانے پینے اور جماع سے رکنا ہے۔ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک نیت کے ساتھ رکنا۔ قطعی یعنی اس کے فرض ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ مکلّف۔ یعنی عاقل، بالغ و تندرست۔ منکر۔ یعنی جو روزہ کو فرض نہ جانے۔ صحیحین۔ بخاری اور مسلم شریف جو حدیث کی دو مشہور کتابیں ہیں۔ کہ ہر عمل۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب دس گنے سے ستر گنے تک ملے گا۔ مگر روزہ کہ وہ صرف میرے لئے ہے اور میں خود اس کا بدلہ ہوں۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ انسان کی دوسری نیکیاں تو دوسرے کے حقوق کے عوض دیدی جائیں گی لیکن روزہ کسی حالت رائیگاں نہیں جائے گا اور وہ روزہ دار کو لامحالہ جنّت میں لے جائیگا۔ نیت۔ یعنی روزے کا ارادہ۔ کہ حیض و نفاس کے ساتھ روزہ صحیح نہ ہوگا۔

یکے روزۂ رمضان دوم روزۂ قضا سوم روزۂ[1] نذرِ معین چہارم روزۂ نذر غیر معین پنجم روزۂ

(۱) رمضان کا روزہ (۲) قضا کا روزہ (۳) نذرِ معین کا روزہ (۴) غیر معین نذر کا روزہ (۵) کفارہ کا

کفارت ششم روزۂ نفل نزدِ امام اعظمؒ روزۂ رمضان بہ مطلق نیت و نیت فرض

روزہ (۶) نفلی روزہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک رمضان شریف کا روزہ بلا تفصیل فرض و

وقت و نیتِ نفل ادا شود و اگر نیت قضا یا کفارت کرد اگر صحیح مقیم

نفل مطلق نیت سے ادا ہو جاتا ہے اور اگر قضا یا کفارہ کی نیت کرے اگر صحیح (تندرست) اور مقیم

است فرض[2] وقت ادا شود لا غیر و اگر مریض یا مسافر است آنچہ نیت کرد از

(غیر مسافر) ہے تو رمضان کے روزہ کی ادائیگی ہوگی دوسرے کی نہیں اگر بیمار یا مسافر ہے تو قضا یا کفارہ جس روزہ کی

قضا یا کفارت ادا شود و نزدِ صاحبینؒ تاہم فرض وقت ادا شود و نزدِ مالکؒ و شافعیؒ

نیت کرے وہی ادا ہوگا امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی رمضان کا روزہ ادا ہوگا۔ امام شافعیؒ

و احمدؒ برائے روزۂ رمضان ہم تعیین نیت فرض وقت ضرور است و نذرِ معین نزدِ

امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک رمضان کے روزے کے واسطے بھی فرض وقت کی نیت ضروری ہے اور نذرِ معین کا روزہ

امام اعظمؒ چنانچہ بہ نیتِ نذر ادا شود ہم بہ مطلق نیت ادا شود و ہم بہ نیتِ نفل و

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جس طرح نذر کی نیت سے ادا ہوتا ہے مطلق نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور نفل کی نیت سے

اگر نیتِ واجب[3] آخر کردہ واجب آخر ادا شود و نزدِ اکثر ائمہ نذرِ معین بدون تعیین نیتِ

ادائیگی ہو جاتی ہے اور کبھی اور واجب کی نیت کی ہو تو وہ دوسرا واجب ادا ہوگا۔ اکثر ائمہ کے نزدیک معین نذر کا روزہ نیتِ نذر کی تعیین کے

نذر ادا نشود و نفل بہ نیتِ مطلق ادا شود بالاتفاق چنانچہ بہ نیتِ نفل و نذرِ معین و

بغیر ادا نہ ہوگا) اور نفل روزہ جس طرح نفل کی نیت سے ادا ہوتا ہے بالاتفاق مطلق نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور نذر معین اور قضا و

قضا و کفارت را بالاتفاق تعیینِ نیت شرط است مسئلہ وقتِ نیت[4] روزہ از

کفارہ کے روزہ میں بالاتفاق تعیین نیت شرط ہے روزہ کی نیت کا وقت غروب

غروبِ آفتاب است تا طلوعِ صبح و بعد طلوعِ صبح نیت روا نباشد مگر در

آفتاب کے بعد سے صبح صادق کی طلوع تک ہے اور صبح صادق کے طلوع کے بعد نیت درست نہ ہوگی البتہ

[1] روزۂ نذر معین۔ مثلاً جمعہ کے دن کے روزہ کی منت ماننا۔ روزۂ کفارہ۔ مثلاً کسی نے جھوٹی قسم کھالی تو اس کو اس کی پاداش میں روزے رکھنے ہوں گے۔ مطلق نیت۔ یعنی فرض اور نفلی روزے کی تفصیل کئے بغیر [2] فرضِ وقت۔ یعنی رمضان کا روزہ۔ اس لئے کہ رمضان کا روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر مریض۔ چونکہ رمضان کا روزہ دوسرے دنوں میں بھی ادا کرنے کی اجازت ہے [3] واجبِ آخر۔ یعنی نذر کے روزے کی نیت نہ کی بلکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا واجب روزہ تھا۔ اس کی نیت کی تعیینِ نیت۔ یعنی متعین کر کے نیت کرنا۔ [4] وقتِ نیت۔ یعنی غروب آفتاب سے صبح صادق تک اگلے دن کے روزے کی نیت کا وقت ہے۔ غروب سے پہلے نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔

روزۂ نفل تا ازپیش[1] اززوال نزدِ شافعیؒ واحمدؒ ونزدِ مالک بعد طلوعِ صبح نیتِ

نفل روزہ میں زوال سے قبل تک امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک نیت درست ہے۔ امام مالک کے نزدیک نفل

نفل ہم درست نیست ونزدِ امام اعظمؒ نیتِ روزۂ رمضان ونذر معین ونفل تا پیش از

روزہ میں بھی صبح صادق کے طلوع کے بعد نیت صحیح اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رمضان شریف کے روزہ اور نذرمعین ونفل روزہ کی

زوال صحیح است ونیتِ قضا وکفارت ونذرِ غیر معیّن بعد طلوعِ صبح باتفاق جائز

نیت زوال سے پہلے تک صحیح ہے اور قضاوکفارہ اور غیر معین نذر کی نیت صبح صادق کے طلوع کے بعد بالاتفاق جائز

نیست ونزدِ ائمہ ثلاثہ[2] هر سی روزۂ رمضان را هر شب نیتِ علیحدہ علیحدہ شرط

نہیں ہے تینوں اماموں (امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) کے نزدیک رمضان کے تیس روزوں میں سے ہر ایک کی ہر رات علیحدہ علیحدہ

است ونزدِ مالکؒ برائے تمام رمضان شبِ اوّل یک نیت کافی است اگر اوّل

نیت شرط ہے اور امام مالک کے نزدیک سارے رمضان کے لئے پہلی رات کی ایک بار کی نیت کافی ہے اگر مہینہ

شبِ ماہ نیتِ روزہ کرد درمیانِ رمضان مجنون شد وچند روزہ در جنون گزشت و

کی پہلی رات میں روزہ کی نیت کی اور رمضان کے درمیان پاگل ہوگیا اور چند روز دیوانگی میں گزر گئے اور

مفطراتِ صوم ازو بوقوع نیامد نزدِ مالکؒ روزہ ہائے او صحیح شد ونزدِ ائمہ ثلثہ

روزہ توڑنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز اس سے ظاہر نہیں ہوئی تو امام مالکؒ کے نزدیک اس کے روزے صحیح ہوگئے اور امام ابوحنیفہؒ

ایامِ جنون را روزہ قضا[3] کند برائے فوتِ نیت و اگر جنون تمام ماہِ رمضان را درگرفت روزہ

امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک نیت فوت ہونے کی بنا پر وہ پاگل پن کے دنوں کے روزوں کی قضا کرے اور اگر سارے رمضان پاگل رہا تو

ساقط شود قضا واجب نگردد واگر یک ساعت از رمضان مجنون را افاقہ شد ایام

روزے اس کے ذمہ سے ساقط ہوگئے قضا واجب نہ ہوگی اور اگر ایک ساعت (تھوڑی دیر کے لیے) رمضان شریف میں پاگل کو افاقہ ہوا تو گزرے ہوئے

گزشتہ را قضا کند اگرچہ درحالتِ بلوغ مجنون بود یا بعد ازاں مجنون شد۔

دنوں کی قضا کرے اگرچہ بلوغ کی حالت میں (بالغ ہوتے وقت ہی) پاگل ہوا ہو یا بالغ ہونے کے بعد پاگل ہوگیا ہو

مسئلہ۔ بدیدنِ ماہِ رمضان یا بہ تمام شدن سی روزِ شعبان روزہ واجب شود

رمضان شریف کا چاند دیکھنے یا شعبان کے تیس دن پورے ہونے پر روزہ رکھنا واجب ہوجاتا ہے

[1] پیش از زوال۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ نصف النہار سے قبل نیت کرنا ضروری ہے تاکہ دن کے اکثر حصہ میں نیت پائی جائے۔ اگر عین زوال کے وقت نیت کریگا تو دن کا اکثر حصہ بدونِ نیت گزر چکا ہوگا۔ [2] ائمہ ثلاثہ۔ یعنی امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ مجنون۔ پاگل۔ مفطراتِ صوم۔ کھانا، پینا، جماع کرنا۔ صحیح شد۔ چونکہ وہ شروعِ رمضان میں نیت کرچکا تھا۔ لہٰذا کہا جائیگا کہ وہ نیت کے ساتھ روزہ توڑنے والی چیزوں سے رُکا رہا۔ [3] قضا کند۔ یعنی صرف اس دن کا روزہ تو ہوجائے گا جس دن روزہ شروع کرنے کے بعد پاگل ہوا ہے۔ بقیہ دنوں میں چونکہ نیت نہیں کرچکا۔ لہٰذا روزہ شمار نہ ہوگا۔ افاقہ شد۔ یعنی جنون جاتا رہا۔ بعد ازاں۔ یعنی بالغ ہونے کے بعد۔ بدیدن۔ جنتریوں کی بنیاد پر رمضان نہ مانا جائے گا۔ اگر چاند دن میں نظر آیا تو اس کو آنے والی رات کا چاند سمجھا جائے گا۔

وبرائے شہادتِ ماہِ رمضان اگر آسمان ابر یا مانندِ آں دارد یک مرد یا زنِ عادل کافی

اور ماہِ رمضان کی شہادت کے واسطے اگر آسمان ابرآلود ہو یا اس کے مانند (گرد وغبار) ہو تو ایک عادل (ثقہ ومعتبر) مرد یا

است حُر باشد یا رقیق و برائے شہادتِ شوال دریں چنیں حال دو مردِ حرِ عادل یا یک مرد

عورت کی گواہی کافی ہے آزاد ہو یا غلام اور شوال (عید کے) چاند کی شہادت کے لئے اس صورت میں دو عادل آزاد مرد یا ایک مرد

ودو زنِ احرارِ عدول بالفظِ شہادت شرط است و اگر مطلع صاف باشد در رمضان وشوال

اور دو آزاد عورتوں کی گواہی لفظِ شہادت کے ساتھ شرط ہے اور اگر مطلع صاف ہو (ابرآلود نہ ہو) تو رمضان اور شوال کے چاند کے لئے بہت

جماعتے عظیم می باید مسئلہ۔ اگر رمضان بہ شہادتِ یک کس ثابت شدہ باشد و

سے لوگوں کی گواہی چاہئے (اتنے لوگوں کی کہ اتنا مجمع یقینی متفق ہونا ممکن ہو) اگر رمضان ایک شخص کی گواہی سے ثابت ہو جائے اور

روزِ سی اُم ماہ ندیدہ شد افطار جائز نیست و اگر بہ شہادتِ دو مرد ثابت شد و سی روز

انتیسویں روز چاند نہ دیکھا گیا ہو تو افطار جائز نہیں ہے اور اگر دو مردوں کی گواہی سے ثابت ہوا ہو اور تیس دن گزر گئے ہوں

گزشت افطار جائز شد اگرچہ ماہ نہ دیدہ شُد۔ مسئلہ۔ اگر کسے ماہِ رمضان یا شوال

تو خواہ چاند نہ دیکھا گیا ہو افطار جائز ہوگا اگر کوئی شخص رمضان یا شوال

بچشمِ خود دید و قاضی شہادتِ او رَد کرد در ہر دو صُورت واجب است کہ آں کس

کا چاند خود دیکھے اور قاضی اس کی گواہی رَد کردے تو دونوں صورتوں میں اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اور

روزہ دارد و اگر افطار کند قضا واجب شود نہ کفارت مسئلہ۔ در روزِ شک یعنی سی اُم

روزہ رکھے اور افطار کرے تو قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا شک کے دن یعنی انتیس

شعبان چو ماہ ندیدہ شود و مطلع صاف نباشد روزہ نہ دارد مگر بہ نیتِ نفل اگر موافق

شعبان کو اگر چاند نظر نہ آئے اور مطلع صاف نہ ہو تو روزہ نہ رکھے لیکن نفل کی نیت سے رکھ سکتا ہے

افتد روزِ صومِ معتادِ او را و اِلّا خواصؒ روزہ دارند و عوام بعدِ زوال افطار

بشرطیکہ یہ روزہ کا دن اس دن کے مطابق ہو جس دن کے روزہ رکھنے کا معمول ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو شک کے دن خواص (مثلاً

کنند نزدِ امامِ اعظمؒ و آں روز بہ نیتِ رمضان یا بہ نیتِ واجب آخر روزہ

قاضی مفتی وغیرہ) روزہ رکھیں اور عوام زوال کے بعد افطار کریں امام ابوحنیفہؒ یہی فرماتے ہیں اور شک کے دن رمضان کی نیت یا

لہ برائے شہادت۔ یعنی انتیسویں کی چاند کے لئے۔ مانندِ آں۔ غبار وغیرہ۔ یک مرد جب کہ عاقل بالغ مسلمان ہو۔ شوال یعنی عید کے چاند کے لئے۔ عدول۔ یعنی نیک گواہ ہونے ضروری ہیں۔ جماعتے عظیم۔ یعنی اس قدر گواہ ہوں کہ ان کا متفقہ جھوٹ بولنا بعید از عقل ہو۔ افطار جائز نیست۔ جب کہ ابر وغیرہ نہ ہو اگر ابر ہوگا تو پھر جائز ہوگا۔ افطار جائز شد۔ خواہ ابر ہو یا نہ ہو۔ ہر دو صورت۔ یعنی رمضان کے چاند کا معاملہ ہو یا عید کے۔ نہ کفارہ۔ چونکہ اس دن کا روزہ بہرکیف اس کے لئے مشکوک ہے تاہم روزِ شک۔ یعنی جب کہ شعبان کی انتیسویں کو چاند نظر نہ آیا تو تیسویں کو روزِ شک کہا جائے گا اس لئے کہ یہ احتمال ہے کہ چاند ہوگیا ہو اور نظر نہ آیا ہو۔ روزِ صومِ معتاد۔ مثلاً کسی شخص کی عادت ہے کہ وہ شنبہ کا روزہ رکھتا ہے اور تیسویں شعبان دوشنبہ کا روز ہے۔ خواص۔ یعنی وہ لوگ جو شک کے دن کے روزے کی نیت کرسکیں۔ جو اس طور پر ہوتی ہے کہ نفل کی نیت کرے اور یہ اس کے دل میں نہ آئے کہ اگر یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ بھی رمضان کا ہے۔ عوام۔ وہ لوگ جو اس طرح کی نیت نہ کرسکیں۔

داشتن مکروہ است و ھمچنیں مکروہ است بہ تردیدِ نیت کہ اگر رمضان باشد از رمضان

کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھنا ممنوع ہے اسی طرح نیت کا اسی طریقہ سے ٹوٹانا مکروہ ہے کہ اگر رمضان ہو تو رمضان کا

است و اِلّا از نفل یا واجب دیگر و بہر تقدیر و ہر نیت کہ روزہ داشت چوں رمضان

روزہ ورنہ نفل بہر صورت جس نیت سے بھی روزہ رکھے اگر رمضان ثابت ہو جائے تو وہ روزہ ہے

ثابت شود آں روزہ نزدِ امام اعظمؒ از رمضان ادا شود۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رمضان شریف کا ہی ادا ہوگا

فصل۔ در موجباتِ قضا و کفارت۔ اگر کسے در روزۂ رمضان جماع کرد یا جماع کردہ

قضا اور کفارہ کے واجبات کے بیان میں اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں جماع کرے یا

شد عمدًا در قبل یا در دبر یا خورد یا آشامید عمدًا غذا یا دوا روزۂ او فاسد شود بر وے

عمدًا پیشاب گاہ یا پاخانہ کے راستہ میں جماع وصحبت کی جائے یا عمدًا کھایا یا پیا جائے وہ غذا ہو یا دوا تو اسکا روزہ فاسد

قضا و کفارت واجب شود و بردہ آزاد کند و اگر میسر نشود دو ماہ پے در پے روزہ

ہوگیا اور اس پر قضا و کفارہ واجب ہوگا اور اس کے کفارہ میں غلام آزاد کرے اور اگر غلام میسر نہ ہو تو دو ماہ کے

دارد کہ در آں رمضان و ایامِ عیدین و تشریق نباشد و اگر درمیانہ آں روزہ فوت شود

مسلسل روزے رکھے اور درمیان میں رمضان اور ایام عیدین اور ایام تشریق نہ آئیں اور اگر کفارہ کے روزوں کے درمیان کوئی روزہ

بہ عذر یا بے عذر روزہ از سر گیرد مگر بہ ضرورتِ حیض و نفاس اگر افطار واقع شود

کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر فوت ہو جائے تو از سرِ نو روزے رکھے البتہ اگر عورت کے حیض و نفاس کے عذر و ضرورت کی

مضائقہ ندارد و اگر مقدورِ روزہ نداشتہ باشد بہ شصت مسکین طعام دہد ہر یک را مثل

وجہ سے افطار واقع ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے تو ہر ایک کو صدقۂ

صدقۂ فطر و نزدِ شافعیؒ و احمدؒ بدونِ جماع کفارت واجب نشود و از افسادِ روزۂ قضا یا کفارت

فطر کے بقدر عطا کرے اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک صحبت کے بغیر کفارہ واجب نہ ہوگا اور قضا یا کفارہ یا نذر کا روزہ توڑنے

یا نذر کفارت واجب نشود باتفاق و اگر در یک رمضان دو روزہ یا چند روزہ فاسد گردد

سے باتفاق روزہ واجب نہیں ہوتا اور اگر ایک رمضان میں دو یا چند روزے کسی وجہ سے فاسد ہو گئے کہ ان کی وجہ سے

[1] تردیدِ نیت۔ یعنی اس طور پر نیت کرنا کہ اگر یہ دن رمضان کا ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ نفل ہے۔ [2] ثابت شود۔ ایسی گواہیاں ہوگئی ہوں۔ جن کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ جماع کردہ۔ یعنی پیشاب گاہ کا اگلا حصہ شرمگاہ میں داخل کر دیا خواہ انزال ہوا یا نہ ہو۔ عمدًا۔ جان بوجھ کر۔ بردہ۔ غلام خواہ مرد ہو یا عورت یہ کفارہ کی تفصیل ہے۔ پے در پے۔ اگر بیچ میں روزہ توڑ دیا یا وہ دن آگئے جن میں کہ روزے رکھنا درست نہیں ہیں تو خواہ ان دنوں میں روزے رکھے بھی ہوں پھر بھی کفارے کے روزے از سرِ نو رکھنے ہوں گے [3] عیدین۔ یعنی عید اور بقرعید کا دن۔ بہ عذر۔ مثلاً سفر یا مرض۔ مثل صدقۂ فطر۔ یا ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام دونوں وقت کھانا کھلائے۔ بدونِ جماع۔ یعنی کھانے پینے سے۔ از افساد۔ یعنی صرف رمضان کا روزہ فاسد کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے اور کسی دوسری قسم کا روزہ فاسد کیا تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

بوجہے کہ کفارت واجب شود اگر بعدِ افسادِ¹ روزۂ اوّل کفارت دادہ شد روزۂ ثانی را
کفارہ واجب ہوتا ہو اگر پہلا روزہ فاسد کرنے کے بعد کفارہ دے دیا تو دوسرے روز کا علیحدہ

کفارت علیحدہ بدہد وہمچنیں در ثالث ورابع و بعد آں و اگر روزۂ اوّل را کفارت ندادہ
کفارہ دے اور اسی طرح تیسرے اور چوتھے اور ان کے بعد کے روزوں کا حکم ہے اور پہلے روزہ کا کفارہ

باشد تا آخرِ رمضان برائے افسادِ چند روزہ یک کفارت کافی است ونزدِ مالکؒ و شافعیؒ
آخر رمضان تک نہ دیا ہو تو چند فاسد کردہ روزوں کا ایک کفارہ کافی ہے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ

برھر تقدیرِ² چند روزہ را چند کفارت می باید و اگر از دو رمضان دو روزہ فاسد کردہ و کفارتِ
کے نزدیک بہرصورت چند روزوں کے چند کفارے ہونے چاہئیں اور اگر دو رمضان کے دو روزے فاسد کردے اور پہلے رمضان

روزۂ اوّل ندادہ دریں صورت باتفاق کفارت علیحدہ علیحدہ واجب است و اگر بخطا³ یا
کے روزہ کا کفارہ نہ دے اس صورت میں بالاتفاق علیحدہ علیحدہ کفارے واجب ہیں اور اگر غلطی سے یا

باکراہ⁴ افطار کرد گو بجماع یا حقنہ⁵ کردہ شد یا در گوش یا در بینی دوا چکانیدہ شد یا در
مجبوراً افطار کرے اگرچہ جماع یا حقنہ کیا گیا ہو یا کان یا ناک میں دوا ٹپکائی گئی یا سر کے زخم میں

زخمِ شکم⁶ و زخمِ سر دوا چکانیدہ شد پس دوا بہ دماغ یا در شکم اورسید یا سنگریزہ یا آہنے
دوا ڈالی گئی اور دوا دماغ میں یا پیٹ میں پہنچ گئی یا سنگریزہ یا لوہا

یا چیزے کہ از جنسِ دوا و غذا نیست از حلق فرو برد یا بہ قصد پُری دہن⁷ قے کرد یا بگمانِ شب
یا کوئی ایسی چیز جو دوا اور غذا کی جنس سے نہ ہو حلق سے اتر گئی یا قصداً منہ بھر کے قے کی یا رات کے گمان

طعامِ سحور⁸ خورد و ظاہر شد کہ صبح بود یا بہ گمانِ⁹ غروب افطار کرد حالانکہ غروب نہ شدہ بود یا
میں سحری کھالی اور پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوگئی تھی یا غروب کے گمان میں افطار کرلیا حالانکہ آفتاب غروب نہیں ہوا تھا یا

طعام بہ فراموشی¹⁰ خورد و گمان کرد کہ روزۂ من فاسد شد پستر عمداً خورد یا آب در حلق خفتہ
بھول کر کھانا کھالیا اور یہ خیال کرکے کہ میرا روزہ فاسد ہوگیا اس کے بعد عمداً کھانا کھالیا یا سوتے ہوئے شخص کے

ریختہ شد یا زنے خفتہ یا در حالتِ دیوانگی یا بیہوشی جماع کردہ شد دریں صورتہا قضا¹¹ واجب شود
حلق میں پانی ڈال دیا یا سوتی ہوئی عورت سے یا عورت کی دیوانگی یا بیہوشی کی حالت میں اس سے جماع کرلیا گیا ان سب صورتوں میں قضا واجب ہوگئی

¹ افسادِ روزۂ اوّل۔ یعنی رمضان کے چند روزے فاسد کئے۔ اگر پہلے روزے کو فاسد کرنے کے بعد فوراً اس کا کفارہ ادا کیا ہے پھر دوسرا روزہ فاسد کیا ہے تو دوسرا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ ورنہ چند فاسد روزوں کا ایک کفارہ کافی ہوگا ² برھر تقدیر۔ یعنی خواہ پہلے فاسد کردہ روزے کا کفارہ دے چکا ہو یا ابھی نہ دیا ہو۔ ³ بخطا۔ یعنی غلطی سے مثلاً کلی کرنے میں حلق کے اندر پانی چلا گیا۔ ⁴ باکراہ۔ جبراً۔ ⁵ حقنہ۔ یعنی پچکاری کے ذریعے پاخانہ کے مقام میں دوا چڑھانا۔ ⁶ زخم شکم۔ جو زخم پیٹ کے اندر تک ہو۔ ⁷ پُری دہن۔ یعنی قے کا وہ اُچھال جس کو منہ میں نہ روک سکے۔ ⁸ طعام سحور۔ سحری ⁹ بگمانِ غروب۔ غروب کے وقت گھٹا چھاگئی تھی۔ جس کی وجہ سے سورج ڈوب چکنے کا گمان ہو گیا۔ ¹⁰ یعنی یہ بھول گیا کہ میرا روزہ ہے۔ ¹¹ قضا۔ یعنی اس دن کی بجائے کسی دوسرے دن کا روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔

نہ کفارت و ہمچنیں اگر در رمضانؔ نہ نیتِ روزہ کرد و نہ نیتِ افطار و ہیچ از مفطراتِ

کفارہ واجب نہ ہوگا اور اسی طرح اگر رمضان میں نہ روزہ کی نیت کی اور نہ افطار کی اور روزہ کو توڑنے والی کوئی چیز

صوم از وبوقوع نیامد قضا واجب شود نہ کفارت و اگر در رمضان نیتِ روزہ نہ کرد و

اس سے صادر نہیں ہوئی تو قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر رمضان میں روزہ کی نیت نہیں کی اور

طعام خورد نزدِ امام اعظمؒ کفارت واجب نشود و نزد صاحبینؒ واجب شود و اگر روزہ را

کھانا کھالیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کفارہ واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ کے نزدیک واجب ہوگا اور

فراموش کرد و درحالتِ فراموشی طعام یا آب خورد یا جماع کرد روزہ فاسد نشود و قضا

اگر روزہ کو بھول گیا اور بھولنے کی حالت میں کھالیا یا پانی پی لیا یا صحبت کرلی تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور قضا

واجب نہ گردد و ہمچنیں احتلام و انزال بنظرِ شہوت و روغن بربدن مالیدن و سرمہ

واجب نہ ہوگی اور اسی طرح شہوت سے دیکھنے کی بنا پر احتلام و انزال ہونے اور تیل بدن پر ملنے اور آنکھ

در چشم کشیدن و غیبتِ کسے کردن و حجامت کردن و بے قصد قے آمدن اگرچہ کثیر باشد

میں سرمہ لگانے اور کسی کی غیبت کرنے اور پچھنے لگوانے اور بلا قصد قے ہونے سے خواہ کثیر ہو

و بقصد قے اندک کردن و آب در گوش چکانیدن روزہ را فاسد نکند و اگر در ذکرؔ روغن

اور قصداً تھوڑی قے کرنے اور پانی کان میں ٹپکانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر عضوِ تناسل کے سوراخ میں

یا چیزے دیگر چکانید نزدِ امام اعظمؒ روزہ فاسد نہ شود و نزدِ ابی یوسفؒ فاسد شود و

تیل یا کوئی چیز ٹپکائی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فاسد ہوگا اور

اگر بازنِ مُردہ یا چہارپایہ یا در غیر سبیلین جماع کرد یا زن را بوسہ کرد یا مَس بشہوت کرد

اگر مُردہ عورت یا چوپایہ کے ساتھ یا پیشاب و پاخانہ کے راستہ کے علاوہ میں صحبت کی یا عورت کا بوسہ لیا یا شہوت

اگر انزال شد روزہ فاسد شود و الّا فاسد نشود اگر در دندان چیزے از طعام باقی ماندہ و

سے چھوا اگر انزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوگیا ورنہ فاسد نہیں ہوا اگر دانتوں میں کھانے کا کچھ حصہ (مثلاً چنے سے کم) رہ گیا اور

آں را از دست برآوردہ خورد روزہ فاسد شود و کفارت واجب نہ شود و اگر از نوکِ

اسے ہاتھ سے نکال کر کھالیا تو روزہ فاسد ہوگیا اور کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر نوکِ زبان سے

زبان برآوردہ خورد اگر مقدارِ نخود باشد قضا واجب شود و اگر از نخود کمتر باشد روزہ

نکال کر کھالیا اور وہ چنے کی بقدر ہو تو قضا واجب ہوگی اور اگر چنے کی مقدار سے کم ہو تو روزہ

لہ اگر در رمضان۔ یعنی سارے دن روزہ دار کی سی حالت میں رہا اور روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا ارادہ نہیں کیا۔
طعام خورد۔ یعنی نصف النہار سے قبل اگر نصف النہار کے بعد کھائے گا تو کسی کے نزدیک بھی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ خورد۔ اگر بھول کر کھانے پینے والا مضبوط اور طاقتور ہے تو اس کو فوراً روک دینا چاہئے ورنہ پھر روکنا ضروری نہیں۔ احتلام۔ سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہونا۔ غیبت۔ پیٹھ پیچھے برائی کرنا۔ حجامت کردن۔ پچھنے لگوانا۔

فاسد نشود واگر دانۂ کنجد[1] در دہن انداخت از حلق فروبرد روزہ فاسد شود واگر در دہاں

فاسد نہ ہوگا اگر تل کا دانہ منہ میں ڈال کر حلق سے نیچے اتار لیا تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر منہ میں

خائیدہ روزہ فاسد نشود قے پُری دہن در دہن آمد و باز آں را بہ قصد فروبرد[2] روزہ فاسد

چبایا تو روزہ فاسد نہ ہوگا (کیونکہ اس طرح اس کا کوئی حصہ حلق سے نیچے نہیں جائیگا) قے منہ بھر کر منہ میں آئی اور پھر قصداً

شود واگر قے قلیل در دہن آمد و بے قصد فرو رفت روزہ فاسد نہ شود اگر پُری دہن بے

نگل لی تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر قے تھوڑی مقدار میں آئی اور بلا قصد نگل لی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر منہ بھر کے بلا قصد

قصد فرو رفت نزدِ ابی یوسفؒ فاسد[3] شود نہ نزد محمدؒ اگر قلیل بقصد رفت نزدِ محمدؒ فاسد

قے نگل لی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہوگا نہ امام محمدؒ کے نزدیک۔ اگر تھوڑی مقدار میں قے قصداً نگل لی تو امام محمدؒ

شود نہ نزدِ ابی یوسفؒ چشیدنِ چیزے یا خائیدن چیزے بے عذر در روزہ مکروہ است

کے نزدیک روزہ فاسد ہوگیا اور امام یوسفؒ کے نزدیک نہیں ہوا کسی چیز کا روزہ کی حالت میں بلا عذر چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔

وطعام برائے طفل خائیدن درصورتِ ضرورت[4] جائز باشد ومضمضہ واستنشاق برائے

اور بچہ کے واسطے کھانا ضرورتاً چبانا جائز ہے اور کلی اور ناک میں پانی نہ دینا گرمی دور کرنے

دفعِ گرمی وہمچنیں غسل برائے دفعِ گرمی و پارچۂ تر پیچیدن نزدِ امام اعظمؒ مکروہ است

کی خاطر اور اسی طرح گرمی زائل کرنے کی خاطر غسل اور بھیگا ہوا کپڑا لپیٹنا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی

تنزیہاً کہ بر جزع دلیل است ونزدِ ابی یوسفؒ مکروہ نیست مسئلہ اگر بہ شب مجنب

ہے کیونکہ یہ اضطراب وگھبراہٹ کی دلیل ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اگر رات میں جنبی (ناپاک) جسے

شد و صبح کرد صائم در حالتِ جنابت روزۂ او صحیح است لیکن مستحب آنست کہ پیش از

غسل کی ضرورت ہو) ہوا اور صبح ہوگئی روزہ رکھ لیا تو حالتِ جنابت (ناپاکی) میں اس کا روزہ صحیح ہے (بعد میں غسل کرلے) لیکن مستحب یہ ہے

طلوعِ صبح غسل کند مسئلہ علماء اتفاق دارند برآنکہ در روزہ دروغ گفتن یا غیبتِ کسے

صبح صادق کے طلوع سے پہلے غسل کرے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ روزہ میں جھوٹ بولنا یا کسی کی غیبت

کردن یا بہ کسے ناسزا[5] گفتن روزہ فاسد نمی کند لیکن مکروہ است ونزدِ اوزاعی روزۂ او

کرنا یا کسی کو بُرا بھلا کہنا اس سے روزہ تو فاسد نہیں ہوتا مگر ایسا کرنا سخت مکروہ (ناپسندیدہ) ہے۔ امام اوزاعیؒ کے

کثیر۔ یعنی منہ بھر کر۔ در ذکر۔ میکن عورت کی شرمگاہ میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔ سبیلین۔ قبل و دبر یعنی۔ چھوٹا انزال۔ منی خارج ہونا۔ فاسد شود۔ اور قضا ضروری ہوگی۔ نخود۔ چنا

[1] کنجد۔ تل۔ خائیدہ۔ چونکہ چبانے سے منہ میں لگ کر منہ میں رہ جائیگا حلق کے اندر کچھ نہ جائیگا [2] فرو برد۔ چونکہ قصداً کسی چیز کو نگلنا روزے کے لئے مفسد ہے

فاسد نشود۔ اس لئے کہ قلیل بھی ہے اور قصد بھی نہیں ہے [3] فاسد شود۔ چونکہ مقدار زیادہ ہے۔ نہ نزدِ محمدؒ۔ چونکہ قصد نہیں ہے۔ نزدِ محمدؒ فاسد شود۔ چونکہ اس نے

قصداً ایسا کیا۔ نہ نزدِ ابی یوسفؒ۔ چونکہ مقدار قلیل ہے۔ درصورتِ ضرورت۔ مثلاً شوہر یا مالک غصور ہے کھانے میں نمک کی کمی بیشی پر بُرا بھلا کہتا ہے تو نمک چکھنے کی ضرورت

ہے یا بچہ ہو اور لقمہ چبا کر دیے نہیں کھا سکتا اور اس کے لئے کوئی نرم غذا نہیں ہے تو چبا کر دینے کی ضرورت ہے۔ صحیح است۔ چونکہ روزے میں طہارت کی شرط نہیں ہے۔

مستحب۔ چونکہ ناپاکی کی حالت میں رحمت کے فرشتے دور رہتے ہیں [5] ناسزا۔ بُرا بھلا۔ فاسد نمی کند۔ اس لئے کہ روزہ توڑنے والی کوئی چیز پیش نہیں آئی۔

فاسد[1] شود رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم ھر کہ ترک نہ کرد سخنِ دروغ و عملِ معصیت پس حق

نزدیک اس کا روزہ فاسد ہو جائیگا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور گناہ کے کام روزے میں ترک نہ کرے

تعالیٰ محتاجِ روزۂ او نیست یعنی روزۂ او مقبول[2] نیست مسئلہ اگر شخصے طعام می خورد یا

تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزہ کی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ مقبول اور رب کی خوشنودی کا باعث نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کھانا کھا رہا ہو یا صحبت

جماع می کند و فجر طلوع کرد بمجرّد طلوعِ فجر طعام از دہاں انداخت و ذکر از جماع برکشید نزدِ

کر رہا ہو اور وہ صبح صادق کے طلوع کے ساتھ ہی کھانا منہ سے نکال دے اور آلۂ تناسل صحبت سے روک دے اور نکال لے تو

جمہورؒ روزۂ او صحیح باشد و نزد مالکؒ باطل[3] شود مسئلہ مریض کہ بصوم خوفِ زیادتِ مرض

جمہورؒ (اکثر فقہاء) کے نزدیک اس کا روزہ صحیح ہوگا اور امام مالکؒ کے نزدیک باطل ہو گیا بیمار جس کا روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض بڑھ جانے کا

داشتہ باشد و مسافر کہ بالا تفسیرِ آں گفتہ شد آنہا را افطار جائز است پس اگر مسافر را روزہ

اندیشہ ہو اور مسافر جس کی تفسیر اوپر بیان ہو چکی ہے ان کے لئے افطار جائز ہے اور اگر مسافر کے لئے

مضر نباشد بہتر آنست کہ روزہ دارد و اگر مسافر در جہاد باشد یا روزہ اورا مضر باشد او را

روزہ مُضر نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے اور اگر مسافر جہاد میں ہو یا روزہ رکھنا اس کے لئے مُضر ہو تو

افطار بہتر است و اگر بہ ھلاکت رساند افطار واجب است از روزہ عاصی شود و مریض و

اس کے لئے افطار بہتر ہے اور اگر ہلاکت تک پہنچ جائے تو افطار واجب ہے اور روزہ رکھنا باعث گناہ ہوگا اور بیمار و

مسافر کہ افطار کردہ بودند اگر در حالتِ ہماں مرض یا سفر مردند قضا واجب[4] نشود و اگر بعدِ

مسافر جنہوں نے افطار کیا تھا اگر اسی سفر یا بیماری کی حالت میں مر جائیں تو قضا واجب نہ ہوگی اور اگر تندرستی

صحت و اقامت مُردند ھر قدرِ ایام کہ بعدِ صحت و اقامت دریافتند ہماں قدر روزہ را قضا

اور اقامت کے بعد انتقال ہوا تو تندرستی اور اقامت کے بعد جتنے دن ملے ہوں (اور زندہ رہا ہو) اتنے ہی روزوں کی قضا

واجب شود چوں قضا نہ کردند بر ولی از ثلث مالِ آنہا بشرط وصیت واجب است

واجب ہوگی اگر قضا نہ کریں تو ولی (وارث) پر ان کے مال میں سے اس شرط کے ساتھ وصیت واجب ہے کہ وہ

کہ فدیہ دہد عوضِ ھر روزہ طعامِ مسکین بقدر صدقہ فطر و بدونِ وصیت واجب نیست

روزوں کا فدیہ دے ہر روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار کھانا دیا جائے اور اگر وصیت نہیں کی تو ولی پر فدیہ دینا

[1] فاسد شود۔ چونکہ غیبت کرنے والے کو مُردہ بھائی کا گوشت کھانے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے اوزاعیؒ نے فساد کا قول کیا ہے۔ عملِ معصیت۔ جس طرح آج کے جاہل لوگ روزہ بہلانے کے لیے طرح طرح کی بازیوں میں لگتے ہیں [2] مقبول نیست۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے روزے سے خوش نہیں ہوتے [3] باطل شود۔ اس لیے کہ یہ فعل بھی جماع ہے۔ مریض۔ اگر تندرست کو بھی روزہ رکھنے میں مرض پیدا ہو جانے کا خیال ہو تو بھی اس کا یہی حکم ہے لیکن مرض کا خوف یا مرض کی زیادتی کا خوف جب ہوگا جب تجربہ اس پر شاہد ہو یا کوئی مسلمان حاذق طبیب بتائے۔ بالا یعنی نماز کے قصر کے بیان میں [5] روزہ دار۔ چونکہ رمضان کی فضیلت اس کو حاصل ہو جائے گی۔ در جہاد۔ اگر روزہ رکھنے سے کمزوری کا خیال ہو۔ عاصی شود۔ آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی موقع پر فرمایا تھا کہ سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے [4] واجب نشود۔ اس لیے کہ معذور پر قضا جب ضروری ہوتی ہے جب کہ عذر ختم ہونے کے بعد قضا کرنے کا وقت اس کو ملے ثلثِ مال۔ مال کا تہائی حصہ۔ فدیہ۔ عوض۔ بقدر صدقہ فطر۔ ایک سیر گیارہ چھٹانک گیہوں یا تین سیر چھ چھٹانک جَو۔

واگر تبرع[1] کند صحیح شود۔ مسئلہ۔ قضائے رمضان اگر خواہد پے در پے گزارد و اگر خواہد متفرق

واجب نہیں ہے اگر تبرع واحسان کرے اور فدیہ دیدے تو صحیح ہوگا رمضان کی قضائے روزے اگر چاہے مسلسل رکھے اور چاہے متفرق

اگر تمام سال قضا نہ کرد و رمضانِ دیگر آمد روزۂ رمضان دیگر ادا کند پستر بابتِ رمضان

اگر پورے سال قضا نہ کرے اور دوسرا رمضان آجائے تو دوسرے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد پہلے رمضان

اوّل قضا کند و دریں صورت ہیچ فدیہ واجب نیست مسئلہ۔ شیخ[2] فانی کہ از روزہ عاجز

کے روزہ کی قضا کرے۔ اس صورت میں (تاخیر کی بنا پر) کوئی فدیہ واجب نہیں ہے شیخ فانی کہ جو روزہ رکھنے سے عاجز

باشد افطار کند و عوضِ ہر روزہ بقدر صدقۂ فطر اطعام کند پس تر اگر قدرتِ روزہ بہم رسید

(ضعیفی کی وجہ سے) ہو ہر روزہ کے بدلہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار کھانا دیدے اس کے بعد اگر وہ روزہ رکھنے پر قادر ہو

قضا بروے واجب شود مسئلہ۔ زنِ حاملہ یا شیر دہندہ اگر بر نفسِ خود یا بچۂ خود

گیا تو اس پر قضا واجب ہوگی حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنے نقصان یا بچہ کی مضرت کا

خوف کند افطار کند و قضا کند فدیہ واجب نیست۔

قوی خوف ہو تو افطار کرے اور قضا کرے کوئی فدیہ اس پر واجب نہیں ہے۔

فصل۔ روزۂ نفل بہ شروع واجب شود مگر روزۂ ایامِ منہیہ و افطار روزۂ نفل بے عذر

نفل روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے لیکن وہ دن جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے انہیں شروع کرنے سے واجب نہ ہوگا

روا نیست و بہ عذر رواست و ضیافت ہم عذر است افطار کند و قضا لازم شود۔

بلا عذر نفل روزہ افطار کرنا جائز نہیں اور عذر کی بنا پر جائز ہے میزبانی بھی عذر ہے (اس کی وجہ سے) افطار کرلے اور اس کی قضا لازم ہوگی

مسئلہ۔ اگر در روزِ رمضان طفل بالغ شد یا کافر مسلمان گشت یا مسافر مقیم شد یا حائضہ

اگر رمضان میں دن کے وقت بچہ بالغ ہوگیا یا کافر مسلمان ہوگیا یا مسافر مقیم ہوگیا یا حائضہ

پاک شد امساکِ[3] باقی روز واجب شود و امساک کرد یا نہ کرد در ہر دو صورت قضا واجب

پاک ہوگئی تو دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے (اور روزہ توڑنے والی چیزوں سے رکنا) واجب ہوگیا اور رکے یا نہ رکے دونوں صورتوں میں اس بالغ ہونے

نشود مگر بر مسافر و حائض مسئلہ۔ روزِ عید الفطر و عید الاضحیٰ و ایامِ تشریق روزہ حرام است

والے بچہ پر قضا واجب نہ ہوگی لیکن مسافر اور حائضہ پر واجب ہوگی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

[1] تبرع۔ احسان۔ متفرق۔ یعنی بیچ میں روزے نہ رکھے۔ ہیچ فدیہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس کو فدیہ بھی دینا پڑے گا۔ [2] شیخ فانی۔ وہ بڈھا جس کی طاقت روز بروز گھٹتی جارہی ہے۔ اطعام کند۔ یعنی فقیروں کو دے۔ شیر دہندہ۔ یعنی جو بچہ کو دودھ پلاتی ہے۔ فدیہ۔ نیز کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔ ایام منہیہ۔ وہ دن جن میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے یعنی عیدین اور ایام تشریق۔ ضیافت۔ خواہ مہمان کی خاطر کھانا پڑے [3] امساک۔ کھانے پینے سے رکنا۔ اگر روزے کی حالت میں سفر شروع کیا تو اس روزے کو پورا کرنا ضروری ہے۔ مسافر و حائض۔ اور اسی طرح مجنون کو اس دن کی قضا کرنا ضروری ہے۔

از شروع دراں روز روزہ واجب نشود[1] لیکن اگر نذر کرد روزۂ ایں ایام را یا روزۂ تمام سال
ان دنوں میں سے کسی دن میں روزہ شروع کیا جائے تو روزہ واجب نہ ہوگا لیکن اگر ان دنوں کے روزوں کی نذر کرے یا سال بھر کے روزوں کی نیت

را در هر دو صورت[2] دریں روزها افطار کند و قضا کند و اگر روزہ داشت عاصی شود لیکن
کرے دونوں صورتوں میں ان دنوں میں افطار کرے اور قضا کرے اور اگر روزہ رکھے تو گنہگار ہوگا مگر اس

نذر از ذمہ ساقط شود و قضا نیاید **فائدہ**۔ در حدیث آمدہ هر کہ بعدِ رمضان در شوال
کے ذمہ نذر ساقط ہوگی اور قضا لازم نہ ہوگی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رمضان شریف کے

شش روزہ دارد گویا[3] کہ تمام سال روزہ داشتہ باشد بعضے علماء گفتہ اند کہ شش روزہ
بعد مزید چھ روزے شوال میں رکھ لے تو گویا اس نے سال بھر روزے رکھے (سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا) بعض علماء فرماتے ہیں کہ شوال کے

در شوال متفرق دارد متصل عید الفطر ندارد تا تشبہ بہ نصاریٰ نشود لہذا متصل را مکروہ داشتہ اند
چھ روزے عید الفطر کے متصل نہیں بلکہ متفرق رکھے تاکہ عیسائیوں سے مشابہت نہ ہو لہذا وہ متصل رکھنے کو مکروہ قرار دیتے

و فتویٰ بر آنست کہ مکروہ[4] نیست و پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم در شعبان اکثر روزہ داشتے و در
ہیں فتویٰ اس پر ہے کہ مکروہ نہیں (کیونکہ عید کے دن کی وجہ سے رمضان کے روزوں سے اتصال باقی نہ رہا) رسول اکرمؐ شعبان کے زیادہ حصہ میں

بعضے احادیث بعدِ نصفِ شعبان از روزہ نہی آمدہ بجہت آنکہ ضعف مانع صومِ رمضان نہ
روزے رکھتے اور بعض احادیث میں نصف شعبان کے بعد روزہ کی مخالفت اسی وجہ سے ہے کہ ضعف کی وجہ سے رمضان کے روزوں میں

شود۔ **مسئلہ**۔ در ہر ماہ سہ روزہ داشتن مسنون است گاہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم
رکاوٹ پیدا نہ ہو ہر ماہ تین روزے رکھنا مسنون ہے کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایام بیض

روزہ ایام بیض[5] سیزدہم چہاردہم پانزدہم داشتہ و گاہے اوّل ماہ و گاہے آخر ماہ و گاہے در
کے روزے یا تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ میں روزے رکھتے اور کبھی مہینہ کے شروع میں اور کبھی مہینہ کے آخر میں اور کبھی

ہر عشرہ[6] یک روزہ و گاہے پنجشنبہ و دوشنبہ و پنجشنبہ یا دوشنبہ و پنج شنبہ و
ہر عشرہ میں ایک روزہ اور کبھی جمعرات اور پیر اور جمعرات یا پیر اور جمعرات اور

دوشنبہ و گاہے در یک ماہ شنبہ یکشنبہ دوشنبہ و در ماہِ دوم سہ شنبہ چہار شنبہ پنجشنبہ
پیر اور کبھی ایک ماہ میں ہفتے اتوار پیر اور دوسرے مہینہ میں منگل بدھ جمعرات

[1] نہ شود۔ چونکہ اس کا شروع کرنا ہی درست نہیں ہے۔ نفل شروع کرنے سے جب واجب ہوتا ہے جب کہ شروع کرنا درست ہو۔ [2] درہر دو صورت۔ یعنی خاص ان دنوں روزے کی نذر یا پورے سال کے روزے کی نذر جس میں یہ دن بھی داخل ہو گئے [3] گویا کہ تمام سال۔ علماء نے لکھا ہے ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ اس لحاظ سے ایک ماہ رمضان کے روزے رکھنے سے دس مہینوں کے روزوں کا ثواب مل گیا۔ اب دو ماہ باقی رہے۔ اگر چھ دنوں میں روزے رکھے گا تو دس گنے کے حساب سے ساٹھ دن یعنی دو ماہ کا ثواب مل جائے گا۔ لہٰذا یہ آدمی گویا پورے سال کا روزہ دار رہے [4] مکروہ نیست۔ عید کے دن کی وجہ سے اتصال ختم ہو جائیگا۔ تو نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ رہے گی۔ ضعف۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ اس کے آخر شعبان میں روزے رکھنے سے رمضان کے روزوں میں خلل نہیں پڑتا تو اس کے لیے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ [5] ایام بیض۔ یعنی وہ دن جن کی راتیں چاندنی کی ہیں۔ [6] در ہر عشرہ۔ یعنی مہینے کے ہر دس دن میں ایک روزہ۔ اس طرح مہینہ میں تین روزے ہو جائیں گے۔

روزِ[1] عرفہ ہر کہ روزہ دارد دو سالہ گناہ او بخشیدہ شود سالے گزشتہ و سالے آئندہ و اگر
کا روزہ رکھتے تھے جو شخص ذی الحجہ کی نویں تاریخ (یوم عرفہ) کا روزہ رکھے اس کے دو برس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں یعنی گزشتہ سال کے اور آنے والے سال کے

روزِ عاشورہ روزہ دارد یک سالہ گزشتہ گناہ او بخشیدہ شود و مستحب آنست کہ با عاشورہ
اور اگر محرم کی دسویں تاریخ (عاشورہ) کا روزہ رکھے تو سال بھر کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ عاشورہ کے

یک[2] روز اوّل یا یک روز بعد ازاں روزہ داشتہ باشد و روزۂ روزِ جمعہ تنہا نزدِ بعضے
روزہ کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھا جائے (تاکہ یہود سے مشابہت نہ ہو) بعض علماء کے نزدیک تنہا جمعہ

علماء مکروہ است و نزدِ ابی حنیفہؒ و محمدؒ مکروہ نیست مسئلہ صومِ دہر و صومِ وصال مکروہ
کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے صوم دہر (عمر بھر لگاتار روزے) اور صوم وصال

است و بہترین صیام صیامِ داؤدؑ است کہ یک روز روزہ دارد و یک روز افطار کند بشرطیکہ
(پے در پے روزے) رکھنا مکروہ ہے۔ روزہ رکھنے کا بہترین طریقہ حضرت داؤدؑ کے روزے رکھنے کا ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے بشرطیکہ

مداومت[3] برآں تواند کرد کہ عبادتِ دوام[4] بہتر است مسئلہ زن را بدون اذنِ شوہر و بندہ
کہ اس پر ہمیشگی ممکن ہو کہ عبادت پر دوام و ہمیشگی بہتر ہے عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اور غلام

را بدونِ اذنِ مالک روزہ نفل نباید داشت۔
کو مالک کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھنا چاہئے

فصل۔ اعتکاف در مسجد عبادت است و در مسجدِ جامع اولیٰ و واجب می شود اعتکاف
مسجد میں اعتکاف عبادت ہے اور جامع مسجد میں زیادہ بہتر ہے اعتکاف کی نذر کرلی جائے

بہ نذر و آں عبارت است از ماندن در مسجد بہ نیتِ اعتکاف و اقلّ آں یک روز است
تو واجب ہو جاتا ہے اعتکاف سے مراد مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا اور اس کی کم سے کم مدت امام ابو حنیفہؒ

نزدِ امام اعظمؒ و اکثر روز نزد ابی یوسفؒ و یک ساعت نزدِ محمدؒ و اعتکاف
کے نزدیک ایک دن ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دن کا اکثر حصہ اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک ساعت (گھڑی)

---

[1] روز عرفہ۔ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ۔ عاشورہ۔ محرم کی دسویں تاریخ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ پہنچے تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ اس دن کے روزہ کا کیا سبب ہے۔ یہود نے بتایا کہ حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے اس دن نجات ملی تھی اور فرعون اسی دن بحر قلزم میں ڈوبا تھا حضرت موسیٰؑ اس دن شکرانے کا روزہ رکھتے تھے۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا تو پھر تو ہمیں تم سے بھی زیادہ حضرت موسیٰؑ کے اتباع کا حق ہے۔ آپؐ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اب عاشورہ کا روزہ اختیاری ہے۔ جو چاہے رکھے [2] یک روز اوّل۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اگر آئندہ سال زندہ رہا تو محرم کی دسویں کے ساتھ نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ صوم دہر۔ یعنی تمام عمر مسلسل روزے رکھنا۔ صوم وصال۔ یعنی ایک روزہ افطار کئے بغیر دوسرا روزہ شروع کر دینا۔ صیام داؤد۔ حضرت داؤد نبیؑ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کرتے تھے [3] مداومت۔ ہمیشگی [4] دوام۔ یعنی وہ عبادت جس کی انسان پابندی کر سکے۔ نباید داشت فرائض کے مقابلہ میں بندوں کے حق کا اعتبار نہیں لیکن نوافل کی ادائیگی سے اگر بندوں کے حقوق تلف ہوں تو نفل کی ادائیگی درست نہیں۔ در مسجد۔ یعنی جس میں پنج وقتہ جماعت ہوتی ہو۔ اعتکاف کے لیے سب سے بہتر مسجد مسجد حرام ہے۔ پھر مسجد نبوی، پھر بیت المقدس۔ پھر جامع مسجد۔ پھر وہ مسجد جس میں نمازی زیادہ ہوتے ہوں۔

عشرۂ اخیرۂ رمضان سنتِ[۱] مؤکدہ است و روزہ در اعتکافِ واجب شرط است و

رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے اور واجب اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور

ہمچنیں در نفل در روایتے وزن در مسجد خانہ اعتکاف کند مسئلہ معتکف از مسجد

ایک روایت کے اعتبار سے نفل اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے اور عورت گھر کی مسجد (مقرر کردہ جگہ) میں اعتکاف کرے معتکف مسجد سے پاخانہ،

برنیاید مگر برائے بول[۲] و غائط یا نمازِ جمعہ در وقتیکہ جمعہ را باسنت تواں یافت و در مسجدِ

پیشاب اور نمازِ جمعہ کے علاوہ کے لیے باہر نہ آئے اور نمازِ جمعہ کے لیے ایسے وقت پہنچے کہ جمعہ سے قبل کی سنت پڑھ سکے اور جامع مسجد

جامع زیادہ ازاں درنگ نہ کند و اگر درنگ کرد اعتکاف فاسد نشود۔ مسئلہ۔ اگر معتکف

میں زیادہ دیر نہ لگائے اگر تاخیر کرے (تب بھی) اعتکاف فاسد نہ ہوگا اگر اعتکاف

بے عذر یک ساعت از مسجد برآمد اعتکاف فاسد شد و نزدِ صاحبینؒ تاکہ اکثر روز

کرنے والا بلا عذر ایک ساعت مسجد سے باہر رہا تو اس کا اعتکاف فاسد ہوگیا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تاوقتیکہ

بیرونِ مسجد نباشد فاسد نشود و خوردن و نوشیدن و خفتن و بیع و شراء بدونِ

دن کے اکثر حصہ میں مسجد سے باہر نہ رہے اعتکاف فاسد نہ ہوگا کھانا پینا اور سونا اور سامان مسجد میں لائے بغیر خرید و

احضارِ متاع معتکف را جائز است نہ غیرِ معتکف را مسئلہ۔ معتکف را وطی

فروخت معتکف کے لئے جائز ہے معتکف کے علاوہ کے لئے مسجد میں جائز نہیں معتکف کے لئے ہمبستری

و دواعی وطی حرام است و از وطی اگرچہ بہ شب باشد یا بہ فراموشی باشد

اور دواعی وطی (ہمبستری پر آمادہ کرنے والے کام مثلاً بوسہ وغیرہ) حرام ہیں ہمبستری خواہ رات میں ہو یا بھول کر ہو اعتکاف فاسد

اعتکاف فاسد شود و از مس و قبلہ اگر انزال کند اعتکاف فاسد شود و[۳] الا نہ در

ہو جائے گا اور چھونے اور بوسہ لینے سے اگر انزال ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہوگا ورنہ نہیں اعتکاف

اعتکاف سکوت بالکلیہ مکروہ است و کلامِ بیہودہ مکروہ تر کلام بخیر کند مسئلہ۔ اگر

میں بالکل خاموش رہنا مکروہ ہے اور بیہودہ و فحش کلام زیادہ باعث کراہت ہے اعتکاف میں اچھا کلام کرے (دین کی بات کرے یا تلاوت و ذکر اللہ کرے) اگر

---

[۱] سنتِ مؤکدہ۔ یعنی اہلِ شہر میں سے اگر ایک نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب سبکدوش ہو جائیں گے ورنہ سب ملامت کے مستحق ہوں گے۔ واجب۔ یعنی جس اعتکاف کی نذر ہو وہ بدون روزے کے ادا نہ ہوگا۔ مسجد خانہ۔ اگر گھر میں مسجد بنی ہوئی نہ ہو تو گھر کے کسی گوشے کو منتخب کر کے اعتکاف کرے [۲] بول۔ پیشاب غائط۔ پاخانہ۔ باسنت۔ یعنی جمعہ مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ پہلی سنتیں ادا کر سکے اور بعد کی سنتوں کے لیے بھی ٹھہر سکتا ہے۔ فاسد شد۔ یعنی اگر اس نے اعتکاف شروع کرتے وقت ان چیزوں کے نکلنے کی نیت نہ کی ہو اور اعتکاف واجب ہو۔ بیع و شراء۔ خرید و فروخت کرنا۔ غیر معتکف۔ یعنی اس کو خرید و فروخت کسی طرح جائز نہیں۔ دواعی وطی۔ جیسے بوسہ لینا۔ گلے لگانا۔ قبلہ۔ بوسہ [۳] والا نہ۔ یعنی اگر انزال نہیں ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح سوتے ہوئے نہانے کی حاجت ہو جانے سے بھی اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ سکوتِ بالکلیہ۔ بالکل چپ رہنا۔ یہ دوسری قوموں میں ایک قسم کا روزہ ہے۔ اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کلام بخیر۔ بہتر ہے کہ قرآن پڑھے۔ حدیث کا مطالعہ کرے۔ دین کی باتیں کرتا ہے۔ شبہ آئے۔ ہاں اگر نذر کرتے وقت راتوں کا استثنا کر دیا ہے تو راتیں داخل نہ ہوں گی عہ جیسے کلام اللہ کا پڑھنا یا حدیث و فقہ یا درود و تسبیح وغیرہ۔

اعتکافِ چند روز را نذر کرد شبہائے[1] آں روزها ہم اعتکاف لازم شود و ہمچنیں در نذرِ اعتکاف

چند دن کے اعتکاف کی نیت کی تو ان دنوں کی راتوں میں بھی اعتکاف لازم ہوگا اسی طرح دو روز کے اعتکاف کی نذر میں دو راتوں کا اعتکاف بھی

دو روز اعتکافِ دو شب لازم و نزد ابی یوسفؒ اعتکافِ یک شب میانہ دو روز و اگر اعتکافِ

لازم ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دنوں کے درمیان آنے والی ایک رات کا اعتکاف لازم ہوگا اور اگر ایک

یک ماہ را نذر کرد اعتکافِ متصل یک ماہ لازم شود اگرچہ متصل نہ گفتہ باشد۔

مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی تو مسلسل ایک مہینہ کا اعتکاف لازم ہو گیا خواہ نذر کرتے ہوئے متصل کا لفظ نہ بھی کہا ہو

مسئلہ۔ اعتکاف بہ شروع لازم[2] شود مگر نزدِ محمدؒ۔

اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے (اور اعتکاف کی قلیل ترین مقدار پوری کرنی لازم ہوگی) لیکن امام محمدؒ کے نزدیک وہ مدت پوری کرنی لازم نہیں کیونکہ وہ تھوڑی دیر کا اعتکاف بھی درست کہتے ہیں

کِتَابُ الْحَجّ

یکے از ارکانِ اسلام حج است و آں فرضِ عین است اگر شرائطِ وجوبِ آں یافتہ شود۔

ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن حج ہے اور حج فرض عین ہے اگر اس کے واجب ہونے کی شرطیں پائی جائیں

و منکرِ آں کافر است و تارکِ آں باوجودِ شرائطِ[3] وجوب فاسق لیکن از بسکہ دریں دیار شرائط

اور اس کا منکر کافر ہے اور واجب ہونے کی شرطیں پائی جانے کے باوجود اس کا ترک کرنے والا فاسق ہے لیکن کیونکہ اس

کمتر موجود می شود و در عمر یک بار واجب است وقوعِ آں بار بار نمی شود۔ عند الحاجۃ

ملک میں واجب ہونے کی شرطیں بہت کم پائی جاتی ہیں (یہ مصنف اپنے دور کی باتیں کر رہے ہیں اب ایسا نہیں ہے) اور حج عمر میں ایک بار واجب ہے

مسائل آں می تواں آموخت لہٰذا مسائلِ حج دریں رسالۂ مختصر ذکر نہ کردہ شد۔ واللہ اعلم۔

اس کا وقوع بار بار نہیں ہوتا بوقت ضرورت مسائل حج سیکھے جا سکتے ہیں لہٰذا حج کے مسائل اس مختصر رسالہ میں ذکر نہیں کئے گئے اللہ بہتر جانتا ہے

کِتَابُ التَّقْوٰی

بعدِ اتیانِ ارکانِ اسلام دانستنِ حرام و مکروہ و مشتبہ و پرہیز از مشتبہات بنا بر

ارکانِ اسلام پر عمل کرنے کے بعد حرام اور مکروہ اور مشتبہ کا جاننا اور مشتبہات سے اس بنیاد پر پرہیز و احتیاط کر کہیں

[1] شبہائے۔ ہاں اگر نذر کرتے وقت راتوں کا استثناء کر دیا ہے تو راتیں داخل نہ ہوں گی [2] لازم شود۔ یعنی اب اس کو اعتکاف کی کم از کم مقدار کو پورا کرنا ضروری ہوگا۔ نزدِ محمدؒ۔ چونکہ ان کے نزدیک تھوڑی دیر کا اعتکاف ہو سکتا ہے۔ کتاب الحج۔ حج کے لغوی معنے قصد و ارادہ کے ہیں شرعاً میدانِ عرفات میں نویں ذی الحج کو احرام کی حالت میں قیام کرنا، کعبہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی دسویں کو رمی۔ ذبح۔ طواف کعبہ کرے اور سر منڈائے اور تین دن تک جمروں کی رمی کرے [3] شرائط۔ آزاد ہونا۔ عقل۔ بلوغ۔ اسلام۔ اندھا و اپاہج نہ ہونا۔ ایسا مریض نہ ہونا جو سفر نہ کر سکے۔ بیت اللہ آنے جانے اور واپسی تک کے لئے اہل و عیال کے خرچ کا مالک ہونا۔ راستہ کا پُر امن ہونا۔ عورت کے لئے کسی محرم کا ساتھ ہونا یہ سب باتیں حج کے وجوب کی شرائط ہیں۔ کمتر موجود می شود۔ یہ مصنف کے زمانہ کی بات ہے۔ اب یہ صورت نہیں ہے۔ عند الحاجۃ۔ ضرورت کے وقت [4] تقویٰ۔ پرہیزگاری۔ اتیان۔ عمل کرنا۔ مکروہ۔ مکروہ تحریمی وہ کام ہے جس کا کرنے والا جہنم کے عذاب کا مستحق نہیں ہے مگر ناراضی اور شفاعت سے محرومی کا مستحق ہے۔ مکروہ تنزیہی وہ ہے جس سے بچنا چاہئے لیکن حلال کے قریب ہے۔ مشتبہ۔ وہ کام ہے جس کا حلال یا حرام ہونا واضح نہ ہو۔

احتیاط از وقوع در حرام و مکروہ از ضروریاتِ اسلام است۔

حرام و مکروہ میں مبتلا نہ ہو جائیں ضروریاتِ اسلام میں سے ہے

فصل۔ در خوردن۔ خوردنِ میتۃ[1] یعنی جانورے کہ بخود مُردہ باشد و جانورے کہ آنرا کافرِ[2]

کھانے کے بیان میں۔ مُردار کھانا یعنی وہ جانور کہ اپنے آپ مرگیا ہو اور وہ جانور جسے غیر کتابی کافر

غیر کتابی ذبح کردہ باشد حرام است و ہمچنیں جانورے کہ آں را مسلمان یا کتابی ذبح

نے ذبح کر دیا ہو حرام ہے اور اسی طرح وہ جانور کہ اسے مسلمان یا کتابی (یہودی یا عیسائی) نے

کردہ باشد و عمداً بسم اللہ ترک کردہ باشد حرام است و اگر بہ نسیان ترک کردہ باشد

ذبح کیا ہو اور قصداً بسم اللہ ترک کردی ہو حرام ہے اور اگر بھول سے ترک ہو گئی تو

نزدِ مالکؒ حرام است و نزدِ امام اعظمؒ حلال است مسئلہ۔ خوردنِ درندہ از چہار پائگان[3]

امام مالکؒ کے نزدیک حرام اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے چوپاؤں اور پرندوں، درندوں میں سے

و پرندگان اگرچہ کفتار و روباہ باشد و فیل و خر و استر و خزندہائے زمین مثلِ موش

(پھاڑنے والے اور کچلیوں کے ذریعے شکار کرنے والے جانوروں) کا کھانا خواہ وہ بجو اور لومڑی ہوں اور ہاتھی و گدھا و خچر اور زمین کے اندر بلوں میں

اہلی و دشتی و ابن عرس وغیرہ حشرات چوں زنبور و سنگ پشت و مانند آں و جانورے کہ

رہنے والے جانور مثلاً چوہا گھر اور جنگل میں رہنے والا اور نیولا وغیرہ حشرات (زمینی کیڑے و جانور) مثلاً بھڑ اور کچھوا اور ان کے مانند اور

غالب قوتِ وے نجاست باشد حرام است و زاغ کہ دانہ و نجاست ہر دو می خورد مکروہ است و

وہ جانور جن کی زیادہ تر غذا نجاست ہو حرام ہیں اور کوا کہ نجاست اور دانہ دونوں کھاتا ہے اس کا کھانا مکروہ ہے

اسپ حلال است و نزدِ امام اعظمؒ مکروہ و زاغِ زراعت کہ فقط دانہ می خورد و خرگوش

گھوڑا حلال ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور کھیتی پر رہنے والا کوا کہ محض دانہ کھاتا ہے اور خرگوش

و دیگر حیواناتِ برّی حلال اند و از حیواناتِ دریا نزدِ امام اعظمؒ سوائے ماہی بجمیع اقسام خود

اور دوسرے خشکی کے جانور حلال ہیں اور دریائی جانوروں میں سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مچھلی کے علاوہ کسی قسم کا جانور

---

[1] میتۃ۔ مُردار۔ بہنے والا خون۔ سُنُوہ۔ بلندی سے گر کر مرنے والا جانور۔ مشرک کا ذبح کیا ہوا۔ خدا کے نام کے سوا کسی اور کے نام سے ذبح کیا ہوا بھی مُردار کے حکم میں داخل ہے [2] غیر کتابی۔ جیسے آتش پرست، بت پرست، مُرتد وغیرہ۔ ذبح۔ اطمینان کی حالت میں اس طور پر ہوتا ہے کہ کسی دھاردار چیز سے، سانس لینے کی نالی۔ کھانا پینا جانے کی نالی۔ وہ دونوں رگیں جو خون کی ہیں بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کاٹی جاتیں۔ مجبوری کی حالت میں (جیسا کہ شکار) بدن کے کسی حصہ میں زخم لگا دینا ذبح سمجھا جائیگا۔ حرام است مردار کے حکم میں ہے [3] درندہ از چہارپائگان۔ چوپاؤں میں درندے وہ کہلاتے ہیں جو اپنی کچلیوں کے ذریعے دوسرے جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ پرندگان۔ پرندوں میں درندے وہ کہلائیں گے جو پنجے کے ذریعے دوسرے جانوروں کا شکار کرتے ہیں۔ طوطا اگرچہ پنجے سے کھاتا ہے لیکن شکار نہیں کرتا۔ لہٰذا حلال ہے۔ کفتار۔ بجو۔ روباہ۔ لومڑی۔ خر۔ یعنی پالتو گدھا۔ جنگلی گورخر حلال ہے۔ استر۔ خچر۔ خزندہائے زمین۔ وہ جانور جو زمین میں بلوں میں رہتے ہیں۔ ابن عرس۔ نیولا۔ زنبور۔ بھڑ۔ سنگ پشت۔ کچھوا۔ قوت۔ غذا [4] زاغِ زراعت۔ کھیتی کا کوا۔ وہ کوا حرام ہے جو صرف نجاست پر گزارہ کرتا ہے۔ بری۔ خشکی کے رہنے والے۔ ماہی بجمیع اقسام۔ یعنی مچھلی کی تمام قسمیں خواہ چھلکے دار ہوں یا نہ ہوں۔

ہیچ جانور حلال نیست و ماہی اگر در دریا مُرد و بر روئے آب آمدؔ[1] حرام است نزدِ

حلال نہیں ہے اور مچھلی اگر دریا میں مرکر پانی کی سطح پر آجائے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرام ہے

امام اعظمؒ و ماہی و جراد را ذبح شرط نیست مسئلہ۔ خوردن بقدرے کہ قوامِ

مچھلی اور ٹڈی کو ذبح کرنا شرط نہیں ہے[a] اتنا کھانا کہ جس سے زندگی باقی

زندگی باشد فرض است و بقدرے کہ بداں نماز استادہ تواں خواند وقوّت بر روزہ

رہے فرض ہے اور اتنا کھانا کہ نماز کے لئے کھڑا ہو سکے اور روزہ رکھنے کی قوت حاصل

حاصل شود مستحبؔ[2] است و تا نصفِ شکم مسنون و تا پُری شکم مباح است واگر بہ

ہو جائے مستحب ہے اور آدھے پیٹ اور شکم بھر کر کھانا مباح (جائز) ہے اگر جہاد کے

نیتِ قوت بر جہاد و تحصیلِ علوم دینی بخورد مستحب باشد و زیادہ از پُری شکم حرام است

لئے حصولِ قوت اور علوم دینیہ کی تحصیل میں قوت کی نیت سے کھائے تو مستحب ہوگا اور پیٹ سے زیادہ کھانا حرام ہے لیکن اگلے دن روزہ

مگر بقصدِ روزہ فردا یا بخاطرِ مہمان مسئلہ۔ در حالتِ مخمصہ یعنی در وقتِ اندیشۂ مرگ

رکھنے کی غرض سے یا مہمان کی خاطر کھائے تو اور بات ہے (مضائقہ نہیں) مخمصہ یعنی بھوک سے مرجانے کے اندیشہ کے وقت اگر کھانے کی حلال چیز

از گرسنگی اگر ماکولے حلال نیابد میتہ و مانندِ آں محرمات حلال شود بلکہ فرض شود خوردن آں نزدِ

میسر نہ ہو تو مردار وغیرہ حرام چیزوں کا کھانا صرف اس قدر حلال ہے کہ جان بچ سکے بلکہ امام اعظمؒ کے نزدیک ان کا کھانا

امام اعظمؒ اگر نخورد و بمیرد آثم شود لیکن بقدرِ سدِّ رمق خورد شکم سیر نخورد۔ نزدِ ابی حنیفہؒ

فرض ہے اگر نہ کھائے اور مرجائے تو گنہگار ہوگا لیکن شکم سیر ہو کر نہ کھائے امام ابو حنیفہؒ،

و در قولے از شافعیؒ و احمدؒ و نزدِ مالکؒ شکم سیر خورد و در ہم چنیں حالت اگر مالِ غیر مقدارِ

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ایک قول میں یہی حکم ہے اور مالکؒ کے نزدیک پیٹ بھر کے کھائے اور اسی طرح غیر کے مال سے جان بچانے کے بقدر کھائے

سدِ رمق خورد بہ نیتِ ادائے قیمتِ آں روا باشد لیکن اگر احتیاط کرد و بمُرد ماجور شود آثم نشود

اور اس کی قیمت ادا کرنے کی نیت ہو تو جائز ہے لیکن اگر احتیاط کرے (اور نہ کھائے) اور مرجائے تو ثواب پائیگا اور

مسئلہ۔ دوا خوردن در بیماری جائز است واجب نیست اگر دوا نہ خورد و بمرد آثم نہؔ[3]

گنہگار نہیں ہوگا بیماری میں دوا کھانا جائز ہے واجب نہیں ہے اگر دوا نہ کھائی اور انتقال ہوگیا تو

شود۔ مسئلہ۔ خوردنِ انواعِ فواکہ و اطعمۂ لذیذہ جائز است لیکن اسراف در آں

گنہگار نہ ہوگا پھل، میوے اور لذیذ کھانے کھانا جائز ہے مگر ان میں فضول خرچی اور زیادتی

---

[1] آمد۔ یعنی اُلٹی ہو کر پانی کی سطح پر آجائے۔ جراد۔ ٹڈی۔ قوام زندگی۔ یعنی جس سے زندگی قائم رہے۔ لہٰذا بھوکا رہ کر جان دینا جائز نہیں [2] مستحب۔ بعض لوگ اس کو بھی فرض کہتے ہیں۔ زیادہ۔ یعنی اس قدر کھانا کہ بدہضمی کا احتمال پیدا ہو جائے۔ مخمصہ۔ یعنی بھوک سے جان نکلنے کی حالت۔ ماکول۔ کھانے کی چیز۔ یہی پینے کی چیز کا حکم ہے۔ سدِّ رمق۔ جان نکلنے کو روکنا۔ شکم سیر۔ پیٹ بھر کر۔ ماجور شود۔ ثواب ملیگا۔ آثم۔ گنہگار [3] آثم نشود۔ چونکہ دوا سے جان بچنا یقینی نہیں۔ ہاں بھوک سے جس وقت مر رہا ہے۔ کھانے سے جان بچنا یقینی ہے لہٰذا نہ کھانا، تو گویا بھوکا نہ کھائیگا (باقی اگلے صفحہ پر)

[a] اسی وجہ سے کافر کی شکاری ہوئی مچھلی بھی حلال ہے۔

وافراط ممنوع است مسئلہ استعمالِ ظروفِ[۱] طلا و نقرہ برمرد وزن حرام است مسئلہ۔
ممنوع ہے سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال مردوں اور عورتوں سب پر حرام ہے

شرابِ انگوری از آبِ[۲] خام انگور کہ مسکر شود وکف آرد نجس است بہ نجاستِ
انگور کی شراب جو انگور کے خام (بغیر جوش دیئے ہوئے) عرق کی ہو اور وہ نشہ آور اور جھاگدار ہوجائے تو وہ ناپاک اور

غلیظہ وحرام است قطعی منکرِ آں کافر است و شرابے کہ از خرمائے[۳] تر سازند یا از کشمش
نجاستِ غلیظہ اور بلاشبہ بالکل حرام ہے اسکے حرام ہونیکا انکار کرنیوالا کافر ہے اور تر چھواروں سے بنائی جانے والی شراب (نقیع) یا

کہ مسکر شود وکف آرد وطلاء کہ آبِ انگور بپزند چوں کمتر از دو ثلث خشک شود بگذارد
کشمش سے کہ نشہ آور اور جھاگدار ہوجانے اور انگور کے عرق کو پکا کر بنائی جانے والی شراب (جسے طلاء کہتے ہیں) کہ جب وہ تہائی سے کم عرق ہوجاتا ہے تو

تا مسکر شود وکف آرد ایں ھر سہ قسم نجس است بنجاستِ خفیفہ وہمچنیں دیگر اشربہ
چھوڑ دیتے ہیں تاکہ نشہ آور اور جھاگ دار ہوجائے یہ تینوں قسمیں نجاستِ خفیفہ (ہلکی نجاست) کے ساتھ نجس ہیں اسی طرح دوسری کھجور یا

از تمر یا زبیب بعد پختن یا از عسل[۴] یا انجیر یا گندم یا جو یا جوار وغیر آں آنچہ مسکر باشد وہمچنیں
منقی کو پکانے کے بعد یا شہد یا انجیر یا گیہوں یا گندم یا جو یا جوار وغیرہ سے تیار کی جانے والی شرابیں جو نشہ آور ہوتی

مثلث عنبی کہ آبِ انگور بعد پختن یک ثلث باقی ماندہ باشد ایں ہمہ مسکرات نزد امام محمدؒ
ہیں اسی طرح وہ شراب جو (عرق) انگور سے اس طرح بناتے ہیں کہ پکنے کے بعد ایک تہائی باقی رہ جاتی ہے یہ سب نشہ آور اور امام محمدؒ کے

حرام است اگرچہ یک قطرہ ازاں خورد نجس است بنجاستِ خفیفہ رسول فرمود صلی اللہ
نزدیک حرام ہیں اگرچہ ایک قطرہ بھی ان کا پیئے اور یہ نجاستِ خفیفہ کے ساتھ نجس ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم ھرچہ کثیرِ آں سکر آرد قطرۂ ازاں حرام است وھرچہ مسکر ست خمر است
کا ارشاد ہے جس کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اور جو چیز نشہ آور ہو وہ شراب ہے۔

یعنی ہمچو خمر است در حرمت ونجاست ونزدِ امام ابی حنیفہؒ سوائے چہار شرابِ[۵] سابقہ
یعنی حرمت اور نجاست میں شراب کی طرح ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان چار شرابوں (نقیع، سکر، طلاء، شراب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور مرگیا تو گنہگار ہوگا۔ اسراف۔ فضول خرچی۔ روٹیوں کے کنارے چھوڑ دینا یا پھولی پھولی کھانا بقیہ چھوڑ دینا۔ جب کہ کوئی دوسرا کھانے والا نہیں۔ اسراف میں داخل ہے ــــ صفحہ ہذا۔[۱] ظروفِ طلاء ونقرہ۔ سونے چاندی کے برتن [۲] آبِ خام انگور۔ انگور کا بدون جوش دیا ہوا عرق۔ مسکر۔ نشہ لانے والا۔ کف۔ جھاگ۔ حرام اگر اسے تھوڑا سا حصہ بھی پی لیا جس سے نشہ نہ بھی چڑھا ہو تو پینے والے کو کوڑے لگائے جائیں گے [۳] خرمائے تر۔ چھواروں کو بھگو کر بغیر پکائے جو شراب تیار کرتے ہیں اس کو نقیع کہتے ہیں۔ طلاء۔ وہ شراب جو انگور کے عرق سے بنائی جاتی ہے۔ اس عرق کو پکا کر آدھے سے ذرا زیادہ خشک کر دیتے ہیں۔ پھر اس کو دھوپ میں رکھ دیتے ہیں جب اس میں جوش آجاتا ہے تو وہ نشہ آور ہوجاتی ہے۔ ہر سہ قسم۔ یعنی سکر، نقیع، طلاء، اشربہ، شرابیں [۴] عسل۔ شہد، مثلث عنبی یعنی وہ شراب جو انگور کے عرق سے اس طرح بنائی جائے کہ عرق کو پکا کر دو تہائی خشک کر دیا جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے۔ مسکرات۔ نشہ آور چیزیں۔ ہرچہ۔ یعنی جو ایسی نشہ آور چیز ہو کہ اس کی زیادہ مقدار پینے سے نشہ ہوجائے اس کے چند قطرے بھی حرام ہیں اور جو نشہ آور چیز ہے وہ شراب ہے [۵] چہار شراب۔ سکر، نقیع، طلاء اور وہ شراب جو انگور کے عرق سے بغیر پکائے بنائی جائے۔ سابقہ۔ جن کا ذکر پہلے گزرا۔

از اشربۂ لاحقہ[1] آنچہ بقصدِ لہو خورد حرام است و اگر بقصدِ قوت خورد جائز باشد لیکن

(انگوری) کے علاوہ وہ شرابیں جن کا ذکر بعد میں ہوا تفریح وکھیل کی غرض سے پینا حرام ہے اور قوت حاصل کرنے کے لیے پئے تو جائز ہے لیکن

ایں قولِ امام متروک است وفتوٰی برقولِ محمدؒ است مسئلہ۔ از خمر ہیچ[2] نفع گرفتن جائز

امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول متروک ہے اور امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے (کہ یہ بھی حرام ہیں) شراب سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں

نیست پس چہارپایہ را ہم ازاں تداوی نباید کرد وطفل را ہم دادہ نشود و در مرہم زخم

لہٰذا بچہ اور چوپایہ کو بھی اس میں سے بطور دوا نہ دینی چاہیئے اور زخم کے مرہم میں

ہم نینداختہ شود۔ مسئلہ۔ وقتِ خوردن طعام وآب سُنّت آنست کہ اوّل بسم اللہ[3]

بھی نہ ڈالنی چاہیئے کھانا کھاتے وقت اور پانی پیتے وقت مسنون ہے کہ بسم اللہ کہے اور آخر

گوید وآخرش الحمد للہ و اوّل وآخر دست بشوید وآب بہ سہ کرّت بنوشد ہر بار

میں الحمد للہ کہے اور اوّل وآخر ہاتھ دھوئے اور تین بار پانی پئے ہر مرتبہ

بسم اللہ والحمد للہ گوید۔ مسئلہ۔ شیرِ اسپ بسبب سکر وبول ماکول اللحم حرام است

بسم اللہ اور الحمد للہ کہے گھوڑی کا دودھ نشے کے سبب حرام ہے اور حلال جانوروں کا پیشاب بھی حرام ہے

مسئلہ۔ گوشت کہ از مسلمان یاکتابی خریدہ شود حلال است وآنکہ از بُت پرست خریدہ

وہ گوشت جو مسلمان یاکتابی سے خریدا جائے حلال ہے اور بت پرست سے خریدا

شود حرام است مسئلہ۔ برقبولِ ہدیہ قولِ عبد وامۃ وطفل مقبول است مسئلہ۔ اگر

جانے والا گوشت حرام ہے ہدیہ قبول کرنے میں غلام اور باندی اور بچہ کا قول (کہ مثلاً یہ فلاں دوست نے بھیجا ہے) قابلِ قبول ہے۔ اگر

عادل بطہارت یا بنجاست آب خبر دہد قبول کردہ شود واگر فاسق یا مستور الحال بنجاست

عادل (ثقہ) شخص پانی کے پاک یا ناپاک ہونے کی اطلاع دے تو وہ قبول کی جائے گی اور اگر فاسق یا ایسا شخص جس کا حال پوشیدہ ہو

آب خبر دہد تحرّی کند و بہ غالب رائے عمل کند پس اگر در غلبۂ ظن صادق داند آب را ریختہ

(اور عادل ہونے یا نہ ہونے کی خبر نہ ہو) پانی کے ناپاک ہونے کی اطلاع دے تو تحری (غور وفکر) کرکے غالب رائے پر عمل کرے اس کے بعد اگر غالب گمان اس کے سچ بولنے

تیمم کند واگر در غلبۂ ظن کاذب داند وضو وتیمم ہر دو اگر کند بہتر باشد والّا وضو

کا ہو تو پانی کو گرا کر تیمم کرلے اور اگر غالب گمان کے مطابق جھوٹا ہو تو وضو اور تیمم دونوں کر لینا زیادہ بہتر ہے ورنہ (صرف) وضو

[1] لاحقہ۔ جن کا بعد میں ذکر آیا یعنی "دیگر اشربہ" کے ماتحت۔ لہو۔ کھیل۔ متروک۔ ناقابلِ عمل [2] ہیچ نفع۔ خواہ استعمال کے ذریعہ۔ تداوی۔ دوا کرنا [3] بسم اللہ۔ زور سے کہے تاکہ دوسرے بھی عمل کریں۔ سہ کرّت۔ تین مرتبہ۔ بولِ ماکول اللحم۔ ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ کتابی۔ جو قوم کسی آسمانی کتاب کو مانتی ہے۔ حرام۔ اگر مشرک یہ بتائے کہ میں یہ گوشت مسلمان سے خرید کر لایا ہوں تو اس کا استعمال جائز ہے [4] برقبول۔ یعنی اگر کوئی لونڈی کا بچہ یا غلام یہ کہے کہ یہ ہدیہ تمہارے فلاں دوست نے بھیجا ہے تو اس کا قول معتبر ہے۔ عادل۔ یعنی جو فاسق نہ ہو۔ فاسق۔ جو گناہِ کبیرہ کرتا ہو۔ مستور الحال۔ جس کی حالت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اس کو عادل یا فاسق نہ کہہ سکیں۔ تحرّی۔ ٹھیک بات سوچنا۔ غالب رائے۔ جس بات کا زیادہ خیال ہو۔ وتیمم۔ اس خیال سے کہ شاید خبر دینے والا سچا اور پانی ناپاک ہو۔

کند مسئلہ از بندۂ[1] تاجر قبولِ ضیافت جائز باشد و گرفتنِ پارچہ یا زرِ نقد یا غلّہ بدونِ
کریلہ تاجر کے غلام کی ضیافت قبول کرنا جائز ہے اور اس سے کپڑا یا نقد روپے یا غلہ اس کے

اجازتِ مولیٰ جائز نیست۔ مسئلہ قبولِ ضیافت و هدیۂ امرائے ظالم و زنِ رقّاصہ
آقا کی اجازت کے بغیر قبول کرنا جائز نہیں ہے ضیافت اور ہدیہ ظالم حاکموں اور رقاصہ اور

و مغنیہ و نائحہ کہ اکثر مالِ او از حرام باشد جائز نیست و اگر داند کہ اکثر مالِ او
مغنیہ (گانیوالی عورت) اور بین کرنے والی (اس کے ذریعے کمانے والی) سے کہ اس کے مال کا بیشتر حصہ حرام ہو قبول کرنا جائز نہیں ہے اور اگر

از حلال است جائز است۔
اس کے مال کے اکثر حصہ کے حلال ہونے سے آگاہ ہو تو ہدیہ اور ضیافت قبول کرنا جائز ہے۔

فصل۔ در لباس۔ پارچہ پوشیدن بقدرِ سترِ عورت و دفعِ سرما و گرمائے مہلک
لباس کے بیان میں۔ کپڑے پہننا ان حصوں کو چھپانے کے بقدر جن کا چھپانا ضروری ہے (سترِ عورت) اور جن سے ہلاک کرنے

فرض[2] است و زیادہ ازاں برائے زینت مامور و اظہارِ نعمتِ خدا و ادائے شکر مستحب
والی سردی اور گرمی سے بچاؤ ہو سکے فرض ہے اور اس سے زیادہ (دائرہ شرعی میں) جس زینت کا (عملاً) امر فرمایا گیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت

است و مسنون آنست کہ لباسِ انگشت نما[3] نہ پوشد و دامنِ دراز تا نصف ساق باشد
کا اظہار اور ادائے شکر مستحب ہے مسنون ایسا لباس پہننا کہ اسی کی طرف انگشت نمائی نہ ہو اور دامن نصف پنڈلی تک لمبا

و دامن تا شتالنگ جائز است و فروتر ازاں حرام است و شملہ یک وجب بہ نیتِ
اور ٹخنہ سے اوپر تک جائز ہے اور ٹخنے سے نیچا حرام ہے اور شملہ (عمامہ کا پسِ پشت لٹکنے والا کنارہ)

سنّت مستحب است و زیادہ تکلّف در لباس بنا بر اسراف و تکبّر حرام است یا مکروہ
سُنّت مستحب ہے اور لباس میں فضول خرچی اور تکبّر کے باعث زیادہ تکلف حرام یا مکروہ ہے اور اگر اسراف (فضول خرچی) اور تکبّر کی

و بدونِ آں مباح است مسئلہ معصفر[4] و مزعفر مرداں را حرام است نہ زناں
بنا پر نہ ہو تو مباح (جائز) ہے کسم کے پھولوں اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لئے حرام ہیں عورتوں کے

[1] از بندہ۔ چونکہ کارکنوں کو عموماً مالک کی طرف سے مہمان داری کی اجازت ہوتی ہے۔ ہدیہ دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ امرائے ظالم۔ جو جبراً حکومت کر رہے ہوں۔ رقاصہ۔ ناچنے والی۔ مغنیہ۔ گانے والی۔ نائحہ۔ رونے کا پیشہ کرنے والی جس کا بعض ملکوں میں رواج ہے۔ جائز نیست۔ چونکہ اس کی کمائی حلال نہیں۔ از حلال است۔ یعنی ان ناجائز پیشوں کے علاوہ اور کوئی آمدنی بھی ہے اور وہ زیادہ ہے۔ لباس۔ موٹے صوف کا لباس انبیاء کی سنت ہے۔ سب سے پہلے حضرت سلیمانؑ نے صوف کا لباس پہنا ہے [2] فرض است۔ یعنی ایسا لباس پہننا فرض ہے جو مہلک سردی یا گرمی سے بچا سکے۔ مامور۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ انسان کو ایسا لباس پہننا چاہیے جس سے انسان پر خدا کی نعمتوں کا اظہار ہو۔ لہٰذا باوجود اچھا لباس میسّر آسکنے کے خراب لباس اختیار کرنا مناسب نہیں ہے۔ آنحضورؐ نے بسا اوقات کئی کئی ہزار درہم کی چادر بھی زیبِ تن فرمائی ہے اور جب نہیں ہے تو پیوند لگا لباس بھی پہنا ہے۔ [3] انگشت نما۔ یعنی ایسا لباس جس کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھیں۔ دامن۔ یعنی تہ بند یا پائجامہ نصف پنڈلی تک ہونا سُنّت ہے اور ٹخنے سے اوپر تک جائز ہے لیکن اگر ٹخنے ڈھک جائیں یا اس سے بھی نیچے ہو جائے تو حرام ہے۔ شملہ۔ عمامہ کا وہ کنارہ جو کمر کے پیچھے لٹکایا جاتا ہے۔ وجب۔ بالشت۔ بعض علماء نے نصف کمر تک اور بعض نے پوری کمر تک کی اجازت دی ہے۔ بدونِ آں۔ اس کی علامت یہ ہے کہ انسان میں وہ لباس پہن کر تکبّر پیدا نہ ہو [4] معصفر۔ وہ کپڑا جو کسم کے پھولوں میں رنگا ہوا ہو۔ مزعفر۔ وہ کپڑا جو زعفران میں رنگا گیا ہو۔

را و بروایتے رنگِ سُرخ مرداں را مطلقاً مکروہ است مگر مخطط[1] مثلِ سوسی۔ مسئلہ۔

لئے جائز ہیں اور ایک روایت کی رو سے سُرخ رنگ مردوں کے لئے مطلقاً مکروہ ہے لیکن سُرخ رنگ کے دھاری دار کا حکم سوسی (ایک قسم کا دھاریدار کپڑا) کا

پارچہ کہ تار و[2] پودِ آں ابریشم باشد زناں را حلال است و مرداں را حرام است مگر مقدارِ

سا ہے وہ کپڑا جس کا تانا بانا ریشم کا ہو عورتوں کے لئے حلال اور مردوں کے لئے حرام ہے البتہ چار انگشت

چہار انگشت چوں علَم و آنچہ پودِ آں ابریشم و تارِ آں از پنبہ یا صوف باشد در حرب جائز

کی مقدار مثلاً کناری (یہ جائز ہے) اور وہ کپڑا جس کا بانا ریشم کا اور تانا روئی یا صوف (اون) کا ہو جنگ میں جائز ہے

است و آنچہ پودِ آں از پنبہ است و تارِ آں ابریشم مشروع است در ہر حال جائز است

اور جس کا بانا روئی کا ہو اور تانا ریشم کا ہو وہ مشروع اور بہر صورت جائز ہے

مسئلہ۔ از پارچہ ابریشمی خالص فرش و تکیہ ساختن جائز است نزدِ امام اعظمؒ و نزدِ

خالص ریشمی کپڑے کا فرش اور تکیہ بنانا جائز ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام

صاحبین جائز نیست مسئلہ۔ زناں را زیورِ زر و نقرہ پوشیدن جائز است و مرداں را

ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں عورتوں کو سونے اور چاندی کا زیور پہننا جائز اور مردوں کو پہننا جائز

جائز نیست مگر انگشتریِ[3] نقرہ و کندن زر گرد نگینہ مسئلہ۔ بستنِ دندانِ شکستہ بہ تارِ نقرہ

نہیں ہے مگر چاندی کی انگوٹھی اور نگ حلقہ چاندی کا جو ساڑھے ۴ ماشہ سے زیادہ وزنی نہ ہو جائز ہے ٹوٹے ہوئے دانتوں کو چاندی کے تاروں سے

جائز است نہ بہ تارِ زر و نزدِ صاحبینؒ بہ تارِ زر ہم جائز است مسئلہ۔ انگشتری از آہن و

باندھنا جائز اور سونے کے تاروں سے ناجائز ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک سونے کے تاروں سے بھی جائز ہے لوہے اور پیتل اور کانسی کی

سنگ و روئیں جائز نیست مسئلہ۔ بادشاہ و قاضی را انگشتری برائے مُہر داشتن

انگوٹھی جائز نہیں ہے بادشاہ اور قاضی کے لئے مُہر کی خاطر انگوٹھی رکھنا مسنون

سُنت[4] است و دیگراں را ترکِ آں افضل است مسئلہ۔ طعام خوردن در ظرفے کہ کوفتِ[5]

ہے اور دوسروں کے لئے اسے ترک کرنا افضل ہے ایسے برتن میں کھانا کھانا جس پر چاندی

نقرہ برآں باشد و نشستن برایں چنیں کرسی جائز است بشرطیکہ از موضعِ نقرہ احتیاط

کا پیوند ہو اور ایسی کرسی پر بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ چاندی کی جگہ کے استعمال اور بیٹھنے سے احتراز کرے اور امام ابو یوسفؒ

[1] مخطط۔ دھاری دار۔ سوسی۔ ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے [2] تار و پود۔ تانا بانا۔ ابریشم۔ یعنی کیڑے کا تیار کردہ ریشم۔ علَم۔ کناری۔ پود۔ بانا۔ تار۔ تانا۔ پنبہ۔ سوت حرب۔ لڑائی۔ فرش و تکیہ۔ دروازوں کے پردے بھی بنانا جائز نہیں [3] انگشتری۔ یعنی جو ساڑھے چار ماشے سے زیادہ کی نہ ہو۔ کندن زر۔ یعنی نگ کا حلقہ۔ صاحبین۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اگر کسی کے دانت ہل جائیں اور سونے کے تاروں سے ان کو جکڑا جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا پہلا قول یہی ہے لیکن دوسرے قول میں چاندی کے تار سے باندھنے کی اجازت ہے۔ سونے کے تار سے باندھنے کی ممانعت ہے۔ روئیں۔ کانسی [4] سنت است۔ جس شخص کو مہردار انگوٹھی پہننے کی ضرورت ہو اس کو بائیں ہاتھ کی خنصر میں اس طور پر پہننا چاہئے کہ نگ اندر کی طرف رہے [5] کوفت نقرہ۔ چاندی کا پیوند۔ احتیاط کند۔ اگر پانی پینے کا گلاس ہے تو اس طرف منہ نہ لگائے جس طرف چاندی کا پیوند ہے۔ نیز کرسی کے اس حصے پر بدن کو بچائے جہاں چاندی لگی ہوئی ہے۔

کند ونزد ابی یوسفؒ مکروہ است واز محمدؒ دو روایتؔ است ۔ مسئلہ ۔ طفلِ نرؔ را پوشانیدن

نزدیک مکروہ ہے اور امام محمدؒ سے اس بارے میں دو روایتیں ہیں لڑکے کو ریشم اور سونا

حریر و زر حرام است ۔ فصل در وطی و دواعیؔ آں ۔ مسئلہ جماع کردن بازنِ منکوحہ ومملوکہ خود در

پہنانا حرام ہے ہمبستری اور ہمبستری پر اُبھارنے والی چیزیں اپنی منکوحہ اور مملوکہ عورت کے

دُبر یا در حالتِ حیض حرام است مسئلہ ۔ لواطت حرام است قطعی منکرِ

ساتھ دُبر (یا پاخانہ کے راستہ) میں وطی کرنا یا حالتِ حیض میں وطی کرنا حرام ہے لواطت (لڑکوں سے بدفعلی) بلا شک وشبہ حرام ہے اس کی

حرمتِ آں کافر است ۔ مسئلہ ۔ دیدنِ زنِ اجنبیہ را یا اَمرد را بہ شہوت حرام است

حرمت کا منکر کافر ہے اجنبیہ (غیر منکوحہ وغیر مملوکہ) عورت یا اَمرد (بے ریش لڑکا) کو شہوت سے دیکھنا حرام

و ہمچنیں دست با جنبیہ بہ شہوتؔ رسانیدن واز پا حرکت نامشروع کردن در حدیث

ہے اور اسی طرح اجنبیہ کو شہوت سے چھونا اور پاؤں سے ناجائز حرکت کا ارتکاب حرام ہے حدیث شریف

آمدہ کہ زنائے چشم نظر است و زنائے دست گرفتن و زنائے قدم راہ رفتن و

میں ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا (اس ارادہ سے) چلنا اور

زنائے زبان سخن گفتن و فرج تصدیق و تکذیب آنہا می کند ۔ مسئلہ ۔ نظر کردن بہ

زبان کا زنا (ایسی) گفتگو ہے اور شرمگاہ (زنا کرنے یا نہ کرنے پر) ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے کسی کے اس حصہ

عورت دیگرے حرام است مگر عند الضرورۃ بقدرِ ضرورت بہ بیند چوں طبیب یا ختنہ

بدن کو دیکھنا (جس کا پوشیدہ رکھنا ضروری ہے) حرام ہے البتہ ضرورۃً بقدرِ ضرورت دیکھ سکتا ہے مثلاً طبیب یا ختنہ

کنندہ یا قابلہؔ یا حقنہ کنندہ و مرد را از مرد سوائے عورت دیدن جائز است یعنی از ناف

کرنے والا یا دایہ یا حقنہ کرنے والا اور مرد کو مرد کے اس حصے کے علاوہ جس کا چھپانا ضروری ہے دیکھنا جائز ہے یعنی

تا زانو نہ بیندؔ و زن را ہم از زن از ناف تا زانو دیدن جائز نیست و دیگر بدن دیدن جائز

ناف سے لے کر گھٹنے تک نہ دیکھے اور عورت کا عورت کو بھی ناف سے لے کر گھٹنے تک دیکھنا جائز نہیں اور اس کے علاوہ کو دیکھنا جائز

لہ دو روایت ۔ یعنی ایک روایت کے اعتبار سے مکروہ ہے اور ایک روایت کے اعتبار سے مکروہ نہیں ہے ۲ طفلِ نر ۔ لڑکا ۔ زر ۔ چاندی کا بھی یہی حکم ہے وطی ۔ ہمبستری کرنا دواعیٔ آں ۔ وہ حرکتیں جو ہمبستری کی رغبت پیدا کریں ۔ منکوحہ ۔ جس عورت سے نکاح ہوا ہو ۔ مملوکہ ۔ یعنی لونڈی ۔ دبر ۔ پاخانہ کا مقام ۔ لواطت ۔ لڑکوں کے ساتھ اغلام کرنا زنِ اجنبیہ ۔ یعنی جو بیوی نہ ہو ۔ اَمرد ۔ نو عمر لڑکا جس کے داڑھی مونچھ نہ نکلی ہو ۳ بشہوت رسانیدن ۔ یعنی شہوت کے ساتھ ہاتھ سے چھونا ۔ نامشروع ۔ ناجائز ۔ نظر است ۔ یعنی شہوت سے دیکھنا ۔ راہ رفتن ۔ یعنی شہوت سے جانا ۔ سخن گفتن ۔ یعنی شہوت کی باتیں کرنا ۔ تصدیق ۔ یعنی اگر زنا کیا ۔ تکذیب یعنی اگر زنا نہ ہوا ۔ عورت ۔ یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا ڈھانپنا ضروری ہے ۔ عند الضرورۃ ۔ یعنی مجبوری میں ۔ طبیب ۔ اگر حکیم یا ڈاکٹر کو علاج کرنے کے لئے دیکھنا ضروری ہے ۔ ختنہ کنندہ کو لامحالہ پیشاب گاہ دیکھنی اور چھونی پڑے گی ۴ قابلہ ۔ دائی جو بچہ جنواتی ہے ۔ حقنہ ۔ پاخانے کے مقام میں پچکاری چڑھانا ۵ چونکہ یہ حصہ مرد کا بھی عورت ہے ۔ جائز است ۔ چونکہ عورت کے بدن کا یہ حصہ دوسری عورت کے لیے عورت نہیں ہے ۔

است وهمچنین[1] زن را از مرد اگر شهوت نباشد و درحالت شهوت اصلاً نه بیند و مرد را از

ہے اور اسی طرح عورت کو مرد کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے علاوہ کو دیکھنا درست ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو اور شہوت کی

زنِ اجنبیه اصلاً دیدن جائز نیست مگر زنے که برائے حوائج[2] بیروں می آید روئے و

حالت میں بالکل نہ دیکھے اور مرد کا اجنبیہ عورت کو دیکھنا بالکل جائز نہیں لیکن وہ عورت جو ضروریات کی خاطر باہر آتی ہے اس کا چہرہ اور

دودستِ او دیدن جائز است اگر شهوت نباشد والّا جائز نیست در قرآن آمده بگو اے

ہاتھ دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو ورنہ جائز نہیں قرآن شریف میں ہے کہ کہدیجئے اے

محمد صلی الله علیه وسلم مردانِ مسلماناں را که از زناں چشم بپوشند و فروج را نگاه دارند و بگو زنانِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان مردوں سے کہ وہ عورتوں کو نہ دیکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں (زنا نہ کریں) اور فرمادو

مسلماناں را که از مرداں چشم بپوشند و فروج را نگاه دارند و در حدیث

مسلمان عورتوں کو کہ مردوں سے نظر چھپائیں اور شرمگاہ کی حفاظت کریں اور حدیث میں آیا

آمده که زنِ اجنبیه را بشهوت به بیند سرب در چشمِ او روزِ قیامت ریخته شود مسئله۔

ہے کہ جو شخص غیر عورت کو شہوت کے ساتھ دیکھے قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائیگا ۔ مسئلہ۔

از زنِ منکوحه و مملوکه خود تمام بدن دیدن جائز است لیکن مستحب آنست که شرمگاه نه بیند[3] و از زنِ

اپنی منکوحہ بیوی اور مملوکہ باندی کا پورا بدن دیکھنا جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ شرمگاہ کو نہ دیکھے اور

محرمه خود و از کنیزِ اجنبی سر و روئے و ساق و بازو به بیند و مس کردن هم جائز[4] است اگر

وہ عورت جس سے نکاح کرنا حرام ہے اور اجنبی (کسی اور کی) باندی کا سر اور چہرہ اور پنڈلی اور بازو دیکھ سکتا ہے اور چھونا بھی جائز

از شهوت مامون باشد و شکم و پشت و ران نه بیند و بنده از مالکهٔ خود مثلِ اجنبی است۔

ہے بشرطیکہ شہوت سے مامون ہو اور پیٹ اور پیٹھ اور ران نہ دیکھے غلام اپنی مالکہ کے لئے اجنبی کی طرح ہے اور اسکے لئے اپنی مالکہ کے ہاتھ اور چہرہ کو چھوڑ کر جسم کے

مسئله۔ دیدن به سوئے زنِ اجنبیه وقتِ ارادهٔ نکاح یا شرائے آں باوجود شهوت هم

کسی حصہ کو دیکھنا جائز نہیں۔ اجنبیہ عورت کی طرف نکاح کے ارادہ کے وقت یا (باندی کی) خریداری کے قصد کے وقت شہوت کے باوجود بھی دیکھنا جائز ہے

جائز است و همچنیں شاهد را نزدِ تحمّل شهادت و ادائے آں و حاکم را نزد حکم ۔

اسی طرح گواہ کو اس ارادہ سے دیکھنا کہ وہ گواہ بنے یا گواہی دے اور اسی طرح حاکم کو حکم کرتے وقت اجنبیہ کی طرف دیکھنا درست ہے ۔

[1] همچنیں۔ یعنی عورت بھی مرد کا بدن ناف سے ران تک کے سوا بدونِ شہوت کے دیکھ سکتی ہے۔ اصلاً۔ یعنی بدن کا کوئی بھی حصہ [2] حوائج۔ ضروریات۔ سوالاً۔ یعنی اگر چہرہ وغیرہ دیکھنے سے شہوت پیدا ہو تو اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ فروج۔ شرمگاہیں۔ نگاہ دارند۔ یعنی زنا نہ کریں۔ چشم بپوشند۔ نہ دیکھیں۔ سرب۔ سیسہ۔ مملوکہ۔ یعنی وہ لونڈی جس سے ہمبستری جائز ہو [3] نہ بیند۔ شرم وحیا کے بھی خلاف ہے اور اس حرکت سے قوتِ حافظہ بھی کمزور ہوتی ہے۔ ساق۔ پنڈلی۔ مس کردن۔ چھونا۔ اجنبی آست۔ لہٰذا غلام اپنی مالکہ کے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ نہیں دیکھ سکتا [4] جائز آست۔ لیکن چھونا جائز نہیں۔ تحمّل شہادت۔ یعنی اپنے آپ کو اس قابل بنانا کہ گواہی دے سکے۔

[5] پس اس کو منہ اور دونوں ہاتھوں کے سوا باقی اعضاء مالکہ کا دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ۔ خوجہ[1] وآختہ را حکم مرد است مسئلہ۔ عزل از منکوحہ حرّہ یعنی منی بیرون

خوجہ (وہ شخص جس کا آلۂ تناسل کٹوا دیا جائے) اور آختہ (جس شخص کے خصیے نکلوا دیئے جائیں) کا حکم مرد کا سا ہے منکوحہ آزاد عورت سے عزل یعنی منی باہر خارج کرنا تاکہ

انداختن تا علوق نہ شود بے اذن او جائز نیست واگر مملوکۂ غیر منکوحۂ[2] او باشد بغیر

حمل نہ ٹھہرے اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور اگر دوسرے کی مملوکہ اس کی منکوحہ ہو تو اس کے مالک کی

اذنِ سیّد او جائز نیست واز مملوکۂ خود بے اذن جائز است مسئلہ۔ اگر کسے کنیز را

اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے اور اپنی مملوکہ سے بلا اجازت جائز ہے اگر کسی باندی کا

بشرا یا ہبہ یا ارث یا مانندِ آں مالک شد وطیِ آں جائز نیست ونہ دواعیِ وطی تا کہ در

خریدلے یا بطور ہبہ یا بطور وراثت وغیرہ ملنے کے باعث مالک ہوگیا تو اس سے اس وقت تک ہمبستری یا دواعیِ وطی (ہمبستری پر

ملکِ او یک حیض کامل یافتہ شود واگر صغیرہ یا آئسہ باشد بعد یک ماہ وطی جائز

ابھارنے والے کام) جائز نہیں جب تک اس کی ملکیت میں پورا ایک حیض نہ گزر جائے اور اگر صغیرہ (نابالغہ) یا آئسہ (جسے حیض زیادتی عمر کی وجہ سے نہ آتا ہو) ہو تو اس سے ایک ماہ بعد ہمبستری

است مسئلہ۔ اگر دو کنیز در ملکِ کسے باشند کہ نکاحِ آں ہر دو جمع نتواں کرد آں

جائز ہے اگر ایسی دو باندیاں کسی کی ملکیت میں ہوں کہ انھیں بیک وقت نکاح میں نہ رکھ سکتا ہو (خالہ بھانجی یا پھوپھی بھتیجی) اور

کس اگر بایکے وطی کرد دیگر بروے حرام باشد تا کہ آں را از ملک خود خارج کند یا

وہ ایک کے ساتھ ہمبستر ہو جائے تو دوسری اس پر حرام ہوگی وہ اس کو اپنی ملکیت سے نکال دے (فروخت کردے) یا کسی اور سے

نکاح کردہ دہد[3]۔

اس کا نکاح کردے۔

فصل۔ در کسب وتجارت واجارہ۔ در حدیث آمدہ کہ طلبِ حلال فرض است بعد

کمانے اور تجارت اور ٹھیکہ کے بیان میں حدیث شریف میں ہے کہ حلال روزی طلب کرنا اور فرائض کے بعد (مثلاً نماز وغیرہ) فرض ہے

فرائض وبہترین کسب عملِ دستِ خود است داؤد علیہ السلام عمل از دستِ خود

اور بہترین کسب (کمائی) دستکاری ہے حضرت داؤد علیہ السلام دستکاری کرکے کھایا

می کرد ومی خورد زرہ می ساخت دیگر بیع مبرور بہتر است یعنی بیع کہ پاک باشد از

کرتے تھے اور زرہیں بنایا کرتے تھے دوسرے بیع مبرور بہتر ہے یعنی ایسی بیع جو فساد (خرابی) وکراہیت سے

[1] خوجہ۔ وہ مرد جس کے پیشاب کا مقام کٹوا دیا گیا ہو۔ آختہ۔ وہ مرد جس کے خصیے نکلوا دیئے گئے ہوں۔ مرد است۔ لہٰذا پندرہ سال کی عمر تک عورتوں میں آ جا سکتا ہے۔ اس کے بعد پردہ ضروری ہے۔ عزل۔ یعنی ہمبستری میں انزال کے وقت عضو کو باہر نکال لینا۔ علوق۔ حمل [2] منکوحۂ او۔ یعنی وہ دوسرے کی لونڈی ہے جو اس کے نکاح میں ہے۔ بے اذن۔ یعنی اس لونڈی سے پوچھے بغیر۔ شرا۔ خریداری۔ دواعیِ وطی۔ بوسہ لینا۔ گلے لگانا۔ آئسہ۔ وہ عورت جس کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو۔ بعد یک ماہ۔ اگر وہ حاملہ ہے تو پھر بچہ ہونے کے بعد۔ نتواں کرد۔ مثلاً دونوں بہنیں ہوں یا آپس میں پھوپھی بھانجی ہوں۔ آں را۔ یعنی جس سے ہمبستری کر لی ہے [3] دہد۔ یعنی دوسرے سے نکاح کردے۔ غرضیکہ جب تک جہل سے اس کے لیے ہمبستری ناجائز نہیں ہو جائیگی۔ دوسری اس پر حرام رہے گی۔ اجارہ۔ ٹھیکہ۔ عملِ دست۔ ہاتھ کی مزدوری سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کی کاشت کی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بڑھئی کا کام کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے درزی کا کام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بزازہ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لان چکتے تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار سے گزارہ کرتے تھے۔ زرہ۔ لوہے کی جالی کا کرتہ۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

فسادوکراہیت۔ مسئلہ۔ اگر مبیع مال نہ باشد مثلِ میتہ یا خون یا حر بیع آں باطل است و

پاک (اوصاف) ہو اگر خریدی ہوئی چیز مال نہ ہو مثلاً مُردار یا خون یا آزاد شخص اُس کی بیع باطل ہے اور

ہمچنیں اگر مال باشد لیکن متقوم نہ باشد مانندِ پرندہ در ہوا یا ماہی در دریا و مانندِ خمر و

اسی طرح اگر مال مگر متقوم نہ ہو یعنی خریدار بوقتِ خریداری اس سے منتفع نہ ہوسکتا ہو مثلاً پرندہ ہوا میں

خوک۔ مسئلہ۔ مالِ غیر متقوم اگر عوضِ رخت فروختہ شود بیع عرض فاسد باشد و بیع

(اُڑ رہا ہو) یا مچھلی دریا میں اور شراب سور وغیرہ تو یہ بیع باطل ہے۔ مال غیر متقوم اگر سامان کے عوض فروخت کیا جائے تو سامان (برتن وغیرہ) کی بیع

خمر و مانندِ آں باطل[1] است مسئلہ۔ از بیع باطل مشتری مالک نہ شود و از بیع فاسد

فاسد ہوگی اور شراب اور اس کی مانند کی بیع باطل ہے بیع باطل کے باعث خریدار مالک نہیں ہوسکتا اور بیع فاسد

بعدِ قبض مالک شود لیکن فسخ[2] آں واجب است۔ مسئلہ۔ بیع شِیر در پستان باطل

میں قبضہ کے بعد مالک ہوجاتا ہے مگر اس بیع کا فسخ کرنا واجب ہے تھنوں میں دودھ کی بیع باطل ہے

است کہ مشکوک[3] الوجود است احتمال است کہ ریح باشد۔ مسئلہ۔ بیع کہ انجامِ آں بمنازعت

کہ مشکوک الوجود ہے احتمال ہے کہ تھنوں میں (دودھ کے بجائے) ہوا ہو وہ بیع جس کا انجام نزاع ہو

کشد فاسد است چنانچہ بیع پشم[4] بر پشتِ گوسفند یا چوب در سقف یا یک ذراع در

فاسد ہے چنانچہ اس اون کی بیع جو بکری کی پشت پر ہو یا وہ لکڑی جو چھت میں ہو یا کپڑے میں

پارچہ یا باجل مجہول پس اگر مشتری فسخ بیع نہ کرد و چوب از سقف جدا کرد و ذراع از

ایک ذراع (ایک ہاتھ) کپڑا سامنے ہو یا پھننے دینے کا وقت غیر معین و مجہول ہو لہذا اگر خریدار بیع فسخ نہ کرے اور لکڑی چھت سے الگ

ثوب یا اَجَل را مشتری ساقط کرد بیع صحیح و لازم شد۔ مسئلہ۔ بیع بشرطِ[5] فاسد فاسد است و

کردے اور ذراع (ایک ہاتھ کپڑا) کپڑے (تھان) سے الگ کردے یا خریدار مدت (وقت) کو ساقط کردے تو بیع صحیح و لازم ہوگئی جس میں بیع فاسد شرط لگائی جائے

اصولِ گذشتہ کے آگے ابیع تبرود۔ نیک بیع۔ یعنی جس میں کوئی فساد و کراہت نہ ہو ——— صفحہ ہذا۔ [1] باطل است۔ یعنی نہ قیمت بیچنے والے کی ملکیت میں آسکے گی۔ نہ اس سودے کا خریدنے والا مالک ہوسکے گا۔ متقوم نباشد۔ یعنی خریدنے والا خریداری کے وقت اس سے فائدہ نہ اٹھاسکے۔ در ہوا۔ مثلاً آپ کا کبوتر ہے لیکن وہ قابو یا ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ آسمان پر اُڑ رہا ہے۔ فاسد باشد۔ [2] یعنی اگرچہ اس معاملہ کو فسخ کرنا ضروری ہے لیکن فریقین کی ملکیت ثابت ہوجائے گی [3] مشکوک الوجود۔ وہ چیز جس کے ہونے نہ ہونے میں شک ہو۔ ریح باشد۔ یعنی تھنوں میں دودھ نہ ہو بلکہ ہوا بھری ہو [4] پشم۔ اون۔ جب کہ اون جانور کے بدن پر ہے تو اس کے کاٹنے میں فریقین کا اختلاف ہوگا۔ بیچنے والا چاہے گا کہ کم کاٹا جائے خریدنے والا زیادہ کاٹنے کی کوشش کریگا۔ سقف۔ اس صورت میں اگر لکڑی متعین نہیں ہے تو فریقین میں اختلاف کا سبب ہوگا اور اگر متعین بھی ہے تو بھی۔ چونکہ اس کا قبضہ دینا بدون بیچنے والے کے مزید نقصان کے ممکن نہیں۔ اس لیئے یہ بیع بھی فاسد ہے۔ یک ذراع۔ یہ مسئلہ کرگے کے کپڑے میں زیادہ واضح ہے اس لیے کہ اس کے اوپر کے پلو اور اندر کی بناوٹ میں عموماً فرق ہوتا ہے۔ اجلِ مجہول۔ یعنی لین دین کا وقت ایسا ہو کہ اس کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کب آئے گا مثلاً موسم کی پہلی بارش [5] شرطِ فاسد۔ یعنی کسی معاملہ میں فاسد وہ شرط کہلائے گی جو مقتضائے عقد نہ ہو یعنی اگر اس شرط کا ذکر نہ کیا جاتا تو اس کا معاملے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور اس میں بیچنے والے کا فائدہ ہو۔ مثلاً بیچنے والا یہ کہے کہ میں یہ چیز اس قیمت پر دوں گا بشرطیکہ تم مجھے فلاں چیز تحفہ میں دیدو یا خریدنے والے کا فائدہ ہو مثلاً خریدنے والا یہ کہے کہ میں یہ چیز اس قیمت پر خریدوں گا بشرطیکہ تم مجھے فلاں چیز ھدیہ میں دیدو یا اس چیز کا فائدہ ہو جو فروخت ہو رہی ہے اور وہ اپنے لئے مطالبہ پر مبنی ہو مثلاً یہ شرط ہو کہ اس غلام سے خدمت نہ لی جائے گی۔

شرطِ فاسد آں است کہ مقتضائے عقد نباشد و در آں منفعت باشد بائع را یا مشتری را یا

فاسد شرط یہ ہے کہ مقتضائے عقد نہ ہو (یعنی معاملہ بیع کی صحت و عدم صحت سے اس کا تعلق نہ ہو) اور اس کے اندر فروخت کرنیوالے

مبیع را کہ مستحق نفع باشد۔ مسئلہ۔ شرط کردن ملک مشتری مقتضائے عقد است پس فاسد[1]

یا خریدار کی منفعت یا فروخت کی جانیوالی شے کا نفع اس سے ثابت ہو خریدار کی ملکیت کی شرط (یعنی خریدنے والا مثلاً یہ کہتا ہو کہ میں اس شرط کے ساتھ یہ خرید رہا ہوں

نیست و شرط آنکہ مشتری ایں جامہ را نہ فروشد اگرچہ مقتضائے عقد نیست لیکن دراں منفعت[2]

کہ یہ میری ملکیت ہوگی) مقتضائے عقد ہے لہذا فاسد نہیں اور یہ شرط کہ خریدار اس پاجامہ کو نہ بیچے اگرچہ مقتضائے عقد نہیں مگر دونوں میں کسی کے لئے

کسے نیست پس فاسد نیست و شرط آنکہ مشتری ایں اسپ را فربہ کند دریں منفعت

سودمند نہیں پس فاسد نہیں ہے اور یہ شرط کہ خریدار گھوڑے کو فربہ کرے اس میں خرید کردہ شے

مبیع است لیکن مبیع انسان نیست کہ مستحق نفع باشد پس فاسد نیست چنیں شرائط لغو است و

کا نفع ہے مگر خریدی گئی شے انسان نہیں کہ نفع اٹھائے اور حق کا مطالبہ کرسکے لہذا فاسد نہیں یہ شرائط لغو و بیکار ہیں

بیع صحیح و شرط آنکہ بائع یک ماہ در خانۂ مبیعہ سکونت کند دریں نفع بائع است پس شرط فاسد

اور بیع صحیح ہے اور یہ شرط کہ فروخت کرنے والا فروخت کرنے والے کے گھر میں ایک ماہ رہائش کرے گا اس میں فروخت کرنے والے کا نفع

است و آنکہ بائع ایں پارچہ را جامہ دوختہ دہد دراں نفع مشتری است نیز فاسد است[3] و شرط

ہے پس شرط فاسد ہے اور یہ فروخت کرنے والا اس کپڑے کا پاجامہ سی کر دے اس میں خریدار کا نفع ہے پس یہ بھی فاسد ہے اور یہ شرط

آنکہ عبد مبیع را مشتری آزاد کند دریں نفع مبیع است نیز فاسد است ازیں چنیں شروطِ بیع فاسد

کہ خرید کردہ غلام کو خریدار آزاد کرے اس میں خرید کردہ شے کا نفع ہے (پس یہ) بھی فاسد ہے اس طرح کی شرطوں سے بیع فاسد

شود زیادہ تفصیل مسائل بیع باطل و فاسد در کتبِ فقہ است ازیں بیوع اجتناب[3] واجب

ہو جاتی ہے بیع فاسد اور باطل کے مسائل کی زیادہ تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس قسم کی بیعوں سے احتراز ضروری

است۔ مسئلہ۔ ربٰو حرام است در بیع و قرض گناہِ کبیرہ است منکرِ حرمتِ آں کافر است

ہے بیع میں سود حرام اور قرض میں گناہِ کبیرہ ہے سود کی حرمت کا منکر کافر ہے

بدانکہ ربٰو دو قسم است یکے ربٰو نسیہ یعنی نقد را بہ نسیہ فروختن دوم ربٰو فضل یعنی اندک

واضح رہے کہ سود کی دو قسمیں ہیں (۱) ربٰو نسیہ یعنی نقد کی بیع ادھار کے ساتھ کرنا (۲) ربٰو فضل یعنی تھوڑے کو

[1] فاسد نیست۔ یعنی اگر خریدار یہ کہے کہ میں اس شرط پر خریدتا ہوں کہ میں اس چیز کا مالک ہوں گا تو یہ شرط درست ہے، اس لئے کہ یہ شرط مقتضائے عقد کے موافق ہے۔ اگر اس شرط کو ذکر نہ بھی کیا جاتا تب بھی یہی صورت ہوتی [2] منفعت نیست۔ یعنی یہ شرط اگرچہ عقد کے مقتضا کے خلاف ہے لیکن اس میں گھوڑے کا فائدہ ہے لیکن گھوڑا اپنے حق کے مطالبہ کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے۔ نفع بائع است۔ اور بیچنے والا اپنے اس حق کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ نیز فاسد است۔ یعنی خریدار کپڑا اس شرط پر خریدے کہ فروخت کرنے والا اس کپڑے کا کرتہ بھی سی کر دے۔ مبیع است۔ غلام کے آزاد ہو جانے میں غلام کا فائدہ ہے [3] اجتناب۔ بچنا۔ ربٰو۔ سود۔ حرام است۔ آنحضورؐ نے سود کھانے، کھلانے والے اور سودی کاروبار کے کاتب اور گواہ سب پر لعنت بھیجی ہے۔ ربٰو نسیہ۔ اُدھار کا سود۔ مثلاً کوئی شخص اُدھار لیتا ہے اور اس کو یہ کہہ دیتے جائیں کہ جتنے مہینے بعد واپس لاکر دوگے آٹھ آنہ مہینہ کے حساب سے مزید رقم دینا پڑے گی۔ اب مثلاً وہ شخص دس ماہ بعد قرض ادا کرتا ہے تو اس کو پندرہ روپے واپس دینے ہوں گے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

رابہ بسیار فروختن نزدِ امام اعظم رحمہ اگر دو چیز یافتہ شود ہر دو قسم ربوٰ حرام باشد یکے اتحادِ

کو زیادہ کے ساتھ (زیادہ کے بدلے) فروخت کرنا امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اگر دو چیزیں پائی جائیں یعنی دونوں کی جنس کا ایک ہونا اور

جنس[1] دوم اتحادِ قدر۔ قدر عبارت است از کیل یا وزن و اگر ازیں دو چیز یکے یافتہ

ناپ کی برابری تو یہ دونوں قسمیں ربٰو میں داخل اور حرام ہونگی مقدار اور ناپ کی برابری سے مراد یہ ہے کہ پیمانہ یا وزن یکساں ہوں اگر

شود ربوٰ نسیہ حرام باشد نہ ربوٰ فضل پس اگر گندم را عوضِ گندم و نخود را عوضِ نخود

یہ دونوں چیزیں پائی جائیں تو ربوٰ نسیہ حرام ہوگی ربوٰ فضل حرام نہیں ہوگی لہٰذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے اور چنے کو چنے کے بدلے یا

یا جَو را عوضِ جَو یا زَر را عوضِ زَر یا آہن را عوضِ آہن فروختہ شود فضل و نسیہ ہر دو

جَو کو جَو کے بدلے یا سونے کو سونے کے بدلے لوہے کو لوہے کے بدلے بیچا جائے تو ربوٰ فضل اور ربوٰ نسیہ دونوں

حرام باشد کہ در ہر دو[2] چیز اتحادِ جنس و اتحادِ قدر موجود است و اگر گندم را عوضِ نخود یا زر

حرام ہیں کیونکہ دونوں چیزیں یعنی جنس کا اتحاد اور مقدار (وزن) کا اتحاد موجود ہے اور اگر گیہوں کو چنے کے بدلہ یا سونے

را عوضِ سیم یا آہن را عوضِ مس فروختہ شود فضل حلال باشد لیکن نسیہ حرام کہ گندم

کو چاندی کے بدلے یا لوہے کو تانبہ کے بدلے فروخت کیا جائے تو ربوٰ فضل حلال ہوگی لیکن ربوٰ نسیہ حرام کیونکہ گیہوں

و نخود ہر دو بیک کیل فروختہ می شوند و آہن و مس بیک میزان و سنجات و زر و نقرہ

اور چنا دونوں ایک پیمانہ سے فروخت ہوتے ہیں اور لوہا اور تانبہ ایک ترازو سے اور سونا اور چاندی ایک

بیک میزان و سنجات فروختہ می شوند اما جنسِ متحد نیست و اگر پارچۂ گزی را بہ پارچۂ

ترازو اور باٹ سے فروخت ہوتے ہیں مگر جنس متحد (ایک) نہیں ہے اگر گز کے حساب سے دیئے جانیوالے

گزی یا اسپ را عوضِ اسپ فروختہ شود نیز فضل[3] حلال است و نسیہ حرام کہ اتحادِ جنس

کپڑے کو گز سے دیئے جانے والے کپڑے کے بدلہ یا گھوڑے کو گھوڑے کے بدلہ بیچا جائے تب بھی ربوٰ فضل بیع فضل حلال اور نسیہ حرام ہے کیونکہ جنس

موجود است و کیل و وزن نیست و اگر ہر دو چیز نیافتہ شود ہم فضل حلال باشد و ہم نسیہ

متحد موجود ہے اور کیل (ناپ کر دینا) اور وزن میں اتحاد نہیں ہے اگر دونوں چیزیں نہ پائی جائیں تب بھی بیع فضل حلال ہوگی اور نسیہ

(گذشتہ صفحہ سے آگے) تو گویا دس روپے نقد کی بیع پندرہ روپے اُدھار کے ساتھ ہوگی۔ ربوٰ فضل۔ بڑھوتری کا سود۔ یعنی مثلاً ہاتھوں ہاتھ دس سیر گیہوں کے بدلے پندرہ سیر گیہوں لینا۔

(صفحہ ہٰذا) [1] جنس مثلاً گیہوں۔ اگرچہ ان میں فرق ہو۔ ان کی جنس ایک ہے۔ قدر۔ یعنی ناپ یا وزن مثلاً گیہوں اور جَو اگرچہ ان کی جنس علیحدہ ہے لیکن عرب میں دونوں پیمانہ سے ناپ کر فروخت کئے جاتے تھے یا چاندی اور سونا اگرچہ ان کی جنس علیحدہ علیحدہ ہے لیکن دونوں وزن کر کے فروخت کئے جاتے ہیں [2] ہر دو چیز یعنی جنس کی یکسانیت یا ناپ کی یکسانیت۔

حرام باشد۔ یعنی یہ جائز نہ ہوگا کہ ایک چیز نقد ادا ہو، دوسری ادھار۔ نہ ربوٰ فضل۔ ہاں یہ ہو سکے گا کہ سیر کے مقابلہ میں دو سیر لیا جائے۔ ہر دو حرام باشد۔ چونکہ ان چیزوں میں جنس اور ناپ کی یکسانیت ہے۔ لہٰذا مثلاً یہ جائز نہ ہوگا کہ ایک تولہ چاندی کے عوض دو تولے چاندی لی جائے یا ایک تولے کے عوض ایک تولہ ہی چاندی ہو لیکن ایک طرف سے نقد دوسری طرف سے اُدھار ہو [3] فضل حلال۔ یعنی ایک سیر گیہوں کے عوض دو سیر چنوں کا لین دین جائز ہوگا۔ چونکہ جنس بدلی ہوئی ہے لہٰذا کمی بیشی جائز ہوگی۔ نسیہ حرام۔ یعنی یہ جائز نہ ہوگا کہ ایک جنس نقد ادا ہو۔ دوسری اُدھار ہو اس لیے دونوں میں قدر مشترک ہے۔ عرب میں دونوں ناپ کر فروخت ہوتی ہیں۔

مثلاً گندم را عوضِ زر یا آہن فروختہ شود فضل ونسیہ ہر دو جائز است کہ ایں جا نہ اتحادِ

حلال ہوگی مثلاً گیہوں کو سونے یا لوہے کے بدلے بیچا جائے تو فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں کیونکہ یہاں نہ جنس ایک ہے

جنس است و نہ اتحادِ قدر کہ گندم کیلی است و زر و آہن وزنی و ہمچنیں اگر زر را عوضِ آہن

اور نہ مقدار میں یکسانیت کہ گیہوں پیمانہ سے دیا جاتا ہے اور سونا و لوہا وزن کرکے اور اسی طرح اگر سونا لوہے کے بدلہ بیچا

فروختہ شود ہم ہر دو چیز منتفی است نہ اتحادِ جنس است و نہ اتحادِ قدر کہ میزان[1]

جائے تو اتحادِ جنس اور مقدار کا اتحاد دونوں ہی موجود نہیں کیونکہ ترازو

وسنجاتِ زر دیگر است و میزان وسنجاتِ آہن دیگر و ہمچنیں اگر گندم را عوضِ آہک

اور سونا تولنے کے باٹ اور ہوتے ہیں اور ترازو اور لوہا تولنے کے باٹ دوسرے اور اسی طریقے سے اگر گیہوں آہک (چونا) کے بدلہ

فروختہ شود کہ کیلِ گندم دیگر است و کیلِ آہک دیگر و نزدِ شافعیؒ ربٰو در مطعومات

فروخت کیا جائے کہ گیہوں کا پیمانہ اور ہے اور آہک کا دوسرا ہے تو بیع فضل ونسیہ جائز ہے امام شافعیؒ کے نزدیک ربٰو کھانے

و در اثمان[2] بشرطِ اتحادِ جنسیت جاری است نہ در غیرِ آں از آہن و آہک و امثال

کی اشیاء اور سونے اور چاندی کے سکوں میں جنس متحد ہونے کی صورت میں جاری ہے۔ ان کے علاوہ لوہے اور آہک وغیرہ میں نہیں اور امام

آں نزدِ مالکؒ طعم و ادخار[3] علت است پس در فواکہ تر نزدِ او ربٰو نیست۔ مسئلہ بیع

مالکؒ کے نزدیک طعم (خشک میوے وغیرہ) اور ذخیرہ کرکے رکھنا (ربٰو کی) علت ہے پس تازہ پھلوں میں ان کے نزدیک ربٰو نہیں ہے گیہوں

گندم بہ آردِ گندم برابر کیل و خرمائے تر بہ خرمائے خشک برابر کیل و انگور عوضِ کشمش برابر

کی بیع گیہوں کے آٹے سے پیمانہ کے برابر اور کھجور چھواروں کے برابر اور انگور کشمش کے برابر

نزدِ امام اعظمؒ جائز است و نزدِ غیرِ او جائز نیست اگر خرما و انگور خشک شدہ

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اور ان کے علاوہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ چھواروں اور انگوروں کا وزن سوکھ کر

کم شود۔ مسئلہ جید و ردی در مالِ ربٰو برابر باید فروخت یا مقابلہ جنس با غیرِ جنس بضم

کم ہو جاتا ہے کھرا اور خراب مالِ ربٰو میں برابر بیچنا چاہئے یا جنس کے مقابلہ میں دوسری جنس کی چیز

غیرِ جنس با ناقص باید کرد۔ مسئلہ۔ در حدیث آمدہ ہر قرض کہ قرض دہندہ

ملاکر کمی پوری کر دینی چاہئے مسئلہ۔ حدیث میں ہے کہ ہر وہ قرض جو قرض دینے والے کے لئے نفع کا سبب ہو وہ

---

[1] میزان۔ ترازو۔ سنج۔ سنگ کا معرب ہے۔ یعنی ترازو کے باٹ۔ کیلی وزنی نیست۔ بلکہ کپڑا گزوں سے اور گھوڑے گنتی سے فروخت ہوتے ہیں۔ گندم کیلی است۔ اگرچہ ہندوستان میں گیہوں تول کر فروخت کئے جاتے ہیں لیکن شریعت نے اس کو کیلی یعنی پیمانہ سے ناپ کر فروخت ہونے والی قرار دیا ہے۔ نہ اتحاد قدر۔ لوہا اور سونا اگرچہ دونوں وزن کرکے فروخت کئے جاتے ہیں لیکن لوہا تولنے کے باٹ ترازو اور قسم کے ہیں اور سونا تولنے کے اور قسم کے لہٰذا سونے اور لوہے کا اگر لین دین ہوگا تو کمی بیشی بھی جائز ہے اور نقد اور ادھار کا فرق بھی درست ہے [2] اثمان۔ یعنی چاندی سونا یا ان کے سکے [3] ادخار۔ جمع کرکے رکھنا تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔ فواکہ تر۔ تازہ پھل جیسے انگور، انار وغیرہ۔ برابر کیل۔ یعنی ایک پیمانہ مثلاً گیہوں ہوں اور اسی پیمانہ کے برابر آٹا ہو۔ کشمش۔ خشک انگور۔ نزد امام اعظمؒ جائز است چونکہ فی الحال دونوں برابر ہیں۔ جائز نیست۔ چونکہ آگے چل کر کمی بیشی ہو جائے گی۔ برابر۔ مثلاً ایک لال گیہوں ہے۔ دوسرا سفید تو برابر کی بیع جائز ہوگی۔ کمی بیشی جائز نہ ہوگی۔ با ناقص۔ یعنی جو کم مقدار کی چیز ہو۔ اچھی گندم دے کر دوسری ردی گندم لینا چاہے تو اچھے کے ساتھ سیر یا دو سیر چنے وغیرہ ملا کر بیچے تاکہ گیہوں کی اچھی قسم کا خراب قسم کے گیہوں کے ساتھ کمی بیشی سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

را موجبِ[۱] نفع باشد حکمِ ربٰوا دارد پس مقرض از مقروض قبولِ ضیافت نکند مگر بعادتِ قدیم بلکہ در

سُود کے حکم میں ہے پس قرض دینے والے کو چاہئے کہ قرض دار کی ضیافت اور ہدیہ قبول نہ کرے۔ ہاں اگر دونوں کے درمیان پہلے سے ایسے

سایۂ دیوارِ او نشستن ہم مکروہ است۔ مسئلہ۔ ہنڈوی برائے خطرۂ را مکروہ است

کی عادت چلی آتی ہے تو مضائقہ نہیں بلکہ قرض دار کی دیوار کے سائے میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے راستہ کے خطرہ کی خاطر بھی ہنڈوی مکروہ ہے۔

اگر ہنڈوان درمیان نہ باشد و اگر باشد دراں صورت حرام است و ربٰوا۔ مسئلہ۔ چنانچہ

بشرطیکہ ہنڈوی بنانے کی اُجرت درمیان میں نہ ہو اور اگر وہ درمیان میں ہو تو اس صورت میں حرام ہے اور سود ہے جس طرح

از بیع فاسد و ربٰوا احتراز باید کرد از اجارۂ[۳] فاسد ہم احتراز واجب است، جہالت معقود

بیع فاسد اور ربٰو سے احتراز کرنا چاہئے اسی طرح اجارۂ فاسدہ سے بھی احتراز و بچنا ضروری ہے جس چیز پہ معاملہ ہو

علیہ کہ بمنازعت رساند اجارہ را فاسد کند و شرطِ فاسد نیز، اگر اجارہ کرد کہ امروز دہ

اس سے ناواقفیت نزاع تک پہنچاتی ہے اور اجارہ کو فاسد کرتی ہے اور شرطِ فاسد بھی اجارہ فاسد ہو جاتا ہے اگر اجارہ کیا کہ

سیر آردِ گندم بیک درم نان بپزم اجارہ فاسد شود۔ مسئلہ۔ چیزے کہ از عملِ اجیر حاصل شود

کہ آج دس سیر گیہوں کا آٹا ایک درہم روٹی کے بدلہ پکاؤں گا اجارہ فاسد ہو جائیگا جو چیز کہ عمل اجیر (اجیر کے کام) سے حاصل ہو

بعضے ازاں اُجرت مقرر کردن مفسدِ اجارہ است چنانچہ یک من گندم بخراسیاں

بعض کہتے ہیں کہ اس میں اُجرت مقرر کرنے سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے چنانچہ ایک من گیہوں چکی والے کو اس

دہد تا از آردِ آں ربع در اجارۂ سائیدگی دہد و سی آثارِ میدہ بگیرد یا ریسمانِ خام بہ

شرط کے ساتھ پیسنے کے لئے دینا کہ اس میں چوتھائی آٹا پیسنے کی اُجرت اور تیس آثار میدہ لے لے یا کچا دھاگہ کپڑا بننے والے کو اس شرط

سفید باف داد بہ ایں شرط کہ سوم حصۂ پارچہ در اجرتِ بافتن بدہد یا یک من

کے ساتھ دینا کہ کپڑے کا تہائی حصہ بننے کی اُجرت میں دیدے یا ایک من گیہوں گدھے پر

گندم بر خر بار کرد تا دہلی بایں شرط کہ ازاں غلہ چہارم حصہ در دہلی در اجورۂ حمالی بہ دہد

دہلی پہنچانے کے لئے اس شرط کے ساتھ لادنا کہ دہلی پہنچ کر اس میں سے چوتھائی غلہ باربرداری کی اجرت کے طور پہ

(گذشتہ صفحہ سے آگے) لین دین کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے اچھی قسم کا گیہوں کم ہوگا تو اس کے ساتھ دوسری جنس کی کوئی چیز۔ مثلاً کچھ جو اس کے ساتھ دیدے تاکہ اچھے قسم کے گیہوں کا عوض خراب قسم کے گیہوں میں سے اس کے ہم وزن قرار دیا جاسکے اور خراب قسم کے باقی گیہوں کو جو کا عوض بنایا جا سکے کہ ان دونوں میں کمی بیشی کوئی گناہ نہیں ہے

(صفحہ ہٰذا)[۱] موجب۔ سبب۔ مقرض۔ قرض دینے والا۔ ضیافت۔ مہمانداری۔ بعادتِ قدیم۔ یعنی اس سے لین دین سے قبل مہمانداری ہوتی چلی آئی تھی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے [۲] ہنڈوی۔ مثلاً ایک تاجر کی دکان دہلی میں بھی ہے اور کلکتہ میں بھی ہے اور ہمیں دہلی سے کلکتہ جانا ہے اور اپنے ساتھ روپیہ لیجانے میں خطرہ محسوس ہوتا ہے تو ہم نے اس تاجر کی دہلی والی دکان پر روپیہ جمع کرادیا اور اس سے کلکتہ کی دکان کے نام پر ایک تحریر حاصل کرلی۔ جس کو ہنڈوی کہا جاتا ہے تاکہ وہ تحریر کلکتہ کی دکان پر دکھا کر ہم روپیہ لے لیں اور راستے کے خطرے سے بچ جائیں۔ ہنڈوان۔ ہنڈوی بنانے کی اُجرت۔ حرام است۔ لیکن اگر دہلی والی دکان پر چاندی کے سکے کے ساتھ کچھ پیسے بھی جمع کرادیئے تو کلکتہ کی دکان پر اگر کچھ کمی کے ساتھ بھی چاندی کا سکہ وصول کیا جائیگا تو درست ہو جائیگا [۳] اجارہ۔ ٹھیکہ۔ معقود علیہ۔ جس چیز کا معاملہ ہوا ہے اگر اجارہ کرد۔ چونکہ اس صورت میں مزدور کا وقت اور کام دونوں متعین کردیئے گئے ہیں لہٰذا یہ اجارہ درست نہیں۔ اگر صرف کام متعین ہو یا وقت۔ تب اجارہ صحیح ہوتا ہے۔ اجیر۔ مزدور جو کام کرے۔ خراسیاں۔ خرسی کی جمع ہے یعنی چکی والا۔ خراس اس بڑی چکی کو کہتے ہیں جس کو کوئی جانور چلائے۔ سائیدگی۔ پسائی۔ ریسماں۔ خام کچا دھاگہ۔ سفید

این اجاره فاسد است۔ مسئلہ۔ در اجارۂ فاسده اجرۂ[1] مثل واجب شود لیکن زیاده
دے گا تو یہ اجارہ فاسد ہے اجارۂ فاسد میں اجرت مثل واجب ہوتی ہے مگر اجرت مثل زیادہ

از مسمی نداده شود۔ مسئلہ۔ کم کردن بائع در وزن مبیع یا مُشتری در ثمن حرام است
ہو) تو مقرر کردہ اجرت سے زیادہ نہیں دی جائیگی فروخت کرنے والے کا فروخت کردہ شے کم وزن کرکے (ناپ تول میں کمی) دینا یا خریدار کا

حق تعالیٰ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۵ فرموده۔ مسئلہ۔ در ادا کردنِ ثمنِ مبیع وغیره دیونِ معجلہ مزدوری
ثمن (مقرر کردہ قیمت) میں کمی کرنا حرام ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "ویل للمطففین" خرید کردہ شے کی قیمت وغیرہ ادا کرنے کے بیان میں وہ قرض جس کا

مزدور بے عُذر تاخیر کردن حرام است پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود درنگ کردنِ غنی ظلم
فوری طور پر ادا کرنا واجب ہو اور مزدور کی مزدوری میں عذر کے بغیر تاخیر کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مال دار کا کسی کے حق کی

است و مزدور را اُجرت دهید پیش از آنکہ عرقِ[3] او خشک شود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ادائیگی میں دیر کرنا اور ٹالنا ظلم ہے مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینی چاہئے (یعنی جلدی) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

چوں دین ادا کردے زیاده از قدرِ واجب دادے بجائے نیم وسق یک[4] وسق و بجائے
جب قرض ادا فرماتے تو واجب مقدار سے زیادہ ادا فرماتے آدھے وَسق (ایک طرح کا پیمانہ) کی جگہ ایک وسق

یک وسق دو وسق دادے و می فرمود کہ ایں قدر حقِ تست و ایں قدر افزونی از من
اور ایک وسق کی جگہ دو وسق عطا فرمایا کرتے تھے اور ارشاد ہوتا کہ یہ حق تیرا (قرض دینے والے کا) ہے اور یہ اضافہ میری طرف سے

است ایں زیاده دادن بے شرطِ ربوٰ نیست جائز است بلکہ مستحب است۔ مسئلہ۔ غدر و
ہے بلا شرط کے یہ اضافہ سُود نہیں۔ جائز ہے بلکہ مستحب ہے دھوکہ اور

فریب و کذب کسبِ حلال را حرام سازد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در بازار تودۂ گندم دید
جھوٹ اور وعدہ خلافی سے کسبِ حلال حرام ہوجاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار میں گیہوں کا ڈھیر دیکھا

چوں دستِ مبارک دراں فرو کرد اندرونِ تودۂ گندم تر بود فرمود کہ ایں چیست بائع
جب دستِ مبارک گیہوں میں ڈالا تو ڈھیر کے اندر کے گیہوں بھیگے ہوئے تھے آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ فروخت

گفت کہ باراں بوے رسیده بود فرمود کہ گندمِ تر بالائے توده چرا نہ کردی هر کہ
کرنیوالے نے کہا کہ یہ بارش سے بھیگ گئے تھے ارشاد ہوا کہ بھیگے ہوئے گیہوں ڈھیر کے اوپر کیوں نہ کئے جو شخص

[1] اجورۂ مثل۔ یعنی اس جیسے کام کی مزدوری۔ مسمّٰی۔ یعنی وہ مزدوری جو باہمی طے ہوگئی تھی۔ کم کردن بائع۔ یعنی بیچنے والا سودا کم تول کردے۔ یا مشتری۔ یعنی خریدار جس چیز کے عوض سودا خرید رہا ہے وہ کم کردے [2] ویل للمطففین۔ کم لین دین کرنیوالوں کے لئے ہلاکت ہے۔ ثمنِ مبیع۔ سودے کی قیمت۔ دیونِ معجلہ۔ وہ قرض جس کی فوری ادائیگی ضروری ہے۔ بے عُذر۔ یعنی بدون کسی مجبوری کے خواہ مخواہ ادائیگی میں تاخیر کرنا حرام ہے۔ درنگ کردن۔ یعنی مال دار اگر کسی کا حق دینے میں ٹال مٹول کرے تو وہ ظالم ہے [3] عرق۔ پسینہ [4] وسق۔ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع کوئی اسی تولے کے سیر کے حساب سے تین سیر چھ چھٹانک کا ہے۔ بے شرط۔ یعنی اصل معاملہ میں بڑھوتری شرط کے طریقے پر طے ہوئی ہو۔ غدر۔ وعده خلافی۔ فریب۔ دھوکہ دہی۔ توده۔ ڈھیر

فریب دہد مسلماناں را از ما[1] نیست۔ مسئلہ۔ سماحت یعنی از حقِ خود درگزر کردن در بیع و

مسلمانوں کو فریب دے وہ ہم میں سے نہیں چشم پوشی یعنی خرید وفروخت اور قرض کی وصولیابی اور اس سلسلہ میں

شراء و ادائے دین و تقاضائے آں مستحب است۔ مسئلہ۔ اگر مشتری بعدِ تمامِ عقدِ بیع

تقاضہ میں اپنے حق سے درگزر کرنا مستحب ہے اگر خریدنے والا عقد بیع مکمل ہونے

از خریدن پشیمان شد و بائع بخاطرِ او اقالۂ[2] بیع کند حق تعالیٰ گناہانِ بائع را بیامرزد۔

کے بعد عقدِ بیع پر شرمندہ ہو اور پچھتائے اور فروخت کرنیوالا اسکی خاطر بیع کا اقالہ کرلے اور فروخت کردہ شئے واپس لے کر پیسے واپس کردے تو اللہ فروخت کرنے

مسئلہ۔ در بیع مرابحہ کہ بائع از خریدنِ سابق باضافہ سوایہ مثلاً بفروشد و بیع تولیہ کہ

والے کے گناہوں کی مغفرت فرمائیگا۔ بیع مرابحہ یہ ہے کہ فروخت کرنے والا جتنے میں وہ چیز خریدی ہو اس میں کچھ اضافہ کرکے فروخت کرے بیع تولیہ

بہماں قیمتِ سابق بفروشد قیمتِ سابق بلا تفاوت[3] گفتن واجب است و اگر بر مبیع

یہ ہے کہ اسی سابق قیمت پر بیچ دے سابق قیمت بلا فرق بتا دینا ضروری ہے اور اگر خرید کردہ شئے

سوائے قیمتِ مانندِ سابق اجرتِ[4] حمّالی یا قصّاری خرج شدہ باشد آں را با قیمت ضم کند

پر قیمت کے علاوہ مثلاً اٹھانے یا دھونے کی اُجرت زیادہ خرچ ہوئی ہو تو وہ اصل قیمت میں شامل کرتے

و بگوید کہ ایں قدر زرِ من بریں رخت خرج شدہ است و بگوید کہ بایں قدر زر خریدہ ام تا

ہوئے کہے کہ میری اتنی رقم اس سامان پر خرچ ہوئی ہے اور یہ بھی کہہ دے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے

کاذب نباشد۔ مسئلہ۔ اگر شخصے یک پارچہ مثلاً بہ دہ درم فروخت کرد و ہنوز مبلغ

تاکہ جھوٹا قرار نہ پائے کوئی شخص ایک کپڑا مثلاً دس درہم میں فروخت کرے اور وہ بھی خریدار نے قیمت

ثمنِ مشتری بہ بائع نہ دادہ بائع ہماں پارچہ را از مشتری بہ پنج درم خرید یا آں پارچہ را با

فروخت کنندہ کے حوالہ نہ کی ہو کہ فروخت کرنے والا (پھر) وہی کپڑا خریدار سے پانچ درہم میں خرید لے یا وہ کپڑا دوسرے

پارچہ دیگر بہ دہ درم خرید ایں بیع صحیح نہ باشد کہ در حکمِ ربٰو[5] است۔ مسئلہ۔ بیع منقول

کپڑے کے ساتھ دس درہم میں خرید لے تو یہ بیع صحیح نہیں اور ربٰو (سود) کے حکم میں ہوگی ایسی چیز جو ایک

[1] از ما نیست۔ یعنی جو مسلمانوں کو دھوکہ دے وہ ہم (مسلمانوں) میں شمار نہیں اس کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا۔ سماحت۔ چشم پوشی۔ مستحب است آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک شخص تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اس نے اپنے ملازمین کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ اگر مقروض تنگ دست ہو تو اس سے درگذر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہمارے گناہوں سے بھی درگزر فرمادے۔ چنانچہ اس کے مرنے کے بعد حق تعالیٰ نے اس کو معاف فرمادیا اور بخش دیا[2] اقالۂ بیع۔ سودا واپس لے لینا اور دام واپس کردینا بیامرزد حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص ایسے خریدار سے اقالہ کرے گا جو خرید کر پشیمان ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرے گا۔ مرابحہ۔ وہ معاملہ جس میں مثلاً بیچنے والا ایک آنہ روپیہ اصل خرید پر نفع لے کر فروخت کرے۔ تولیہ۔ وہ معاملہ جس میں بیچنے والا دام کے دام فروخت کرے [3] تفاوت۔ فرق۔ [4] اُجرتِ حمّالی۔ بوجھ اٹھا کر لانے کی اُجرت۔ قصّاری۔ دھوبی پن۔ ضم کند۔ ملادے۔ خرج شدہ است۔ یعنی خرچہ لگا کر یہ کہے کہ یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے۔ یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے۔ مبلغ ثمن۔ قیمت کا روپیہ۔ با پارچۂ دیگر۔ یعنی پہلے داموں سے گھٹا کر داموں میں خریدے یا پہلے سودے کے ساتھ اور سودا ملا کر پہلے داموں سے خریدے [5] ربٰو است لیکن اگر پہلا معاملہ مثلاً روپوں کے عوض ہوا تھا دوبارہ معاملہ کسی اور سامان کے عوض ہوا ہو تو پھر سود نہ رہے گا۔ منقول۔ جو چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکے۔

پیش آز[1] قبض صحیح نیست اگر کیلی بشرطِ کیل خرید و مشتری از بائع کیل کردہ گرفت پستر

جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکے اس کی بیع قبضہ سے پہلے صحیح نہیں ہے اگر پیمانہ سے ناپ کر دی جانیوالی شے پیمانہ سے ناپ کر دینے کی شرط پر خریدی

بدستِ دیگرے بشرطِ کیل فروخت مشتری ثانی را ازاں طعامِ مبیع خوردن یا بدستِ کسے دیگر

اور خریدار نے فروخت کرنے والے سے ناپ کرلے لی اس کے بعد دوسرے کے ہاتھ پیمانہ سے ناپ کر دینے کی شرط کے ساتھ بیچ دی تو دوسرے خریدار

فروختن جائز نیست تا کہ باز کیل نہ کند و کیلِ[2] اوّل کافی نیست احتیاطاً برائے آنکہ مبادا

کو اس خرید کردہ شے میں سے کھانا یا کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک دوبارہ ناپ نہ لے اور پیمانہ سے جو پہلے

چیزے در کیل زیادہ برآید و مالِ بائع باشد۔ مسئلہ۔ نجش حرام است۔ نجش آنست کہ

ناپ چکا تھا وہ احتیاطاً کافی نہیں کیونکہ ایسا نہ ہو کہ چیز پیمانہ میں زیادہ ظاہر ہو اور وہ زائد چیز بائع (فروخت کنندہ) کا مال ہو۔ نجش حرام ہے نجش یہ ہے کہ کوئی

کسے بدونِ قصدِ خرید خود را خریدار نمودہ قیمتِ مبیع زیادہ گوید تا کسے دیگر مشتری

شخص خریداری کے ارادہ کے بغیر اپنے کو خریدار ظاہر کر کے مبیع (فروخت کی جانیوالی شے) کی قیمت زیادہ بتائے تاکہ دوسرا خریدار دھوکہ میں آ جائے۔

فریب خورد۔ مسئلہ۔ اگر مسلمانے خرید می کند و نرخِ[3] مشخص می کند یا پیغام زنے دادہ

اگر کوئی مسلمان خریدنے کی غرض سے بھاؤ طے کر رہا ہو (اور دوسرا نرخ طے کرنے لگے) یا کسی عورت

دیگر برآں برآمدہ پیغامِ خود دہد ایں معنی مکروہ است تا وقتیکہ معاملۂ خریدار اوّل درست

کو نکاح کا پیغام دیا ہو اور دوسرا شخص درمیان میں اپنا پیغام دیدے تو یہ عمل مکروہ ہے تا وقتیکہ پہلے خریدار کا معاملہ درست

شود یا موقوف ماند۔ مسئلہ۔ کاروانِ غلہ را اگر کسے از شہر برآمدہ ملاقات کند و

ہو یا ختم ہو جائے کوئی شخص شہر سے باہر غلہ کے قافلہ (والوں) سے مل کر سارا غلہ

تمام غلہ را خرید نماید ایں را تلقیِ جلب گویند اگر ایں معنی اہلِ شہر را مُضر باشد

خرید لے جسے تلقی جلب کہتے ہیں اگر یہ عمل شہر والوں کے لئے باعث ضرر ہو تو

ممنوع باشد و اگر مُضر نہ باشد جائز باشد مگر درصورتیکہ نرخِ شہر را از کارواں پوشیدہ

ممنوع ہوگا اور اگر مضر نہ ہو جائز ہوگا لیکن شہر کا بھاؤ قافلہ والوں سے پوشیدہ رکھ کر معاملہ

دارد کہ ایں فریب[4] و مکروہ است۔ مسئلہ۔ اگر شہری متاعِ کارواں را نرخ گراں کردہ

کرنا دھوکہ دہی اور مکروہ ہے اگر شہر کا باشندہ قافلہ والوں کا سامان (غلہ وغیرہ خرید کر) گراں نرخ

[1] پیش از قبض۔ یعنی جب تک خریدار اس چیز کو اپنے قبضہ میں نہ لے لے۔ ہاں اگر زمین یا مکان خریدا ہے تو اس کو قبضہ کرنے سے پہلے بھی فروخت کر سکتا ہے۔ کیلی بشرطِ کیل خرید مثلاً گیہوں اس طور پر خریدے کہ ایک روپیہ میں ایک صاع۔ کیل کردہ گرفت۔ یعنی صاع سے ناپ کر گیہوں لیلیے۔ مشتری ثانی۔ دوسرا خریدار۔ طعامِ مبیع۔ یعنی فروخت شدہ گیہوں۔ [2] کیلِ اوّل۔ یعنی وہ ناپائی جو پہلے معاملہ میں ہوئی تھی۔ مالِ بائع۔ چونکہ خریدار تو ایک صاع کا مالک ہوا ہے۔ نجش۔ یہ وہی صورت ہے جو عام طور سے نیلام کرنے والے کرتے ہیں کہ فرضی خریدار کھڑے کر کے چیز کی بولی میں اضافہ کرا دیتے ہیں [3] نرخ مشخص می کند۔ یعنی بھاؤ طے کر رہا ہے۔ پیام زنے۔ یعنی کسی عورت سے منگنی کر رہا ہے۔ موقوف ماند یعنی معاملہ ٹوٹ جائے۔ تلقیِ جلب۔ غلہ لانے والے قافلہ سے شہر کے باہر جا کر معاملہ طے کر لینا۔ مُضر باشد۔ مثلاً شہر میں غلہ کی کمی ہے اور یہ اس طور پر خرید کر شہری لوگوں کو تنگ کرنا چاہتا ہو [4] فریب۔ قافلہ والوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اگر شہری۔ یعنی اگر شہر میں غلہ کی کمی ہے اور شہر کا کوئی باشندہ دیہاتی قافلہ کا غلہ گراں کر کے فروخت کرتا ہے تو مکروہ ہے۔

بفروشد ودر شہر قحط وتنگی باشد ایں معنی مکروہ است مسئلہ۔ بیع وقتِ اذانِ جمعہ

سے فروخت کرے اور شہر قحط و تنگی میں مبتلا ہو تو یہ عمل مکروہ ہے اذان جمعہ کے وقت بیع

مکروہ است مسئلہ۔ اگر دو مملوک صغیر باہم قرابتِ محرمیت داشتہ باشند فروختن

مکروہ ہے اگر دو صغیر (نابالغ غلاموں میں) باہم قرابت محرمیت (ایسی رشتہ داری جس میں باہم نکاح جائز نہ ہو) تو انہیں

آنہا علیحدہ علیحدہ مکروہ است و ممنوع وہمچنیں اگر یکے از آنہا صغیر باشد ودوم کبیر و

علیحدہ علیحدہ فروخت کرنا (کہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائے) مکروہ وممنوع ہے۔ اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک نابالغ اور

نزدِ بعضے ایں بیع جائز نباشد۔ مسئلہ۔ بیع چربی میتہ جائز نیست۔ مسئلہ۔ بیع

دوسرا بالغ ہو تو تب بھی یہی حکم ہے اور بعض کے نزدیک یہ بیع ہی جائز نہ ہوگی مُردار کی چربی کی بیع جائز نہیں ہے نجس

روغنِ نجس نزدِ ابی حنیفہؒ جائز است و نزدِ دیگر ائمہ جائز نیست۔ مسئلہ۔ بیع

تیل کی بیع امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک ناجائز ہے آدمی

گندگی انسان اگر مخلوط نباشد نزدِ امام اعظمؒ مکروہ است و اگر مخلوط باشد بخاک

کا پاخانہ پیشاب کی بیع اگر مخلوط (مٹی کے ساتھ) نہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور اگر مٹی وغیرہ کی آمیزش ہو

و مانندِ آں نزدِ امام اعظمؒ جائز است و بیع سرگین ہم نزدِ او جائز است

تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گوبر کی بیع بھی جائز ہے

و نزدِ اکثر ائمہ بیع ہیچ چیز ازاں جائز نیست۔ مسئلہ۔ ہرچہ بیع آں جائز نیست

اور اکثر ائمہ کے نزدیک ان میں سے کسی کی بیع جائز نہیں جس چیز کی بیع جائز نہیں ہے اس

انتفاع بداں جائز نیست۔ مسئلہ۔ احتکار یعنی بند کردن و نہ فروختن قوتِ آدمیاں

سے نفع اٹھانا ناجائز ہے احتکار (یعنی انسانوں اور چوپایوں کی غذا کو بند کرکے (ذخیرہ بنانا)

و چہار پائگاں در شہرے کہ برائے اہلِ آں مضر باشد مکروہ است و نزدِ امام ابی یوسفؒ

رکھنا اور نہ بیچنا ایسے شہر میں کہ اس سے انہیں نقصان پہنچتا ہو مکروہ ہے اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک

در ہر جنس کہ ضررِ احتکارِ آں بعامہ باشد احتکارِ آں ممنوع است۔ حاکم محتکر

ہر جنس میں کہ جس کی ذخیرہ اندوزی عموماً مضر ہے اس کا احتکار (بند وجمع کرکے رکھنا) ممنوع ہے۔ حاکم ذخیرہ اندوز

را امر کند کہ زیادہ از حاجت خود بفروشد۔ مسئلہ۔ اگر کسے غلّہ زراعت خود را

کو (اپنی ضرورت کے بقدر رکھ) ضرورت سے زائد کے بیچنے کا حکم دے کوئی شخص اپنی کھیتی کا غلہ بند کرکے رکھے

اذان۔ یعنی پہلی اذان جبکہ وہ زوال کے بعد ہو۔ مکروہ است۔ جبکہ خرید وفروخت جمعہ کے لیے سوائی میں خرق پڑتا ہو۔ قرابت محرمیت۔ یعنی ایسی رشتہ داری جس کی بنا پر ایک دوسرے کا محرم ہو۔ مکروہ است۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے ماں سے بچہ جدا کیا۔ خدا اس کو قیامت کے روز دوستوں سے جدا کر دیگا۔ صغیر۔ چھوٹا۔ کبیر۔ بڑا۔ میتہ۔ مُردار۔ ستِ گندگی۔ یعنی پیشاب، پاخانہ۔ سرگین۔ گوبر۔ انتفاع نفع اٹھانا۔ قوت۔ کھانے کی چیزیں جیسے غلہ، پھل، چارہ۔ مضر باشد۔ یعنی شہر میں ان چیزوں کی کمی ہو۔ عامہ۔ شہر کے عام باشندے۔ ممنوع است۔ خواہ وہ کوئی چیز ہو۔ محتکر۔ ذخیرہ اندوز۔ غلّہ۔ پیداوار۔

بند کرد یا از شہرے دیگر خرید ہ آورد و بند کرد احتکار نیست۔ مسئلہ۔ بادشاہ و حاکم را

یا کسی اور شہر سے خرید کر لائے اور بند کر کے رکھ لے تو یہ احتکار نہیں ہے بادشاہ اور حاکم کو

نرخ[1] کردن مکروہ است مگر وقتیکہ بقالان در گرانیٔ غلہ بسیار تعدی نمایند در آں

نرخ مقرر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر بنئے (یا سبزی فروش وغیرہ) غلہ گراں کرنے میں حد سے بڑھ جائیں تو اس صورت

صورت بمشورت دانایان نرخ کند۔

بھاؤ کا تجربہ رکھنے والے لوگوں سے مشورہ کرکے نرخ مقرر کردے تو مضائقہ نہیں۔

فصل۔ در متفرقات و آداب معاشرت و حقوق الناس وگناہاں۔ مسابقت در

متفرقات اور آداب معاشرت اور لوگوں کے حقوق اور گناہوں کے بیان میں تیر اندازی اور

تیر اندازی یا در دوانیدن اسپاں یا شتراں یا خراں یا استراں جائز است و

گھوڑ دوڑ یا اونٹوں یا گدھوں یا خچروں کی دوڑ میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا اور مسابقت

اگر برائے پیش روندہ چیزے مقرر کردہ اگر از یک جانب باشد جائز است و از

جائز ہے اگر بازی لے جانے والے کے لئے کوئی چیز مقرر کردی اور یہ ایک جانب سے ہو تو جائز ہے اور دونوں

جانبین حرام است مگر آنکہ یک شخص[2] ثالث درمیاں باشد و گفتہ شود کہ اگر یکے بر

طرف سے حرام ہے ہاں اگر ایک تیسرا شخص بیچ میں ہو اور کہا جائے کہ اگر تیسرا دونوں سے

دو کس پیش رود ایں قدر باو دادہ شود و اگر دو کس پیش روند دریں صورت از ثالث

آگے نکل گیا تو وہ دونوں اسے اتنے پیسے دینگے اور اگر دونوں تیسرے سے بازی لے گئے تو تیسرے سے انہیں

ہیچ نہ گرفتہ شود و ازاں دو کس ہر کہ پیش رود از دیگر بگیرد و دریں صورت ایں مسابقہ

کچھ لینے کا حق نہ ہوگا اور ان دونوں میں سے جو بازی لے گیا وہ دوسرے سے لے گا اور اس صورت میں یہ مسابقت

و ایں مقرر کردن انعام جائز است و حلال لیکن آنچہ برائے پیش روندہ مقرر کردہ اند

اور یہ انعام مقرر کرنا جائز و حلال ہے مگر جو کچھ بازی لے جانے والے کے لئے مقرر

واجب نمی شود و مواخذہ آں نمی رسد و ہمچنیں جائز است کہ امیر مردم لشکر را بگوید

کیا ہو وہ واجب نہ ہوگا اور زبردستی اس کے وصول کرنے کا حق نہ ہوگا اسی طرح یہ جائز ہے کہ سردار لشکر سے

کہ ہر کہ پیش رود ایں قدر بوے بدہم و ہمچنیں حکم است در آنکہ دو طالب علم در مسئلہ

کہے کہ جو آگے بڑھ گیا اسے اتنی مقدار بطور انعام دی جائے گی اور اسی طرح ان دو طالب علموں کا حکم ہے کہ کسی مسئلہ کے بارے میں اختلاف

[1] نرخ کردن۔ یعنی چیزوں کا نرخ مقرر کرنا۔ بقالان۔ بنئے۔ تعدی۔ حد سے تجاوز۔ دانایان۔ یعنی وہ لوگ جو نرخوں کا تجربہ رکھتے ہوں۔ مسابقت۔ بازی لے جانا۔ دوانیدن اسپاں۔ گھوڑ دوڑ۔ اگر از یک جانب۔ یعنی شرط ایک طرف سے ہو۔ حرام است۔ چونکہ جوا ہو جائیگا۔ [2] شخص ثالث۔ مثلاً تین آدمی گھوڑ دوڑ کریں اور یہ طے ہو کہ مثلاً اگر زید آگے نکل گیا تو عمرو خالد دونوں ایک ایک روپیہ اسے دیں گے اور اگر وہ پیچھے رہ گیا تو اسکو کچھ نہ دینا پڑیگا اور عمرو خالد میں سے جو بھی پیچھے رہ گیا وہ دوسرے کو ایک روپیہ دے گا۔ یکے۔ یعنی زید۔ دو کس یعنی عمرو خالد۔ مسابقہ۔ بازی۔ مواخذہ یعنی جبراً وصول کرنا۔ ہمچنیں۔ یعنی ایک طرف سے شرط ہے

اختلاف کنند وخواہند کہ باستاد رجوع آرند و برائے کسے کہ حکمِ او موافقِ حکمِ استاد

کرتے ہوئے استاد سے رجوع کرنا چاہیں اور دونوں میں سے جس کے حق میں استاد کا فیصلہ ہو اس پر کوئی

افتد چیزے مقرر کنند۔ مسئلہ۔ ولیمۂ نکاح سُنّت است و کسے کہ دعوت کردہ شود

چیز مقرر کریں (کہ وہ دی جائے گی) نکاح کا ولیمہ مسنون ہے اور جس شخص کی دعوت ولیمہ کی جائے

باید کہ قبول کند و اگر بے عذر قبول نہ کند آثم شود[۱]۔ مسئلہ۔ از طعامِ دعوت چیزے

اسے قبول کرنی چاہیئے اور اگر بلا عذر قبول نہ کرے تو گنہگار ہوگا کھانے کی دعوت میں سے کوئی چیز

بخانۂ خود نیارد و ہم بسائل[۲] نہ دہد مگر بہ اجازتِ مالک و اگر داند کہ آنجا لہو یا

اپنے گھر نہ لائے اور سائل کو بھی بلا اجازتِ مالک نہ دے اور اگر وہاں لہو و لعب ہو یا

سرود است حاضر نہ شود و دعوت قبول نہ کند و اگر بعد آمدن لہو ظاہر شد

گانے بجانے کا علم ہو تو دعوت قبول نہ کرے اور حاضر نہ ہو اور اگر حاضر ہونے کے بعد لہو ظاہر ہو

اگر قدرتِ منع دارد منع کند و اگر نہ پس اگر مقتدا باشد یا لہو در مجلسِ طعام باشد

اگر منع کی طاقت ہے تو منع کرے اور اگر نہیں ہے اگر پیشوا ہو یا کھانے کی مجلس میں لہو و لعب ہے

نہ نشیند امامِ اعظمؒ فرمودہ کہ بداں مبتلا شدم پس صبر کردم یعنی پیش از مقتدا

تو نہ بیٹھے (اگر عام آدمی ہو اور کھانے کی مجلس میں لہو و لعب ہو تو بیٹھ جائے) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مقتدیٰ ہونے سے قبل میں اس میں

شدن۔ مسئلہ۔ سرود[۳] حرام است کہ باز دارندہ است از ذکرِ الٰہی و مہیج شہوت است

مبتلا ہوا اور میں نے اس پر (مذکورہ بالا طریقہ سے صبر کیا) گانا بجانا حرام ہے کیونکہ یہ ذکرِ الٰہی سے روکتا اور شہوت بھڑکا کر گناہوں کی طرف لے

بسوئے معاصی۔ اگر در حقِ کسے ایں چنیں نباشد مثلاً درویشے صاحبِ نفسِ مطمئنہ کہ

جاتا ہے اگر کسی کے حق میں گانے کے یہ اوصاف ظاہر نہ ہوں مثلاً درویش (کامل) کہ اللہ کے عشق و محبت کے

غیر از عشق و محبتِ الٰہی در سرِ او ہیچ میلے و رغبتے بسوئے شہوات نہ بود از

علاوہ سے اس کا نفس مطمئن ہو اس کے دماغ میں کوئی میلان و رغبت شہوتوں کی طرف نہ ہو اور ایسے شخص کی

زبانِ مردے کہ قابلِ شہوت[۴] نہ باشد کلامے موزوں بآوازے موزوں شنود و او را

زبان سے سنے جو خود لائقِ شہوت نہ ہو (پارسا ہو) موزوں کلام موزوں آواز سے سنائے اور یہ سماع ذکرِ الٰہی میں اس کے

[۱] آثم شود۔ چونکہ دعوت کو قبول کرنا واجب ہے لیکن قبول کرنے کا مطلب بُلانے والے کے گھر چلا جانا ہے۔ کھانا کھانا واجب نہیں ہے [۲] بسائل ندہد۔ اگر یہ معلوم ہو کہ میزبان ناراض ہوگا۔ سرود است۔ غرضیکہ وہاں کوئی کام شریعت کے حکم کے خلاف ہے۔ مقتدا باشد۔ یعنی عام مسلمان اس کی پیروی کرتے ہیں [۳] سرود۔ گانا بجانا۔ مہیج۔ بھڑکانے والا۔ معاصی۔ گناہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ گانے بجانے کے آلات دل میں نفاق کو اس طرح اُگاتے ہیں جس طرح پانی سبزہ اُگاتا ہے۔ نفسِ مُطمئنہ۔ یعنی وہ نفس جس کو خدا کی ذات پر اعتمادِ کامل میسر آگیا ہو اور اس کا ایمان شکوک و شبہات سے بالاتر ہو کر یقین کے مرتبہ پر پہنچ گیا ہو۔ یہ نفسِ انسانی کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ دوسرا مرتبہ نفسِ لوّامہ کا ہے جو انسان کو تقویٰ و طہارت کی کمی پر ملامت کرتا رہتا ہے اور بدترین نفسِ امّارہ ہے جو انسان کو بُرائی پر آمادہ کرتا ہے [۴] قابلِ شہوت نہ باشد۔ بلکہ وہ خود بھی متقی و پرہیزگار ہو۔

مانع از ذکرِ الٰہی نباشد بلکہ ہیجانِ محبتِ الٰہی کند در حقِ آں کس انکار[1] نتواں کرد خواجۂ عالی

مانع نہ ہو بلکہ محبت الٰہی میں جوش پیدا کرے اس شخص کے حق میں کوئی انکار نہیں کرسکتا (اور ممنوع قرار

شان بہاؤالدین نقشبندی رضی اللہ عنہ کہ کمالِ اتباعِ سُنّت داشت فرمودہ نہ ایں کار می

نہیں دے سکتا) بلند شان بزرگ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کہ جو کامل متبع سنت تھے فرماتے تھے میں یہ کام (مخصوص سماع)

کنم چراکہ مسنون[2] نیست و نہ انکار می کنم و ملاہی و مزامیر و طنبور و دُہل و نقارہ و دَف وغیرہ

اس لئے نہیں کرتا کہ یہ مسنون نہیں ہے اور نہ انکار کرتا ہوں کھیل اور گانے بجانے کے آلات طنبورہ، ڈھول اور نقارہ اور دَف وغیرہ بالاتفاق

باتفاق حرام است مگر طبلِ غازی یعنی نقارۂ ہنگامِ جنگ یا دَف برائے اعلانِ نکاح۔

حرام ہیں لیکن مجاہد کا طبل یعنی جنگ کے وقت کا نقارہ یا دف (دھپڑا) اعلانِ نکاح کے واسطے یہ ان سے مستثنیٰ ہیں

مسئلہ۔ شعر کلام است موزوں حَسَنِ او حَسَن است و قبیحِ او قبیح است لیکن

شعر کلام موزوں کا نام ہے وہ اچھے مضامین پر مشتمل ہو تو اچھا اور بُرے مضامین پر مشتمل ہو تو بُرا ہے

بیشتر اضاعتِ وقت دراں مکروہ است۔ مسئلہ۔ ریا[3] و سُمعہ در عبادت ثوابِ

لیکن زیادہ اس میں وقت ضائع کرنا مکروہ ہے دکھاوے اور شہرت کی خاطر عبادت، عبادت کے

عبادت را باطل کند بلکہ معصیت شود یعنی ہر کہ عبادت کند برائے دیدن و شنیدنِ مردم نزد

ثواب کو باطل کر دیتی ہے بلکہ اُلٹا گناہ ہوتا ہے یعنی جو شخص عبادت لوگوں کو دکھانے اور سُنانے کی خاطر کرے اللہ تعالیٰ

خدا ثوابِ آں نباشد پیغمبر علیہ السلام آں را شرکِ[4] خفی فرمودہ مسئلہ۔ غیبت یعنی عیبِ

کے نزدیک اس کا ثواب نہ ہوگا رسول اکرم صلے اللہ علیہ السلام نے اسے شرکِ خفی (چھپا ہوا شرک) فرمایا ہے غیبت یعنی کسی کے پیٹھ

کسے غائبانہ گفتن اگرچہ موافق نفس الامر باشد حرام است خواہ عیب در دینِ او گوید

پیچھے عیب بیان کرنا اگر واقعہ کے مطابق ہو تو حرام ہے چاہے اس کی عیب جوئی دین کے بارے میں

یا در صورت یا در نسب یا غیرِ آں آنچہ اور ا ناخوش آید مگر غیبتِ ظالم حرام[5] نیست

کرے یا شکل و صورت یا نسب وغیرہ کے متعلق ہو کہ اسے ناگوار معلوم ہو لیکن ظالم شخص کی غیبت کرنا حرام نہیں ہے

مسئلہ۔ غیبت نیست مگر شخصِ معیّن معلوم را بد گفتن اگر اہلِ شہرے[6] را غیبت کند غیبت

کسی معین شخص کو بُرا کہنا غیبت ہے اگر اہل شہر کو (بلا تعین) بُرا کہے تو یہ غیبت

[1] انکار نتواں کرد۔ یعنی ایسے شخص پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا [2] مسنون نیست۔ نہ آنحضورؐ سے سماع ثابت ہے نہ صحابہؓ سے۔ نہ انکار می کنم۔ چونکہ حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ملاہی۔ کھیل کے آلے۔ مزامیر۔ منہ سے بجانے کے باجے۔ دُہل۔ ڈھول۔ دَف۔ ڈھپڑا۔ حسن او حسن است۔ یعنی شعر اچھے مضامین پر مشتمل ہے تو اچھا ہے ورنہ بُرا ہے [3] ریا۔ لوگ دکھاوا۔ سمعہ۔ شہرت۔ [4] شرکِ خفی۔ پوشیدہ شرک۔ کھلا ہوا شرک تو یہ ہے کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک مانے۔ لیکن چونکہ اس میں بھی چونکہ خدا کی ذات کو مقصود بناکر عبادت نہ کی بلکہ مقصود دوسرا ٹھہرایا لہٰذا ایک درجہ میں یہ بھی شرک ہے۔ غیبت۔ کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا۔ نفس الامر۔ یعنی جو بُرائیاں ذکر کررہا ہے وہ اس شخص میں واقعۃً ہوں۔ اگر وہ شخص بے عیب ہے تو پھر یہ بہتان ہوگا جو بجائے خود ایک بہت بڑا گناہ ہے خواہ وہ عیب شرعی ہو یا جسمانی یا نسلی [5] حرام نیست۔ یعنی ظالم کو پیٹھ پیچھے ظالم کہا جاسکتا ہے اسی طرح اس بدکار کو بدکار جو کھلم کھلا بدکاری کرتا ہے۔ [6] اہلِ شہرے۔ یعنی شہر کے تمام باشندے۔

نہ باشد۔ مسئلہ۔ نمیمہ[۱] یعنی سخن یکے بدیگرے رسانیدن کہ موجب ناخوشی فیما بین آنہا باشد

نہ ہوتی چغلخوری یعنی ایک شخص کی ایسی بات دوسرے تک پہنچانا جو ان کے درمیان ناخوشی و ناگواری کا باعث

نیز حرام است۔ مسئلہ۔ دشنام[۲] دادن دیگرے بزبان یا باشارۂ سر یا چشم یا دست یا

ہو یہ بھی حرام ہے کسی کو گالی دینا زبان یا سر کے اشارہ یا آنکھ یا ہاتھ کے اشارہ

مانندِ آں یا خندیدن بروے برنہجے کہ موجب ہتک حرمتِ او باشد حرام است رسول اللہ

سے یا اس پر ہنسنا اس طرح کہ اسکی بے آبروئی اور ہتک کا باعث ہو حرام ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ حرمتِ مال و آبروئے مسلماناں مثلِ حرمتِ خونِ او ست و

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی آبرو اور مال کی حرمت ان کے خون کی طرح ہے اور

کعبہ را فرمودہ کہ حق تعالیٰ تراچہ قدر حرمت دادہ لیکن حرمتِ مسلمان و حرمتِ خونِ او و

کعبہ مکرمہ سے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے تجھے کتنا محترم و مکرم بنایا لیکن مسلمان کی حرمت اور اس کے خون کی حرمت اور

مال او و آبروئے او از تو زیادہ است۔ مسئلہ۔ دروغ[۳] حرام است مگر برائے مصلح میانِ

اس کے مال و آبرو کی حرمت تجھ سے بڑھ کر ہے جھوٹ بولنا حرام ہے لیکن دو آدمیوں میں صلح کرانے

دو کس یا برائے راضی کردن اہلِ[۴] خود یا برائے دفعِ ظلمِ ظالم دریں چنیں مقام تعریض بہ کذب

یا بیوی کو خوش کرنے کی خاطر یا ظالم کے ظلم سے بچاؤ کی خاطر درست ہے ایسے موقع پر ایسا کلام جو

بہتر است و بے حاجت تعریض بہ کذب ہم مکروہ است۔ مسئلہ۔ تجسّسِ حالِ مسلماناں

بظاہر جھوٹ اور بولنے والے کے مقصد کے اعتبار سے صحیح ہو اور بلاضرورت ایسا کلام (جسے تعریض بہ کذب کہتے ہیں) بھی مکروہ ہے۔ عیب جوئی کی خاطر

برائے عیب جوئی آنہا حرام است و بدترینِ دروغ شہادتِ[۵] دروغ است و قسمِ دروغ

مسلمانوں کے حالات کی تفتیش حرام ہے اور بدترین جھوٹ جھوٹی گواہی اور جھوٹی قسم ہے

کہ بداں مالِ مسلمانے را بناحق تلف کند حق تعالےٰ دروغ را برابر شرک شمردہ

کہ جس کی بنا پر مسلمان کا مال ناحق تلف ہو اللہ تعالےٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر شمار

و فرمودہ کہ پرہیز کنید از بُت پرستی و پرہیز کنید از سخن دروغ در حالیکہ مسلمان

کرتے ہوئے فرمایا کہ پرہیز کرو بت پرستی سے اور بچو جھوٹی بات سے اس حال میں کہ مسلمان راہِ راست پر

---

[۱] نمیمہ۔ چغلخوری۔ فی ما بین۔ یعنی دو شخص کے درمیان [۲] دشنام۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ کسی مومن کو گالی گلوچ کرنا بدکاری ہے۔ نہج۔ طریقہ۔ موجب۔ بسبب۔ ہتک حرمت۔ بے عزتی حرمتِ مال۔ یعنی خون کرنا اور بے عزتی کرنا ایک برابر جرم ہیں۔ کعبہ۔ یعنی ایک مسلمان کی عزت کعبہ سے بھی زیادہ ہے [۳] دروغ۔ جھوٹ [۴] اہلِ خود۔ یعنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے۔ دفعِ ظلم۔ یعنی ظلم سے بچنے کے لئے۔ تعریض وہ کلام جو اپنے ظاہری معنے کے اعتبار سے غلط ہے۔ لیکن اس کے ایسے معنی بھی ہیں جو بولنے والا مراد لیتا ہے اور وہ صحیح ہیں۔ تجسس۔ جاسوسی کرنا۔ یعنی چھپے ڈھکے عیب تلاش کرنا [۵] شہادتِ دروغ۔ جھوٹی گواہی۔ تلف کند۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق تلف کرتا ہے۔ اللہ اس پر جنت حرام فرما دیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ حضورؐ اگرچہ معمولی سی چیز پر قسم کھائے۔ آنحضورؐ نے فرمایا خواہ ایک شاخ کے بارے میں قسم کھائے۔ فرمودہ۔ آنحضورؐ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے اور پھر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے اور تین بار اس جملہ کو مکرر ارشاد فرما کر یہ آیت پڑھی۔

راہِ راست روندہ باشید نہ مشرک۔ مسئلہ۔ رشوت دہندہ و رشوت خورندہ در دوزخ

چل رہے ہوں مشرک نہ ہوں رشوت دینے اور رشوت کھانے والے دوزخ میں ہوں

باشند مگر آنکہ دادنِ رشوت برائے دفع ظلم[1] جائز است۔ مسئلہ۔ ہر کہ حکم نہ کند موافق

گے لیکن دفع ظلم (اور حصولِ حق) کے لئے رشوت دینا جائز ہے جو شخص (قدرت کے باوجود)

کتاب اللہ حق تعالیٰ آں را کافر گفتہ مسئلہ۔ قضیہ و مناقشہ کہ درمیان اُفتد واجب

کتاب اللہ کے مطابق حکم نہ کرے اللہ نے اسے کافر کہا ہے جو معاملہ اور جھگڑا باہم ہو اس میں شریعت کی طرف

است کہ آں را بہ شرع رجوع کند و آنچہ شرع دراں حکم کند اگرچہ خلافِ طبع خود

رجوع ضروری ہے اور شرعی حکم خواہ طبیعت کے خلاف کیوں نہ ہو واجب

باشد واجب است کہ آں را بہ طیبِ[2] خاطر قبول کند مکروہ داشتن آں کفر است و مستلزم

ہے کہ اسے خوش دلی سے قبول کرے اسے ناپسند کرنا شریعت کے انکار کو

انکارِ شرع۔ مسئلہ۔ عُجب و تکبّر کردن و نفسِ خود را از دیگراں بہتر دانستن و غیر را حقیر

مستلزم اور کفر ہے غرور اور خود پسندی اور اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر خیال کرنا اور دوسروں کو حقیر و

دانستن حرام است حق تعالیٰ می فرماید نفسِ خود را نسبت بہ پاکی مکنید بلکہ خدا ہر کرا

ذلیل سمجھنا حرام ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اپنے آپ کو گناہوں سے پاک و صاف مت خیال کرو بلکہ اللہ

می خواہد پاک می کند و اعتبار مر خاتمہ را ست و خاتمہ معلوم نیست کہ چہ خواہد و در حدیث آمدہ

تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اعتبار دراصل (خاص طور پر) خاتمہ کا ہے اور خاتمہ معلوم نہیں کیسا ہو حدیث شریف

کہ حق تعالیٰ بعضے کساں را بہشتی نوشتہ است و تمام عمر عملِ دوزخ می کند و آخر کار

میں ہے کہ حق تعالیٰ نے لوگوں میں سے کسی کو جنتی لکھا ہے اور وہ تمام عمر دوزخ (کے استحقاق کے) کام کرتا ہے اور آخرکار

تائب[3] می شود و عملِ بہشت می کند و بہشتی می شود و بعضے کساں را دوزخی نوشتہ و تمام عمر

تائب ہو کر جنت میں جانے کے لائق کام کر کے جنتی بن جاتا ہے اور کسی کے بارے میں دوزخی ہونا لکھا ہے وہ تمام عمر جنت میں جانے

عملِ بہشت می کند آخر کار نوشتۂ ازلی غالب می آید و عملِ دوزخ می کند و دوزخی

کے کام کرتا ہے آخرکار نوشتۂ تقدیر غالب آتا ہے اور دوزخ کے کام کر کے دوزخ میں چلا جاتا ہے

[1] دفع ظلم۔ اگر کوئی سرکاری کارندہ بدونِ رشوت کام ہی کر کے نہیں دیتا اور وہ کام ہمارا حق ہے تو رشوت دینا گناہ نہیں اور اگر وہ کام خود غلط ہے تو دینے والا بھی گنہگار ہے۔ کافر گفتہ۔ یعنی جب کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو جاری کرنا انسان کی قدرت میں ہو اور پھر وہ ان احکام کو جاری نہ کرے۔ مناقشہ۔ جھگڑا۔ بشرع رجوع کند۔ یعنی اس معاملہ میں شرعی حکم تلاش کرے [2] طیبِ خاطر۔ خوش دلی۔ مکروہ داشتن۔ یعنی اس حکم کو ناپسند کرنا۔ عُجب۔ خود پسندی۔ تکبّر۔ غرور۔ نسبت بہ پاکی۔ یعنی اپنے آپ کو گناہوں سے پاک صاف نہ قرار دو۔ عملِ دوزخ۔ یعنی دوزخ میں جانے کے کام [3] تائب۔ توبہ کرنے والا۔ عملِ بہشت۔ جنت میں جانے کے کام۔ نوشتۂ ازلی۔ یعنی تقدیر کا لکھا۔

می شود۔ شیخ سعدیؒ می گوید۔ نظم

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

مرا پیرِ دانائے روشن شہابؔ دو اندرز فرمود بر رُوئے آب

مجھے عقلمند تابندہ ستارے (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی) نے کشتی (دریا) کے سفر میں دو نصیحتیں فرمائیں

یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش دوم آنکہ بر غیر بدبیں مباش

ایک یہ کہ خود پسندی میں مبتلا نہ ہونا دوسرے یہ کہ کسی کے عیب جو اور برائی تلاش کرنے والے نہ بننا

مسئلہ۔ تفاخُر بانساب حرام است و نیز تکاثر بہ مال وجاہ حرام است کریم تر نزدِ

انساب اور ذاتوں پر فخر کرنا حرام ہے نیز مال و مرتبہ کی بہتات پر فخر کرنا حرام ہے اللہ تعالٰی کے نزدیک

خدا متقی تر است۔ مسئلہ۔ بازی کردن بہ شطرنج یا نردؔ یا چوپڑ یا مانندِ آں حرام

مکرم (مقرب) زیادہ پارسا و پرہیزگار ہے شطرنج یا چوسر یا چوپڑ یا اس کی مانند کھیلنا حرام

است و اگر دراں مال مشروط باشد قمار باشد و حرامِ قطعی و گناہِ کبیرہ باشد و منکرِ حرمتِ

ہے اور اس میں مال کی شرط لگائی گئی ہو تو قمار (جوا) اور حرام قطعی اور گناہِ کبیرہ ہوگا اور اس کی حرمت کا

آں کافر باشد و نیز لعب بہ پرانیدنِ کبوتر یا جنگانیدنِ مرغ و مانندِ آں حرام است

انکار کرنے والا کافر ہوگا نیز لہو و لعب کے طور پر کبوتر اڑانا یا مرغ وغیرہ لڑوانا حرام ہے

مسئلہ۔ خدمت کنانیدن از خوجہ مکروہ است۔ مسئلہ۔ موئے را پیوند کردہ دراز کردن حرام

خوجہ (وہ مرد جسے نامرد بنا دیا گیا ہو) سے خدمت لینا مکروہ ہے بالوں میں (مصنوعی بال) ملا کر لانبے کرنا حرام ہے

است۔ خصوص پیوند کردن بہ موئے انسان۔ مسئلہ۔ اُجرت گرفتن بر اذان و امامت و تعلیمِ

خاص طور پر انسان کے بال ملانا (زیادہ قبیح ہے) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اذان و امامت اور

قرآن و فقہ وغیرہؔ عبادات جائز نیست نزدِ امام اعظمؒ و نزدِ دیگر ائمہ جائز

تعلیم قرآن و فقہ وغیرہ عبادات پر اجرت لینا جائز نہیں اور دوسرے ائمہ کے نزدیک

است و دریں زمانہ فتوٰی بر آں است کہ بر تعلیم قرآن و مانندِ آں اُجرت

جائز ہے اور اس زمانہ میں فتوٰی اس پر ہے کہ تعلیم وغیرہ پر اُجرت لینا جائز

ؔ روشن شہاب۔ چمکدار ستارہ یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔ اندرز۔ نصیحت۔ بر رُوئے آب۔ یعنی کشتی میں بیٹھے ہوئے۔ خود بین۔ مغرور۔ بد بین۔ عیب جو۔ تفاخر بانساب۔ ذات پات پر باہمی مقابلہ میں فخر کرنا۔ تکاثر بمال وجاہ۔ یعنی مرتبہ و مال کی کثرت ایک دوسرے پر جتانا۔ کریم۔ شریف۔ متقی۔ پرہیزگار ؔ نرد۔ چوسر۔ مانند آں۔ تاش۔ گنجفہ وغیرہ۔ مشروط باشد۔ یعنی ہار جیت پر مال کی بازی لگی ہو۔ جنگانیدن مرغ۔ مرغ بازی، بٹیربازی وغیرہ خوجہ قدیم زمانے میں یہ طریق تھا کہ امور خانہ داری و خدمت گذاری کے لیے مردوں کو نامرد بنا لیا جاتا تھا۔ پیوند کردہ۔ عورتیں اپنے بال بڑھانے اور حسن پیدا کرنے کے لیے کبھی مصنوعی بال کبھی دوسری عورتوں کے اصلی بال اپنے بالوں میں لگاتی ہیں ؔ وغیرہ عبادات۔ جیسے پنج وقتہ نماز یا تراویح پڑھانا۔

گرفتن جائز[1] است۔ مسئلہ۔ اُجرتِ نوحہ کنندہ و سرود کنندہ و دیگر معاصی و اُجرتِ
ہے نوحہ کرنے والے اور گانے اور دوسرے معاصی کی اُجرت اور

جہانیدنِ[2] جانور نر بر مادہ حرام است۔ مسئلہ۔ قاضیان و مفتیان و علماء و غازیان
جانور کی جفتی کرانے کی اجرت حرام ہے قاضیوں اور مفتیوں اور علماء و مجاہدین کو

را از بیت المال رزق دادہ شود بقدریکہ کافی باشد بلاشرط۔ مسئلہ۔ حرّہ را سفر کردن
تنخواہ مقرر کئے بغیر بیت المال سے اتنی مقدار نفقہ کی دی جائے جوان کے لئے کافی ہو آزاد عورت کو محرم یا شوہر

بدونِ محرم[3] یا شوہر جائز نیست و کنیز و اُمّ ولد را جائز است و خلوت با اجنبیہ حرّہ باشد
کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے اور باندی (خالص باندی) اور ام ولد کے لئے جائز ہے اور اجنبی عورت کے ساتھ خلوت (ایسی

یا امۃ یا اُمّ ولد حرام است۔ مسئلہ۔ غلام و کنیز را عذاب کردن یا طوق در گردن آنہا
تنہائی جہاں اور کوئی نہ ہو) آزاد عورت یا باندی یا ام ولد کے ساتھ حرام ہے غلام اور باندی کو شدید قسم کی سزا دینا یا ان کی گردن میں طوق ڈالنا

انداختن حرام است پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در وقتِ وفات آخر کلام بہ نماز و نیکی[4] با
حرام ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال کے وقت آخری کلام نماز اور

غلام و کنیزک وصیت کردہ۔ باید کہ مملوکِ خود را آنچہ خود بخورد بخوراند و آنچہ خود بپوشد
غلام اور باندی کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنے کی وصیت سے متعلق تھا کہ اپنے مملوک کو بھی وہی کھلائے جو خود کھاتے اور اس کو بھی وہی پہنائے جو

بپوشاند و بکارے زیادہ از طاقتِ او امر نہ فرماید و اگر بکارے شاق امر کند باید کہ ہم خود
خود پہنے اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام نہ لے اور اگر وہ کوئی سخت دشوار کام کرے تو اس کے

شریکِ او شود۔ مسئلہ۔ بندہ کہ اندیشہ گریختنِ او باشد زنجیر در پائے او انداختن جائز است۔
کام میں خود بھی شریک ہو جانا چاہئے جس غلام کے بھاگنے کا اندیشہ ہو اس کے پاؤں میں زنجیر ڈالنا جائز ہے

مسئلہ۔ بندہ را از خدمتِ مولیٰ گریختن حرام است مسئلہ۔ تراشیدنِ ریش
غلام کو آقا کی خدمت سے بھاگنا اور پہلو تہی کرنا حرام ہے ایک مشت ہونے سے

بیش از قبضہ حرام است و چیدنِ موئے سفید از ریش و مانندِ آں
پہلے داڑھی تراشنا حرام ہے اور داڑھی وغیرہ (مثلاً سر کے) سفید بال چننا

[1] جائز است۔ چونکہ اب بیت المال بھی نہیں ہے۔ جو اس طرح کے مذہبی فرائض انجام دینے والوں کی ضروریات کو پورا کرسکے اور کام کرنے والے بھی ایسے مخلص نہیں رہے جو بدون کسی اُجرت کے یہ کام انجام دے سکیں، لہٰذا متاخرین نے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے۔ نوحہ کنندہ۔ بعض ملکوں میں پیشہ ور رونے والیاں ہوتی ہیں۔ جس طرح ہندوستان میں پیشہ ور گانے والیاں ہیں [2] جہانیدن۔ جفتی کرانا۔ بیت المال۔ اسلامی خلافت کا خزانہ۔ بلاشرط۔ یعنی ایسے لوگوں کا مقرر کرتے وقت تنخواہ نہ طے کی جائے۔ [3] محرم۔ جس سے پردہ ضروری نہ ہو۔ خلوت۔ تنہائی ام ولد۔ یعنی کسی دوسرے کی لونڈی جس سے اس کی اولاد ہو۔ عذاب کردن۔ یعنی سخت قسم کی سزا [4] نیکی با غلام۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ لونڈی، غلام تمہارے بھائی بند ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے قبضہ میں دیدیا۔ ان کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ جو خود کھاؤ وہ انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انہیں پہناؤ۔ کا تے لے شاق۔ سخت کام۔ مولیٰ۔ آقا۔ قبضہ۔ مٹھی۔

مکروہ است مسئلہ. گذاشتنِ[1] ریش و تراشیدنِ سُبلت و ناخن و موئے بغل و موئے
مکروہ ہے داڑھی بڑھانا اور مونچھیں کتروانا اور ناخن اور بغل کے بال اور زیرِ ناف

نہانی سُنّت است۔ مسئلہ. داخل شدنِ مرداں و زناں در حمام جائز است ولیکن
بال لینا (کترنا اور صاف کرنا) سُنّت ہے مردوں اور عورتوں کا غسل خانہ میں پردہ اور ازار (تہ بند) کے ساتھ

با پردہ و ازار[2]۔ مسئلہ. امر معروف[3] و نہی منکر واجب است از منکرات اگر مقدور
داخل ہونا جائز ہے اچھے کام کا حکم اور بُرے کام سے روکنا واجب ہے۔ ناپسندیدہ اور (شرعاً) بُرے کاموں

داشتہ باشد از دست منع کند و اگر نتواند از زبان منع کند و اگر نتواند یا مفید نداند از دل
سے اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت ہو تو ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی نہ

مکروہ دارد و صحبتِ اھلِ منکر ترک کند اگر ایں قدر ہم نہ کند در وبالِ آنہا شریک
روک سکتا ہو یا مفید نہ سمجھتا ہو تو دل سے مکروہ سمجھے ناپسندیدہ اور غیر شرعی امور میں مبتلا لوگوں کی ہم نشینی ترک کرے اگر یہ بھی نہ

باشد ہم در دُنیا و ہم در آخرت۔ مسئلہ. حُبّ[4] فی اللہ و بغض فی اللہ فرض
کر سکا تو دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ (یہ بھی) شریک ہوگا اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے (نافرمان رب پر) بغض

است۔ مسئلہ. کسے کہ بروے احسان کند شکر ادا کردن و مکافاتِ او نمودن مستحب
فرض ہے جو شخص اس پر احسان کرے اس کا شکر ادا کرنا اور اس کا بدلہ دینا مستحب

است یا واجب و انکار آں کردن و کفرِ آں نمودن معصیت است۔ ھر کہ شکرِ
ہے یا واجب اور احسان ناشناسی اور اظہارِ ناشکری گناہ ہے جو بندہ کا شکر گزار

بندہ نہ کردہ شکرِ خُدا نہ کرد۔ مسئلہ. نشستن در مجلسِ علماء و صلحاء افضل است اگر
نہ ہوا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہوا علماء و صلحاء (نیک لوگوں) کی مجلس میں بیٹھنا اگر میسر ہو افضل ہے اور

میسر شود و اگر میسر نہ شود عُزلت بہتر است۔ مسئلہ. کثرتِ درود بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
میسر نہ ہو تو گوشہ نشینی بہتر ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت

مستحب است و خالی[5] بودنِ مجلس از ذکرِ خُدا و درود بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
مستحب ہے اور مجلس کا ذکرِ الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود (بھیجنے سے) خالی رہنا مکروہ

---

[1] گذاشتن ریش۔ ایک مٹھی بڑھانا تو ضروری ہے اس سے زیادہ کو تراشنا اختیاری ہے۔ سُبلت۔ مونچھیں۔ موئے نہانی۔ یعنی زیرِ ناف بالوں کو ہر ہفتہ مونڈنا درست ہے۔ لیکن چالیس دن تک چھوڑے رکھنا مکروہ ہے [2] اگر غسل خانہ پردہ دار ہے اور تنہا نہایا جائے تو تہ بند اُتار کر نہانا درست ہے [3] امر معروف۔ بھلی بات کا حکم کرنا۔ نہی عن المنکر۔ بُری بات سے روکنا۔ از دست۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ بُرائی کو ہاتھ سے روک دینا بادشاہ کے لئے ہے۔ از زبان۔ یہ علماء وقت کا کام ہے۔ از دل مکروہ دارد۔ یہ عوام الناس کیلئے حکم ہے۔ اہلِ منکر۔ جو بُری باتوں میں مبتلا ہیں۔ ایں قدر۔ یعنی میل جول کا ترک [4] حُبّ فی اللہ۔ اللہ کے لئے دوستی۔ یعنی کسی کی دینداری کی وجہ سے اس سے محبت کرنا۔ بغض فی اللہ یعنی کسی کی بدکاری کی وجہ سے اس سے دشمنی رکھنا۔ مکافات۔ بدلہ۔ انکارِ آں۔ یعنی احسان نہ ماننا۔ کفرِ آں۔ یعنی احسان کے بدلے ناشکری کرنا۔ ہر کہ۔ یہ ایک حدیث شریف کا مضمون ہے۔ عُزلت۔ تنہائی۔ بہر حال بُروں کی صحبت نہ اختیار کرے [5] خالی بودن۔ حدیث شریف میں ہے۔ اگر کسی قوم کی کوئی مجلس خدا کے ذکر اور نبیؐ کے درود سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

مکروہ است۔ مسئلہ۔ مرد را تشبہ[۱] بہ زناں و زن را تشبہ بہ مرداں و مسلم را تشبہ بہ کفار و

(ناپسندیدہ) ہے مرد کو عورت کی مشابہت (لباس وغیرہ میں) اختیار کرنا اور عورت کو مردوں کی اور مسلم کو کفار اور

فساق حرام است۔ مسئلہ۔ قتل کردنِ جانورِ ماکول[۲] نہ برائے خوردن حرام است۔ مسئلہ۔ قتلِ

فساق کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے ایسے جانور کو جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کھانے کی غرض کے بغیر (بلاضرورت) مار ڈالنا حرام ہے ایذا و

جانورِ موذی جائز است۔ مسئلہ۔ حقوقِ[۳] مسلمان بر مسلمان شش چیز است۔ مسئلہ۔ عیادتِ

تکلیف پہنچانے والے جانور کو قتل کرنا جائز ہے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں (۱) بیمار

مریض و حضورِ جنازہ و قبولِ دعوت و سلام و تشمیتِ[۴] عاطس و خیر خواہی ہم در حضور و ہم در

کی عیادت (۲) جنازہ میں حاضری (۳) دعوت قبول کرنا (۴) سلام کرنا (۵) چھینکنے والے کا جواب یرحمک اللہ سے دینا (۶) سامنے اور

غیبت۔ مسئلہ۔ باید کہ دوست دارد برائے مسلماناں آنچہ برائے نفسِ خود دوست دارد و مکروہ

پس پشت اس کی خیر خواہی جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ مسلمانوں کے لئے پسند کرنا اور جو اپنے لئے ناپسند کرے

دارد در حقِ آنہا آنچہ برائے خود نہ پسندد و ردِّ سلام واجب است۔ مسئلہ۔ بداں کہ کبائر بر

وہ ان کے لئے بھی ناپسند کرنا چاہئے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے واضح رہے کہ گناہِ

سہ مرتبہ است مرتبۂ اوّل اکبر کبائر کفر است و قریبِ آں عقائدِ باطلہ مرتبۂ دوم

کبیرہ کی تین قسمیں ہیں گناہِ کبیرہ میں سب سے گناہ کفر ہے اور اس کے قریب قریب عقائدِ باطلہ کا درجہ ہے دوسرا

آنچہ دراں حقوقِ بندگاں تلف شود یعنی ظلم بر خون و مال و آبروئے مسلماناں۔ حق تعالیٰ حقوقِ

مرتبہ گناہِ کبیرہ کا وہ ہے جس میں بندوں کے حقوق تلف ہوں یعنی مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو پر ظلم (زیادتی) حق تعالیٰ اپنے حقوق

خود بہ بخشد و حقوقِ بندگان نہ بخشد[۵]۔ بغویؒ از انسؓ روایت کردہ کہ رسول فرمودہ

بخش دے گا اور بندوں کے حقوق نہیں بخشے گا بغویؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت منادی از عرش آواز دہد کہ اے امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم

وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن پکارنے والا عرش سے پکارے گا کہ اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ

حق تعالیٰ شما ہمہ مرد و زن مومنین را بخشیدہ باہم حقوقِ بندگان را بخشید و

نے تمہارے سارے مرد و عورت مومنین کو بخش دیا بندوں کے باہمی حقوق بخش کر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

خالی ہے تو وہ مجلس باعثِ افسوس ہے۔ (صفحہ ہذا) [۱] تشبہ۔ مشابہت اختیار کرنا۔ تشبہ بکفار۔ یعنی ایسی چیز میں مشابہت پیدا کرنا جو کفر کی خصوصیت ہو۔ [۲] ماکول۔ یعنی وہ جانور جس کا گوشت حلال ہے۔ موذی۔ تکلیف رساں جیسے سانپ وغیرہ [۳] حقوق۔ یعنی ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ یہ حقوق ادا کرے یا معاف کرالے ورنہ گنہگار ہوگا۔ عیادت۔ بیمار پرسی ہر مریض کی ضروری ہے خواہ وہ اعلیٰ مرتبہ کا ہو یا ادنیٰ درجہ کا۔ آنحضورؐ اپنے یہودی غلام کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے تھے اور وہ آنحضورؐ کے فرمانے پر مسلمان ہوا تھا۔ حضورِ جنازہ۔ اگر محض نماز پڑھے گا تو ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اگر قبرستان دفن کرانے بھی جائے گا تو دو قیراط کا ثواب ملے۔ جن کا ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ قبولِ دعوت۔ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کھانے پر بلائے اور شرعی عذر نہ ہو تو میزبان کے گھر جانا ضروری ہے۔ کھانا کھانا مستحب ہے۔ [۴] تشمیتِ عاطس۔ چھینکنے والے کا یرحمک اللہ کہنے کے ساتھ جواب دینا جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے۔ حضور۔ آمنا سامنا۔ غیبت۔ پیٹھ پیچھے۔ دوست دارد۔ پسند کرے۔ مکروہ دارد۔ ناپسند کرے۔ ردِ سلام۔ سلام کا جواب دینا خواہ سلام کرنے والا جان پہچان کا ہو یا نہ ہو۔ اکبر کبائر۔ یعنی کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ۔ عقائدِ باطلہ۔ یعنی باطل فرقوں کے عقیدے۔ تلف۔ برباد [۵] نہ بخشد۔ بلکہ اپنے مظلوم

بقیہ اگلے صفحہ پر

داخل بہشت شوید۔ حافظ[1] گوید۔ فرد

جنت میں داخل ہو جاؤ حافظ شیرازی کہتے ہیں

مباش[2] درپئے آزار وھرچہ خواہی کن کہ درشریعتِ ماغیرازیں گناہے نیست

کسی کو تکلیف پہنچانے کے درپے نہ ہو اور جو کرنا چاہے کر کہ اس کے علاوہ اور کوئی گناہ ہماری شریعت میں نہیں

یعنی برابر ایں نیست مرتبہ سوم حقوق اللہ خالص۔ مسئلہ آنچہ در[3] احادیث کبائر وارد شدہ

یعنی اس کے برابر اور کوئی گناہ نہیں تیسرا مرتبہ (درجہ) خالص حقوق اللہ کا ان میں کوتاہی کرنا جو کبیرہ ہے احادیث میں جنہیں کبائر (گناہ کبیرہ) بتایا

بہ شماریم شرک و نافرمانی والدین[4] وقتلِ نفس وقسمِ دروغ[5] وشہادتِ دروغ و دشنام[6]

گیا ہے وہ ہم شمار کرتے ہیں (۱) شرک (۲) والدین کی نافرمانی (۳) جان کا قتل (۴) جھوٹی قسم (۵) جھوٹی شہادت (۶) پاک

محصنہ وخوردنِ مالِ یتیم وخوردنِ ربٰو وگریختن از جنگِ کفار وسحر کردن و قتلِ

دامن پر تہمت زنا (۷) یتیم کا مال کھانا (۸) سود خوری (۹) کفار سے جنگ کے دوران بھاگنا (۱۰) جادو کرنا (۱۱) اولاد کا قتل جس

فرزند کردن چنانکہ کفار دختراں راقتل می کردند وزنا خصوصًا بازنِ ہمسایہ وسرقہ و قطع

طرح کافر لڑکیوں کو قتل کرتے تھے (۱۲) زنا کا ارتکاب خاص طور پر ہمسایہ عورت سے (۱۳) چوری (۱۴) ڈاکہ زنی کہ یہ اللہ اور اس کے رسول

طریق کہ محاربہ باخدا و رسولؐ است وبغی برامامِ عادل ودرحدیث آمدہ کہ زِنا بازنِ دہ کمتر

کے ساتھ (گویا) جنگ ہے (۱۵) امام وخلیفہ عادل سے بغاوت۔ حدیث میں ہے کہ بستی کی کسی اور عورت سے زنا

است اززِنا بازنِ ہمسایہ ودرحدیث آمدہ کہ بزرگ ترکبائر آن است کہ کسے پدر و

کرنا ہمسایہ عورت سے زنا کرنے کے مقابلے میں دس درجہ کم ہے حدیث میں ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ

مادرِ خودرا دشنام دہد گفتند والدین راچگونہ کسے دشنام دہد فرمود والدین دیگرے را

کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے صحابہؓ نے عرض کیا کوئی شخص والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا وہ دوسرے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) بندوں کو اختیار دے گا خواہ وہ معاف کردیں یا اس کی نیکیاں لیں۔ بغوی۔ مشہور امام و محدث ہیں۔

(صفحہ ہذا) [1] حافظ۔ یعنی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔ مباش الخ۔ کسی کے درپے آزار نہ ہو اور جو چاہے کرو۔ اس لیے کہ ہماری شریعت میں اس کے سوا اور گناہ نہیں ہے۔ یعنی۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں۔ اس کا گناہ سب گناہوں سے بڑھ کر ہے [3] در احادیث۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریبًا پانچ سو گناہ کبیرہ گنائے جن میں سے کچھ کا تذکرہ مصنف نے فرمایا ہے۔ والدین۔ خواہ مسلمان ہوں یا کافر۔ اگر باپ بت پرست ہے اور وہ بت خانے میں بت پوجنے گیا۔ اب اگر کندھے پر بٹھا کر اسکو واپس لانے کی ضرورت ہے تو اولاد کا فرض ہے کہ اپنے کندھے پر بٹھا کر اس کو وہاں سے واپس لائے۔ قسم دروغ۔ جھوٹی قسم کی تین صورتیں ہیں (۱) کسی گزشتہ غلط بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے (۲) کوئی کام کر کے بھول گیا ہو اور اس کے نہ کرنے پر قسم کھائے (۳) کسی چیز کے نہ کرنے کی قسم کھائے اور پھر اس کو کرے تو اس کے لئے شریعت نے دنیوی سزا یعنی کفارہ مقرر کردیا ہے [6] دشنامِ محصنہ۔ یعنی پاک دامن پر زنا کی تہمت دھرنا۔ از جنگ کفار۔ جب کہ مقابلہ پر دوگنے تک ہوں اور دوگنے سے زیادہ ہوں تو بچاؤ کے لئے گریز کیا جاسکتا ہے۔ کفار دختراں را۔ عرب میں نیز ہندوستان کی بعض قوموں میں رواج تھا کہ لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔ گفتند۔ یعنی صحابہ نے دریافت فرمایا۔ چگونہ۔ صحابہؓ کے دور میں یہ چیز بہت تعجب خیز تھی۔ اس لئے سوال فرمایا ورنہ اب تو یہ تعجب کی بات بھی نہیں رہی۔

دشنام دہد او والدینِ ایں را دشنام دہد مسئلہ مدحِ[1] فاسق حرام است در حدیث

کے والدین کو گالی دے اور وہ اس کے والدین کو گالی دیں فاسق کی مدح (خلافِ شرع اُمور کی تعریف) حرام ہے حدیث

است کہ حق تعالیٰ برآں غضب شود و عرش بداں بلرزد مسئلہ اگر کسے دیگرے را

شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ اس پر غضبناک ہوتا اور عرش اس تعریف پر لرزتا ہے اگر کوئی شخص دوسرے پر

لعنت کند و آں کس اہلِ لعنت نہ باشد لعن بروے باز گردد۔ مسئلہ۔ در حدیث[2] است

لعنت کرے تو وہ شخص ملعون نہ ہوگا بلکہ وہ لعنت، لعنت کرنیوالے کی جانب لوٹتی ہے حدیث شریف میں ہے

علاماتِ منافق دروغ گوئی و خلافِ وعدگی و خیانت در امانت و غدر بعد عہد و دشنام

کہ منافق کی علامتیں ہیں جھوٹ بولنا وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت اور عہد کرکے توڑ دینا اور جھگڑے کے

در منازعت۔ مسئلہ۔ رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم شرک[3] مکن بخدا اگرچہ قتل کردہ شوی

دوران گالی دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک نہ کرو خواہ قتل ہی کیوں نہ کردیا جائے اور

و سوختہ شوی و نافرمانی والدین مکن اگرچہ امر کنند کہ از زن و فرزند و

جلا دیا جائے اور والدین کی نافرمانی مت کر اگرچہ وہ اہل و عیال اور مال سے دستبردار

مالِ خود بدر شو مسئلہ حقِ شوہر بر زن آں قدر است کہ رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم

ہونے اور چھوڑنے کا حکم دیں شوہر کا حق بیوی پر اتنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں خدا تعالیٰ

کہ اگر برائے سجدہ غیرِ خدا امر می کردم زن را امر می کردم کہ شوہر را سجدہ[4] کند اگر شوہر

کے علاوہ کسی اور کے لئے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر شوہر بیوی کو حکم کرے کہ زرد (پیلے) پہاڑ

زن را امر کند کہ سنگ ہائے کوہِ زرد بکوہِ سیاہ و از کوہِ سیاہ بکوہِ سفید برساں باید

کے پتھر سیاہ پہاڑ پر اور سیاہ پہاڑ کے سفید پر پہنچا تو اسے اس کی تعمیل کرنی چاہئے (یعنی دشوار ترین کام بھی

کہ ہمچناں کند مسئلہ در حدیث آمدہ کہ بہترینِ شما کسے است کہ با زنِ خود خوب باشد

قبول کرنا چاہئے) حدیث شریف میں ہے کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے کہ جس کا برتاؤ بیوی کے ساتھ اچھا ہو

و من برائے اہلِ خود خوبم و زن از پہلوئے[5] چپ آفریدہ شدہ است راست نتواں

اور میرا برتاؤ اپنی اہل کے ساتھ اچھا ہے اور عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہے سیدھی نہیں

---

[1] مدحِ فاسق۔ یعنی اس کے فسق و فجور کی باتوں پر تعریف کرنا کیسے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہوا نے ایک شخص کے کپڑے اُڑائے تو اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہوا پر لعنت نہ کر یہ تو خدا کے حکم کی پابند ہے۔ جو شخص کسی غیر مستحق پر لعنت کرتا ہے تو لعنت خود کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے [2] در حدیث۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ منافق کی علامتیں یہ ہیں۔ جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ امانت میں خیانت کرتا ہے۔ جھگڑے میں گالی گلوچ کرتا ہے [3] شرک مکن۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ خدا کی نافرمانی کے بارے میں کسی کا کہنا نہ ماننا چاہئے۔ بدر شو۔ یعنی بیوی کو طلاق دے اولاد مال کو اپنے سے جدا کردے [4] سجدہ کند۔ یعنی اللہ کے احکام کے بعد عورت پر سب سے زیادہ شوہر کے احکام کو بجالانا ضروری ہے۔ بکوہ سفید۔ یعنی مشکل سے مشکل کام۔ لہذا عورت کا فرض ہے کہ شوہر کی اجازت بدون نفلی روزہ بھی نہ رکھے۔ شوہر کے مال و اولاد و آبرو کی پوری حفاظت کرے۔ خوب باشد۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہترین اخلاق اس شخص کے سمجھے جائیں گے جو اہل و عیال کے ساتھ خوش خلق ہو [5] از پہلوئے چپ

بقیہ اگلے صفحہ پر

شد بر کجی آنہا صبر باید کرد و نیکی باید نمود باید کہ او را دشمن ندارد اگر ازو راضی نہ باشد طلاق

ہو سکتی اس کی کجی پر صبر کرکے بھلائی کا برتاؤ کرنا چاہیئے اس کے ساتھ دشمنی نہ رکھنی چاہیئے اگر وہ اس کے ساتھ رہنے

دہد مسئلہ گناہِ صغیرہ را سہل انگاشتن و برآں اصرار کردن گناہِ کبیرہ است و حلال

رضامند نہ ہو تو طلاق دیدے (لٹکائے نہ رکھے) گناہِ صغیرہ کو غیر اہم سمجھنا اور اس پر اصرار اور اس کا خوگر ہونا گناہِ کبیرہ ہے

دانستن گناہِ صغیرہ قطعی کفر است بخاریؒ از انسؓ روایت کردہ کہ فرمود انسؓ کہ

اور گناہِ صغیرہ کو حلال سمجھنا بلا شبہ کفر ہے بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں

شما کارہا می کنید و از موئے باریک تر و سہل تر می دانید و ما آں را در عہدِ پیغمبر صلی اللہ علیہ

تم لوگ کام (گناہِ صغیرہ) کرتے ہو اور انھیں بال سے زیادہ باریک (معمولی) اور بہت سہل (ہلکا) سمجھتے ہو اور ہم انہیں رسول اللہ

وسلم از مہلکات می دانستیم بدانکہ سخن در شرائع بسیار است و مطولات ازاں مشحون

صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں ہلاک کرنے والی اور برباد کرنے والی چیزوں میں سے سمجھتے تھے۔ واضح رہے کہ احکامِ شریعت بہت ہیں

بقدر کفایت دریں اوراق برائے فارسی خواں نوشتہ شد زیادہ ازیں اگر احتیاج

اور ضخیم کتابیں ان سے بھری ہوئی ہیں ان اوراق (مالابدمنہ) میں فارسی خواں کے لئے بقدر کفایت لکھ دیئے گئے ان سے زیادہ کی اگر

افتد بہ علماء رجوع می تواں کرد۔

ضرورت ہو تو علماء سے رجوع کر سکتے ہیں

کِتَابُ الْاِحْسَان

بداں اَسْعَدَکَ اللّٰہُ تعالیٰ ایں ہمہ کہ گفتہ شد صورتِ ایمان و اسلام و شریعت

اللہ تعالیٰ تجھے نیک بخت بنائے باخبر ہو کہ یہ جو کچھ گفتگو کی گئی ایمان و اسلام و شریعت کی صورت

است و مغز و حقیقتِ او در خدمتِ درویشاں باید جست و خیال نباید کرد کہ حقیقت

بقیہ گزشتہ صفحہ (اور ظاہری شکل) ہے اور ان کے مغز و حقیقت سے واقفیت درویشوں (بزرگوں اور اولیاء اللہ) کی خدمت میں رہ کر کرنی چاہیئے اور

حدیث شریف میں آیا ہے عورتوں کو بھلائی کے بارے میں نصیحت کرتے رہو۔ یہ عورتیں پسلی سے بنی ہوئی ہیں اور جتنی اوپر کی پسلی ہوگی۔ اس قدر زیادہ ٹیڑھی ہوگی۔ اگر تم اس کو بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر بالکل چھوڑ دوگے تو ٹیڑھی رہے گی۔ مقصود کہ گھریلو معاملات میں انسان کو چشم پوشی سے کام لینا چاہیئے ورنہ انسان خود بھی پریشان ہوگا اور اہل و عیال کو بھی پریشان رکھے گا۔ (صفحہ ہذا) لہ نیکی باید نمود۔ اہل و عیال کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ بلا ضرورت بیوی کو اپنے رشتہ داروں سے ملنے سے روکنا چاہیئے۔ اپیٹ کرنا بہت ہی بُری بات ہے۔ لہ سہل۔ یعنی اس کو معمولی بات سمجھنا۔ اصرار۔ یعنی گناہِ صغیرہ کی عادت ڈالنا اور اس پر جماؤ اختیار کرنا۔ از موئے باریک تر۔ یعنی نہایت کمزور عہد۔ زمانہ۔ مہلکات۔ تباہ کرنیوالی چیزیں۔ شرائع۔ یعنی شریعت کے احکام۔ مطولات۔ بڑی بڑی کتابیں۔ مشحون۔ پُر۔ دریں اوراق۔ یعنی مالابدمنہ لہ احسان۔ لغوی معنٰی نیکی کرنے کے ہیں۔ اصطلاحی معنے یہ ہیں کہ عبادت گزار عبادت کے دوران ظاہری و باطنی اعتبار سے خدا کی طرف متوجہ ہو۔ احسان کا اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت گزار کو عبادت کے دوران حضرت حق تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہو۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ عبادت گزار یہ سمجھے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ اسعدک اللہ۔ خدا تجھے نیک بخت کرے۔ درویشاں۔ خدا رسیدہ اولیاء اللہ۔ حقیقت۔ جو صوفیاء کی تعلیمات سے حاصل ہوتی ہے۔

خلافِ شریعت است کہ ایں سخن جہل و کفر است بلکہ ہمیں[1] شریعت است کہ در

یہ نہ خیال کیا جائے کہ حقیقت خلافِ شریعت ہے کہ یہ بات، خود جہالت اور کفر پر مبنی ہے بلکہ یہی (عین) شریعت ہے اولیاء اللہ کی خدمت جب

خدمتِ درویشاں چوں قلب از تعلق علمی وجہے کہ بما سوی اللہ داشت پاک شود و

قلب ماسوی اللہ علوم ظاہری سے جو حاصل ہوں پاک ہو جاتے اور

رذائل نفس برطرف گشتہ نفسِ مطمئنہ شود و اخلاص بہم رساند شریعت در حق او بامغز

نفس کی برائیاں ختم ہوکر نفسِ مطمئنہ کا درجہ حاصل ہو جائے اور اخلاص کی دولت تک رسائی حاصل ہو جائے

شود نمازِ او عند اللہ تعلق[2] دیگر بہم رساند دو رکعتِ او بہتر از لک رکعتِ دیگراں باشد

شریعت اس کے حق میں بامغز ہو جاتی ہے اس کی نماز عند اللہ اس کو ایک اور تعلق (مرتبہ) تک پہنچاتی ہے۔ اس کی دو رکعات دوسروں کی لاکھ رکعتوں

و ہمچنیں صوم او و صدقۂ او۔ رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم اگر شما مثل اُحد زر در راہِ خدا

سے بہتر ہو جاتی ہیں اسی طرح اس کے روزہ اور صدقہ کا حال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ

خرچ کنید برابر یک سیر یا نیم سیر جَو نباشد کہ صحابہ در راہِ خدا دادہ اند ایں از جہتِ قوتِ

میں خرچ کرو تو اس ایک سیر یا آدھے سیر جَو کے (باعتبار اخلاص) برابر نہ ہوگا جو صحابہؓ نے راہِ خدا میں دیا ہے یہ انکی قوتِ ایمان

ایمان و اخلاص شان است نورِ باطن پیغمبر صلی اللہ وسلم را از سینۂ درویشاں باید جست

و اخلاص کے اعتبار سے ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ باطنی (فیضانِ باطنی) کو اولیاء اللہ کے سینوں میں تلاش کرنا چاہیئے

و بداں نورِ سینۂ خود را روشن باید کرد تا کہ خیر و شر بفراستِ صحیحہ دریافت شود ولی در قرآن

اور اس سے اپنے سینے روشن کرنے چاہئیں تاکہ ہر خیر و شر صحیح فراست (فراستِ ایمانی) کے ذریعے معلوم ہو جائے قرآن

متقی[3] را فرمودہ و در حدیث علامتِ اولیاء اللہ فرمودہ کہ در صحبتِ او خدا یاد آید

کریم میں ولی متقی کو فرمایا ہے اور حدیث میں اولیاء اللہ کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ ان کی صحبت میں خدا یاد آ جائے یعنی ان کی صحبت

یعنی محبّتِ دُنیا در صحبتِ او کم شود و محبّتِ حق زیادہ گردد واللہ اعلم۔ و کسے

سے دنیوی محبت کم اور حق تعالےٰ کی محبت میں اضافہ ہو جائے واللہ اعلم اور جو شخص

کہ متقی نباشد او ولی نباشد[4]۔

متقی نہ ہو وہ ولی بھی نہیں ہوگا

[1] ہمیں۔ یعنی طریقت اور شریعت ایک چیز ہے۔ علمی۔ یعنی علومِ ظاہری۔ ماسوی۔ غیر۔ رذائل۔ برائیاں۔ مطمئنہ شود۔ یعنی انسان کا نفس، نفسِ مطمئنہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے [2] تعلقِ دیگر۔ یعنی احسان کا اعلیٰ مرتبہ۔ اُحد۔ مدینہ طیبہ کا ایک مشہور پہاڑ ہے۔ ایں۔ یعنی ثواب میں اس قدر فرق۔ فراست۔ آنحضورؐ نے فرمایا ایک مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعے تاڑ جاتا ہے۔ خواجہ عبد الخالق کی مجلس کا واقعہ ہے کہ ان کے وعظ کے دوران ایک آدمی آکر بیٹھ گیا۔ جب وہ وعظ سے فارغ ہوئے تو اس نے دریافت کیا مومن کی فراست کا کیا مطلب ہے اور وہ کیسی ہوتی ہے۔ خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ فراست یہ ہے کہ تم اپنے گلے سے زنار اتار پھینکو۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے زنار سے کیا واسطہ۔ شیخ کے اشارے پر مریدوں نے اس شخص کی گدڑی اتار ڈالی۔ دیکھا کہ وہ زنار پہنے ہوئے تھا۔ اس واقعہ پر وہ مسلمان ہو گیا۔ تب شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔ یہ تو ظاہری زنار تھا۔ آؤ تم بھی باطنی زنار اتار پھینکو اور خدا سے ایک نیا عہد کر لو۔ چنانچہ سب نے بیعت کی تجدید کی [3] متقی را فرمودہ۔ لہٰذا جس میں ظاہری تقویٰ و طہارت نہیں ہے اس کو ولی نہ سمجھنا چاہئے [4] ولی نباشد۔ اگر کہیں ایسا ہو بھی ہو کہ کسی بزرگ نے اپنے آپ کو چھپانے کے لئے اپنے اوپر سے تقویٰ و طہارت کے آثار کو دور کر رکھا ہو اور اپنے آپ کو ملامتیہ فرقہ میں داخل کر رکھا ہو تو اس کو بہت نادر سمجھو۔

مثنوی

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نشاید داد دست

انسانوں کے بھیس میں بہت سے شیطان ہیں — لہذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہئے

حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہ می فرماید۔

حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

رُباعی

با ہر کہ نشستی و نہ شد جمع دلت — وز تو نہ رمید صحبت آب و گلت

تو ہر شخص کے پاس بیٹھا اور تجھے دل جمعی کی دولت حاصل نہ ہوئی — تو دنیا کی محبت سے بے نیاز و یکسو نہ ہوا

زنہار ز صحبتش گریزاں می باش — ورنہ نہ کند روح عزیزاں بحلت

ولی کی صحبت سے (بدظن ہو کر) مت بھاگ (حسن ظن برقرار رکھ) — ورنہ تو بزرگوں کی ارواح سے — اکتساب فیض

ترجمہ باب کلماتُ الکفر از فتاوائے بُرھانی

در دستور القضاۃ از فتاوائے خلاصہ آوردہ کہ در مسئلہ اگر چند وجہ کفر باشد و یک

دستور القضاۃ نامی کتاب (خلاصۃ فتاوی) کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مسئلہ میں اگر چند وجوہات کفر کی ہوں اور ایک وجہ

وجہ کفر نہ باشد فتویٰ بہ کفر نباید داد۔ فقیر گوید لیکن باید کہ خود از اندیشہ یک

کفر کی نہ ہو تو کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہئے — مصنف کہتا ہے مگر مسلمان کو چاہئے کہ کسی ایسی چیز کو نہ

وجہ کُفر احتراز نماید۔ مسئلہ۔ از سبّ شیخین کافر شود نہ از تفضیلِ علی رضی اللہ عنہ بر

اپنائے جس میں ایک وجہ کفر بھی موجود ہو — حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا بھلا کہنے سے کافر ہو جاتا ہے البتہ حضرت علی رضی

آنہا کہ بدعت است۔ مسئلہ۔ از محال دانستن دیدارِ خدا کافر شود۔ مسئلہ۔ خدا را جسم

اللہ عنہ کو ان دونوں پر فضیلت دینے سے کافر نہ ہوگا البتہ یہ بدعت ہے۔ دیدار ربانی کو محال سمجھنے سے کافر ہو جائے گا — اللہ کے لئے جسم

اے بسا۔ بہت ایسے ہیں جن کی صورت انسانوں کی سی ہے لیکن حقیقتاً وہ شیطان ہیں لہذا ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دے دینا چاہئے یعنی جانچ پرکھ کر کسی سے بیعت کرنی چاہئے۔ جمع دلت۔ یعنی تجھے دلجمعی جو کہ اللہ کی یاد کرنے والوں کو حاصل ہونی چاہئے۔ صحبت آب و گلت۔ یعنی دنیا کی محبت۔ می باش۔ یعنی اس بزرگ کے ساتھ تو حسنِ ظن قائم رکھو اور یہ سمجھو کہ تمہیں اس در سے فیض حاصل ہونے والا نہیں۔ روح عزیزاں۔ یعنی بزرگوں کی روح سے تو فیضیاب ہو سکے گا۔ دستور القضاۃ۔ ایک کتاب کا نام ہے۔ فتویٰ بکفر۔ مثلاً کسی عبارت یا عقیدے کے چند مطلب تو ایسے ہیں کہ ان سے کفر لازم آتا ہے اور ایک معنی ایسے ہیں جن سے کفر لازم نہیں آتا تو کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہئے۔ لیکن۔ یعنی خود ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ایسی کوئی چیز اختیار نہ کرے جس میں کفر کی ایک بھی وجہ موجود ہو۔ سبّ شیخین۔ یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنا۔ تفضیل علی۔ یعنی شیخینؓ کو برا نہیں جانتا ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے افضل سمجھتا ہے۔ کافر شود چونکہ ثابت ہے قیامت میں اللہ کا دیدار میسر آئے گا۔

گفتن ودست ویا ورو گفتن کفر است[1] ۔ مسئلہ۔ اگر کلمۂ کفر باختیار خود گوید و نداند کہ ایں کلمۂ کفر

تشبیہ کرنا اور یہ کہنا کہ (انسانوں کی طرح اس کے) ہاتھ اور پاؤں اور چہرہ ہیں کفر ہے۔ اگر کلمۂ کفر اپنے اختیار سے کہے اور اسے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کفر کا کلمہ ہے تو اکثر

است اکثر علماء بر آنند کہ کافر شود معذور نہ باشد و اگر بے قصد بزبان رود کافر نہ شود

علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا (اور) معذور شمار نہ ہوگا اور اگر بلا قصد زبان سے نکل جائے تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر ارادۂ کفر کرد اگرچہ بعد مدتے مدید، فی الفور کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر حرام

اگر کفر کا ارادہ کرے خواہ دراز مدت کے بعد کفر کا ارادہ ہو فوری طور پر کافر ہو جائے گا۔ اگر حرام

قطعی را حلال گوید یا حلال قطعی را حرام یا فرض را فرض نداند کافر شود۔

قطعی کو حلال سمجھے یا حلال قطعی کو حرام یا فرض کو فرض نہ جانے تو کافر ہو گیا

مسئلہ۔ اگر گوشت مردار می فروشد و گوید ایں مردار نیست از حلال است کافر[5]

اگر مردار کا گوشت بیچ کر کہتا ہے کہ یہ مردار نہیں حلال ہے کافر

نہ شود۔ مسئلہ۔ مردے دیگرے را گفت کہ از خدا نمی ترسی گفت نہ، کافر شود۔

نہ ہوگا کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا اور وہ کہے "نہیں" تو کافر ہو جائے گا

و نزد محمد بن فضیل رح اگر در معصیت باشد کافر شود و الّا نہ۔ مسئلہ۔ اگر گفت کہ وے

اور محمد بن فضیل کے نزدیک اگر معصیت کی بات کرنے کے دوران اس سے یہ کہا گیا تو کافر ہوگا ورنہ نہیں۔ اگر کہے کہ وہ اگر خدا ہو

اگر خدا شود من حق خود از وے بستانم کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر گوید کہ خدا با تو بس نیاید

جائے تو میں اس سے اپنا حق وصول کروں تو کافر ہو جائے گا اگر کہے کہ خدا تو تیرے بس میں نہیں آتا میں

من چگونہ با تو بس آیم کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر گوید کہ مرا بر آسمان خداست و بر زمین تو

کس طرح تیرے قابو میں آ جاؤں تو کافر ہو گیا اگر کہے کہ میرا آسمان پر خدا ہے اور زمین پر تو تو

کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر پسر کسے مرد گفت کہ خدا را بایستہ بود کافر شود و اگر دیگر گفت کہ

کافر ہو گیا اگر کسی شخص کے لڑکے کے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت تھی تو کافر ہو گیا اور اگر دوسرا شخص کہے

خدا بر تو ظلم کرد کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر شخصے بر دیگرے ظلم کرد و مظلوم گفت۔ اے خدا

کہ خدا نے تیرے اوپر ظلم کیا تو (کہنے والا) کافر ہو جائیگا اگر کوئی شخص دوسرے پر ظلم کرے اور مظلوم کہے اے اللہ

[1] کفر است۔ قرآن پاک میں اللہ کے لئے ید، موجود وغیرہ کا جو اطلاق موجود ہے اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو دست، پا اور رُو کا انسانوں میں مطلب ہے۔ نداند۔ یعنی جو حقیقۃً کلمۂ کفر ہے اس کو کلمۂ کفر نہ سمجھ کر کہے۔ ارادۂ کفر۔ چونکہ کفر کی حالت پر آمادگی خود کفر ہے۔ حرام قطعی۔ یعنی وہ چیز جس کی حرمت ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ کافر نہ شود۔ یہ اپنی بات میں جھوٹا ہے۔ اس کو جھوٹ کی سزا ملے گی۔ کافر نہ ہوگا۔ نہ۔ یعنی ڈرتا نہیں کہا۔ کافر شود۔ چونکہ اس کا مطلب یہی ہوا کہ خدا سے نہیں ڈرتا ہوں۔ در معصیت۔ یعنی وہ گناہ کی بات کر رہا ہے۔ جس پر اس کو یہ کہا گیا تھا۔ اس لیے کہ اگر وہ نیک بات کر رہا تھا تو ظاہر ہے کہ نیکی کرنے میں خدا سے ڈرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کافر شود۔ چونکہ یہ ثابت ہوا کہ وہ خدا پر بھی اپنے آپ کو غالب سمجھتا ہے۔ اگر گوید۔ یعنی خدا کا بھی تیرے اوپر قابو نہیں تو میں تجھ پر کیسے قابو پا سکتا ہوں۔ بر زمین تو۔ چونکہ زمین پر بسنے والے انسان کو خدا کے برابر گردانا۔ خدا را بایستہ بود۔ یعنی خدا کو اس کی ضرورت تھی۔

اے خدا توازوے میذیر[1] اگر توازوے بپذیری من نہ پذیرم کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر گوید من از

تو اس کی توبہ قبول نہ کر اگر تو اس کی توبہ قبول کرے گا تو میں نہیں کرونگا (تو) کافر ہو جائیگا اگر کہے کہ میں

ثواب و عذاب بیزارم[2] کافر گردد۔ مسئلہ۔ اگر کسے بدون شہود نکاح کرد و گفت کہ خدا

ثواب و عذاب سے بیزار (بے واسطہ) ہوں تو کافر ہو جائیگا اگر کوئی شخص گواہوں کے بغیر نکاح کرکے کہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول

و رسول خدا را گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود[3]۔ مسئلہ۔ واز مجمع النوازل

کو یا فرشتہ کو گواہ بناتا ہوں تو (رسول اور فرشتہ کو غیب داں سمجھنے کی بنا پر) کافر ہوگیا "مجمع النوازل" سے منقول ہے

آورد کہ اگر گفت کہ فرشتہ دست راست و دست چپ را گواہ کردم کافر نہ شود[4]

کہ اگر کہے کہ میں نے دائیں اور بائیں کے فرشتوں کو گواہ بنایا تو اگرچہ نکاح صحیح نہ ہوگا مگر اس کہنے سے

اگرچہ نکاح صحیح نہ باشد۔ مسئلہ۔ اگر جانورے آواز کرد پس گفت کہ بیمار بمیرد

وہ کافر نہیں ہوا اگر کوئی جانور چلائے یا (آواز کرے) اور (یہ بطور شگون) کہے کہ بیمار مر

یا غلہ گراں شود یا جانور آواز کرد از سفر بازگشت در کفر او اختلاف است[5]۔ مسئلہ۔

جائے گا یا غلہ گراں ہو جائے گا یا جانور کے آواز کرنے پر کہے کہ (فلاں) سفر سے لوٹ آئے گا تو کہنے والے کے کفر میں اختلاف ہے

اگر گفت کہ خدا می داند کہ من ہمیشہ پیوستہ ترا یاد می کنم بعضے گفتہ کہ کافر شود

اگر کہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں ہمیشہ ہمیشہ تجھے یاد کرتا ہوں (اور یہ بات خلاف واقعہ ہو تو جھوٹ پر اللہ کو گواہ بنانے کی بنا پر)

اگر گفت کہ خدا می داند کہ بہ غمی و شادیِ تو چنانم کہ بہ غمی و شادی خود بعضے گفتہ کافر شود

بعض کے نزدیک کافر ہو جائے گا اگر کہے کہ تیری خوشی و غم میری اپنی خوشی و غم کی طرح ہے تو بعض کے نزدیک کافر ہو جائیگا (بشرطیکہ

بعضے گفتہ کہ اگر بر نیکی و بدیِ آں کس بہ مال و بدن قیام می کند چنانچہ بر نیکی و

وہ جھوٹا ہو) اور بعض کے نزدیک اگر اس کی مالی اور جسمانی بھلائی اور برائی (خرابی) کو اپنی بھلائی و برائی پر

بدیِ خود کافر نہ شود[6]۔ مسئلہ۔ اگر گفت کہ قسم بہ خدا و بہ پائے تو کافر شود

قیاس کرتا ہے تو کافر نہ ہوگا اگر کہے اللہ کی قسم اور تیرے پاؤں کی قسم تو کافر ہو گیا

مسئلہ۔ اگر گفت کہ رزق از خداست لیکن از بندہ جستن خواہد کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر

اگر کہے کہ رزاق اللہ تعالیٰ ہے مگر بندہ سے طلب کرو تو کافر ہو گیا اگر

---

[1] میذیر یعنی اس کی توبہ قبول نہ کرنا اور راضی نہ ہونا۔ [2] بیزارم۔ یعنی ثواب و عذاب سے کوئی سروکار نہیں۔ [3] کافر شود۔ چونکہ اس نے رسولِ خدا اور فرشتہ کو غیب داں سمجھا حالانکہ غیب دانی اللہ کی صفت ہے نہ فرشتے غیب داں ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [4] کافر نہ شود۔ اس لئے کہ کراماً کاتبین کو اس کے نکاح کا علم ہے۔ نباشد۔ چونکہ فرشتوں میں نکاح کی گواہی کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ [5] اختلاف است۔ چونکہ اس طرح کی باتیں محض اسی عقیدے سے نہیں کہی جاتی ہیں کہ یہ چیزیں حقیقی مؤثر ہیں بلکہ فال کے طور پر بھی بول دی جاتی ہیں۔ کافر شود۔ اگر اس نے جان بوجھ کر جھوٹ کہا ہے اور خدا کو اس پر گواہ بنایا ہے [6] کافر نہ شود۔ چونکہ سچی بات کہی ہے۔ بخدا او بپائے تو۔ چونکہ اس میں حضرت حق کی جانب میں گستاخی ہے۔ اگر گفت۔ چونکہ خدا کی رزاقیت کو بندہ کے فضل پر موقوف مانا۔

گفت کہ فلاں اگر نبی باشد بوے ایمان[1] نیارم یا گفت اگر خدا مرا بہ نماز امر کند نماز
کہے کہ فلاں شخص نبی ہو تو میں اس پر ایمان نہ لاؤں گا یا کہے اگر اللہ مجھے نماز کا حکم کرے تو میں
نہ گزارم یا گفت اگر قبلہ بایں سو باشد نماز نہ گزارم کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر کسے گفت
نماز نہ پڑھوں یا کہے کہ اگر قبلہ اس طرف ہوگا تو نماز نہ پڑھوں گا تو کافر ہو جائیگا اگر کوئی کہے
کہ آدم[2] علیہ السلام پارچہ می بافت دیگرے گفت پس ما ہمہ جولاہگانیم، کافر
کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے دوسرا کہے تو ہم سب جولاہے ہیں تو کافر
شود ایں دوم۔ مسئلہ۔ اگر گوید آدم[2] گندم نمی خورد ما بدبخت نمی شدیم، کافر شود۔
ہو جائے گا سہ اگر کہے کہ حضرت آدم گیہوں نہ کھاتے تو ہم بدبخت نہ ہوتے تو کافر ہو جائیگا
مسئلہ۔ مردے گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنیں می کرد دیگرے گفت کہ ایں
کوئی شخص کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا دوسرا کہے کہ یہ
بے ادبی[3] است کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر کسے گفت ناخن تراشیدن سُنّت است
بے ادبی ہے تو (توہین سنت کی بناء پر) کافر ہوگیا کوئی شخص کہے کہ ناخن تراشنا سنت ہے
دیگرے گفت اگرچہ سنّت باشد نمی کنم کافر شود و اگر گوید سُنّت چہ کار آید کافر شود۔
دوسرا کہے کہ خواہ سنت ہو میں نہیں کرتا تو کافر ہوگیا اگر کہے سنت کیا کام آئے گی تو کافر ہو جائیگا
مسئلہ۔ اگر کسے امر معروف کرد دیگرے گفت چہ غوغا آوردی اگر ایں سخن بروجہ رد گفت
کوئی شخص بھلائی کا حکم کرے دوسرا کہے کیا شور مچایا ہے اگر اس کی یہ گفتگو تردید کے خیال سے
کافر شود در فتاوٰی سراجی گفتہ طالب دین اگر گوید اگر خدائے[4] جہاں است بستانم کافر
ہو تو کافر ہو جائیگا فتاوٰی سراجی میں ہے کہ اگر قرض خواہ کہے کہ اگر اللہ مقروض ہے تو (بھی) وصول کرکے رہوں گا تو کافر
شود اگر گفت کہ اگر پیغمبر است کافر نہ شود۔ مسئلہ۔ اگر کسے گوید حکم خدا چنیں است
ہوگیا اگر کہے کہ اگر پیغمبر ہے، تو کافر نہ ہوگا اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے
آں کس گفت کہ حکم خدا را من[5] چہ دانم کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر بسوئے فتوٰی دید و گفت
وہ کہے کہ میں حکم خدا کو کیا جانوں تو کافر ہو جائے گا اگر فتوے کی طرف دیکھ کر کہے کہ تو یہ کیا

[1] ایمان نیارم۔ ہر نبی پر ایمان لانا فرض ہے [2] کہ آدم۔ چونکہ اس میں حضرت آدم کی توہین ہے [3] بے ادبی است۔ چونکہ اس میں سنت کی توہین ہے۔ سُنّت چہ کار یعنی سنت پر عمل کرنا بیکار ہے۔ بروجہ رد۔ یعنی اس نیک بات کے حکم کو نہ ماننے کے طور پر [4] اگر خدائے جہاں یعنی قرض خواہ نے یہ کہا کہ اگر مقروض خدا ہے تو بھی اس سے قرض وصول کرکے چھوڑوں گا تو قرض خواہ کافر ہوگا لیکن اگر یہ کہا کہ وہ پیغمبر ہے تو بھی وصول کرکے چھوڑوں گا تو کافر نہ ہوگا [5] من چہ دانم۔ چونکہ حکم خداوندی کا انکار ہے۔ سہ کیونکہ اس میں آدم علیہ السلام کی توہین ہے اور پیغمبر کی توہین کفر ہے لہٰذا کسی بھی پیغمبر کی توہین کرنے والا کافر ہوگا۔

که این چه بارنامه[1] فتوی آوردی اگر شریعت را سُبک دانسته گفت کافر شود۔ مسئله۔

فتوے کا پروانہ لایا ہے اگر شریعت کو سُبک (ہلکا) سمجھ کر کہا ہو تو کافر ہوگیا۔

اگر کسے گفت که حکمِ شرع چنیں است این کس بزور آروغ آورد و گفت اینک شریعت

کوئی شخص کہے کہ شریعت کا یہی حکم ہے اور یہ شخص زور دار ڈکار لے کر کہے کہ شریعت کے واسطے یہ ہے تو

را، کافر شود اگر کسے را گفتند که با فلاں کس صلح کن آں کس گفت بُت را سجده کنم و

کافر ہوگیا اگر کسی شخص کو کہا جائے کہ تو فلاں کے ساتھ صلح کرلے وہ کہے کہ بُت کو سجدہ کرونگا اور

با وے آشتی نه کنم کافر نه شود چرا که اراده او بعید[2] داشتن صلح است اگر فاسقے مر

اس سے صلح نہیں کروں گا تو کافر نہ ہوگا کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ صلح بہت دُور ہے (اور ممکن نہیں) اگر کوئی فاسق خاص

صلحاء را گوید که بیائید مسلمانی[3] به بینید و بسوئے مجلس فسق اشاره کند کافر شود۔

طور پر صلحاء (نیک لوگوں) سے کہے کہ آؤ میری مسلمانی (مسلمان کے کرنے کے کام) دیکھو اور وہ مجلس فسق کی طرح اشارہ کرے تو کافر ہو جائیگا۔

مسئله۔ اگر میخواره می گوید شاد باد آنکه بر شادی ما شاد است ابو بکر طرخانؒ گفته

اگر شراب نوش کہے وہ شخص خوش رہے جو ہماری خوشی سے خوش ہے تو اسے (نیک کام سمجھنے کے باعث) ابو بکر

کافر شود۔ مسئله۔ اگر زنے گوید لعنت بر شوئے دانشمند باد، کافر شود۔ مسئله۔ اگر کسے

طرخانؒ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہوگیا اگر عورت کہے دانشمند شوہر پر لعنت ہو تو (اہانتِ شوہر کے باعث جس کی تعظیم کا نص میں حکم ہے) کافر ہوگئی۔ اگر کوئی

گفت تا حرام یابم گردِ حلال چه اگردم کافر نه شود۔ مسئله۔ اگر کسے در بیماری گفت

شخص کہے جب تک مجھے حرام ملے میں حلال کی جستجو کیسے کروں تو کافر نہ ہوگا اگر کوئی شخص بیماری میں کہے کہ

اگر خواہی مرا مسلمان بمیراں و اگر خواہی کافر بمیراں کافر شود۔ مسئله۔ در فتاوی سراجی

اگر چاہے مجھے بحالتِ اسلام موت دے اور اگر چاہے بحالتِ کفر تو کافر ہوگیا فتاوی سراجیہ میں ہے

آمده که اگر گفت که روزی برمن فراخ کن یا برمن[5] ظلم مکن ابو نصر در کفر او توقف کرده

کہ اگر کہے کہ مجھ پر رزق کشادہ کر یا مجھ پر ظلم نہ کر تو ابو نصرؒ نے اس کے کفر میں توقف کیا

وظاہر آنست که کافر شود که اعتقادِ ظلم بر خدا کفر است۔ مسئله۔ شخصے اذان می

ہے ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہوگیا کیونکہ ذاتِ خداوندی پر ظلم کا اعتقاد کفر ہے کوئی شخص اذان دے

---

[1] بارنامه۔ بوزن کارنامه۔ پروانه و فرمان۔ سُبک دانسته۔ یعنی فتوے کی حقارت کے لئے کہا۔ چنیں است۔ یعنی اگر کسی آدمی نے دوسرے آدمی سے اپنے حق کا شریعت کے حوالے سے مطالبہ کیا اور دوسرے آدمی نے ڈکار مار کر کہا۔ یہ ہے شریعت کے لئے۔ چونکہ اس میں شریعت کی توہین ہے۔ لہٰذا یہ دوسرا کافر ہو جائے گا۔ [2] بعید داشتن۔ یعنی کہنے والے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بُت کو سجدہ کرنے پر راضی ہے بلکہ عرف میں اس کا مطلب یہ ہے کہ صلح ناممکن ہے [3] مسلمانی به بینید۔ چونکہ اس نے فسق کے کاموں کو مسلمانی قرار دیا۔ اگر میخوار۔ چونکہ اس نے گناہ کی بات کو گناہ بھی نہیں سمجھا۔ شوی۔ شوہر۔ تا حرام۔ چونکہ اس نے حلال پر حرام کو ترجیح دی۔ کافر بمیراں۔ چونکہ کفر کی موت پر راضی ہوگیا [5] یا برمن۔ یعنی اس نے روزی کی تنگی کو خدا کا ظلم قرار دیا۔

گوید دیگرے گفت دروغ[1] گفتی کافر شود. مسئلہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را عیب کرد

دوسرا کہے تو نے جھوٹ کہا تو کافر ہوگیا اگر کوئی (بدبخت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان (مبارک) میں

موئے مبارکش را مویک گفت کافر شود مسئلہ اگر بادشاہِ ظالم را عادل گوید امام ابو منصور

گستاخی کرے یا بال مبارک کو مویک (معمولی بال) کہے تو کافر ہوگیا کوئی شخص ظالم بادشاہ کو عادل (منصف) کہے تو امام ابو منصور

ماتریدیؒ گفتہ کافر شود و ابوالقاسمؒ گفتہ کافر نہ شود چراکہ البتہ گاہے[2] عدل کردہ باشد

ماتریدیؒ کہتے ہیں وہ کافر ہوگیا اور امام ابوقاسمؒ کہتے ہیں کافر نہیں ہوا کیونکہ (ممکن ہے) کبھی واقعی اس نے انصاف کیا ہو

مسئلہ در حمادیہ و سراجی گفتہ اگر کسے اعتقاد کند کہ خراج وغیرہ خزانہ بادشاہی

حمادیہ اور سراجی میں ہے کہ اگر کسی کا اعتقاد ہو کہ خراج وغیرہ خزانہ شاہی کا

ملکِ بادشاہ است کافر شود. مسئلہ در سراجی گفتہ اگر کسے گفت کہ تو علمِ غیب داری ؟

بادشاہ مالک ہے تو کافر ہوگیا سراجی میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ تجھے غیب کا علم ہے؟ وہ کہے

گفت[3] دارم کافر شود. مسئلہ اگر گفت کہ خدا مرا بے تو در بہشت بُرد نخواہم رفت

ہاں ہے تو کافر ہوگیا اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے بغیر جنت میں لے گیا تو نہیں جاؤں گا تو

اصح آنست کہ کافر نہ شود. مسئلہ اگر کسے گفت من مسلمانم دیگرے گفت

زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا کوئی شخص کہے میں مسلمان ہوں دوسرا کہے کہ تیرے اوپر اور تیرے

لعنت بر تو و بر مسلمانی تو کافر شود. در جامع الفتاوٰی اظہر آنست کہ کافر نہ شود

مسلمان ہونے پر لعنت ہو تو کافر ہوگیا "جامع الفتاوٰی" میں زیادہ ظاہر یہ قرار دیا گیا ہے کہ کافر نہ ہوگا

و در سراجی گفتہ اگر کسے گوید کہ اگر فرشتگان یا پیغمبراں گواہی دہند کہ تُرا سیم

اور سراجی میں ہے اگر کوئی شخص کہے کہ فرشتے یا پیغمبر اگر گواہی دیں کہ تیرے پاس چاندی نہیں

نیست باور[4] ندارم کافر شود. مسئلہ اگر شخصے دیگرے را گفت اے کافر او گفت اگر

ہے تو یقین نہ کروں گا تو کافر ہو جائے گا کوئی شخص دوسرے سے کہے اے کافر وہ کہے کہ ایسا

ایں چنیں نمی بودم با تو صحبت نداشتم بعضے گویند کافر شود و بعضے گویند نہ.

نہ ہوتا تو تیری ہم نشینی اختیار نہ کرتا تو بعض کہتے ہیں کافر ہوگیا اور بعض کہتے ہیں نہیں ہوا

[1] دروغ گفتی۔ چونکہ اس نے اذان کی توہین کی۔ مویک۔ معمولی بال۔ چونکہ اس میں نبیؐ کے بال کی توہین ہے۔ کافر شود۔ چونکہ اس نے بادشاہ کے ظلم کو عدل قرار دیا۔ [2] گاہے ایک ظالم کسی کام میں عادل ہو سکتا ہے۔ خراج۔ اسلامی سلطنت میں جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ ملکِ بادشاہ۔ شاہی خزانہ بادشاہ کی ملکیت نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ عام رعایا کی ملکیت ہے۔ بادشاہ اس کا منتظم ہے [3] گفت دارم۔ چونکہ اس نے غیب دانی کو جو خاص اللہ کی صفت ہے اپنے لیے تسلیم کر لیا۔ اصح۔ چونکہ اس جملہ کا مطلب انتہائی دوستی ظاہر کرنا ہے۔ بر مسلمانی تو۔ چونکہ اس میں اسلام کی توہین ہے۔ کافر نشود۔ چونکہ اس میں اسلام کی توہین مقصود نہیں ہے بلکہ اس کی بناوٹی دینداری کی توہین ہے [4] باور ندارم۔ چونکہ اس نے نبی اور فرشتوں کی گواہی کو جھوٹ قرار دیا۔ صحبت نداشتم۔ تیرا ساتھی نہ ہوتا۔ کافر شود۔ چونکہ اس جملہ سے کفر پر رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ نہ۔ چونکہ اس کا منشا محض کہنے والے کو قائل کرنا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسے گوید کافر شدن بہ کہ باتو بودن کافر نہ شود۔ چرا کہ مرادِ او دُوری[1] جُستن است

اگر کوئی شخص کہے کافر ہونا تیرے ساتھ رہنے سے بہتر ہے تو کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اس سے مقصود (اس سے) دُوری کی تلاش (اور دُور رہنا) ہے

مسئلہ۔ اگر شخصے دیگرے راگفت کہ نماز کن او جواب داد کہ تو چندیں نماز کردی چہ[2]

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ نماز پڑھ وہ جواب دے کہ تونے اتنی نماز پڑھی تجھے کیا ملا

سر برآوردی یا چندیں گاہ نماز کردم چہ بر سر آوردم کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر کسے

یا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں مجھے کیا ملا تو کافر ہو جائے گا کوئی شخص

دیگرے راگفت تو کافر شدی او جواب داد کہ کافر شدہ گیر کافر شد۔ مسئلہ۔ اگر گفت

دوسرے سے کہے تو کافر ہوگیا وہ جواب دے کہ کافر ہی سمجھ تو کافر ہو جائے گا اگر کہے

مرا زن از حق تعالیٰ محبوب تر است کافر شد او را توبہ باید داد اگر توبہ کرد تجدیدِ نکاح باید

مجھے عورت حق تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہے تو کافر ہوگیا اِسے توبہ کرنی چاہیئے اگر تائب ہو جائے تو تجدیدِ نکاح کرنی

کرد۔ مسئلہ۔ اگر کافر مسلمانے راگفت کہ مسلمانی مرا بیاموز تا نزدِ تو مسلمان شوم

چاہیئے اگر کافر مسلمان سے کہے کہ مجھے مسلمان ہونے کے طریقے سے آگاہ کرتا کہ تیرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں وہ

او جواب داد کہ باش تا کہ بروی بسوئے فلاں عالم یا قاضی، او ترا آموزد آں زماں مسلمان

جواب دے کہ ابھی رُک جا (اور) تو فلاں عالم یا قاضی کے پاس چلا جا وہ تجھے آگاہ کرے گا اس وقت اس کے

شو نزدِ او اصحّ آنست کہ کافر[3] نہ شود اگر واعظ گفت باش تا فلاں روز در مجلسِ من اسلام

ہاتھ پر مسلمان ہو جانا تو زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا اگر واعظ کہے ٹھہر جا یہاں تک کہ فلاں دن میری مجلس میں اسلام

آری فتویٰ برآن است کہ کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر گفت مرا بازی از روزہ و نماز شتاب گرفت

قبول کرے تو فتویٰ اس پر ہے کہ یہ (کہنے والا) کافر ہو جائے گا اگر کہے مجھے کھیل کود نے پکڑ رکھا ہے نماز و روزہ کی فرصت کب ہے تو

کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر گوید تو چند گاہ نماز مکن تا حلاوتِ بے نمازی بینی کافر

کافر ہو جائے گا اگر کہے تو اتنی نماز مت پڑھ تاکہ تو نماز نہ پڑھنے کی حلاوت سے واقف ہو تو کافر ہو جائے

شود۔ مسئلہ۔ اگر گفت کارِ دانشمنداں[4] ہماں است و کارِ کافراں ہماں کافر شود

گا۔ اگر کہے کہ دین کی فہم رکھنے والوں کا اور کافروں کا کام یہی ہے تو (دونوں کو برابر ٹھہرانے کے باعث) [5] کافر ہو جائیگا

[1] دُوری جستن۔ یعنی جُدا ہونا۔ [2] چہ بر سر آوردی۔ کیا ملا۔ کافر شدہ گیر۔ یعنی مجھ کو بھی کافر جان۔ مرا از زن۔ خدا سے زیادہ بیوی سے محبت ہے۔ تجدید نکاح۔ از سر نو نکاح کرنا۔ تا نزدِ تو۔ یعنی میں تیرے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں۔ کہ باش۔ یعنی ابھی ٹھیرا رہ [3] کافر نشود۔ چونکہ اس نے اس خیال سے کہا کہ وہ عالم کی سی رہنمائی نہ کر سکے گا۔ کافر شود۔ چونکہ وہ خود اس کو فوراً بہتر قسم کی تعلیم دے سکتا تھا۔ لہٰذا یہ سمجھا جائیگا کہ یہ اس وقفہ کے لیے اس کے کفر پر راضی ہے جو کفر ہے۔ مرا بازی۔ مجھے کھیل کود پکڑے ہوئے ہے۔ نماز کی فرصت کہاں ہے۔ اگر گوید یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ چند دن نماز پڑھ کر دیکھ پھر تجھے نماز کا لطف آئیگا۔ اس کے جواب میں دوسرا کہے کہ تو چند دن نماز چھوڑ کر دیکھ تجھے چھوڑنے کا لطف آئے گا۔ [4] دانشمنداں۔ یعنی دین کی سمجھ رکھنے والے لوگ۔ کافر شود۔ چونکہ اس نے حق اور باطل کاموں کو یکساں قرار دیا [5] یعنی دونوں کا کام ایک ہے۔ اسلام اور کفر میں کوئی فرق نہیں۔

اگر ایں سخن عالمی معیّن[1] را گوید کافر نہ شود۔ مسئلہ اگر در دُعا گفت اے خدا رحمتِ خود را از
اگر یہ بات کسی معیّن عالم کے بارے میں کہے تو کافر نہ ہوگا اگر دُعا میں کہے اے اللہ اپنی رحمت مجھ سے مؤخر نہ رکھ تو

من دریغ مدار از الفاظِ کفر است۔ مسئلہ اگر شخصے زنے را گفت کہ مُرتد شو دریں صورت
یہ الفاظ کفر میں سے ہے۔ اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ اسلام سے پھر جا اس صورت

از شوہرِ خود جُدا شوی گویندہ کافر شود مسئلہ۔ رضا بکفر برائے خود و برائے غیرِ خود
میں تو اپنے شوہر سے جُدا ہو جائیگی تو کہنے والا (ترغیب دینے کے باعث) کافر ہو جائیگا اپنے کفر پر یا اپنے علاوہ دوسرے کے کفر پر

کفر است و صحیح آنست کہ اگر کفر را قبیح دانستہ دشمن خود را خواہد کہ کافر شود ایں کس ازیں
راضی ہونا کفر ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر کفر کو بُرا سمجھ کر اپنے دشمن کا کافر ہونا پسند کرے تو یہ شخص اس خواہش کے باعث

رضا کافر نہ شود۔ مسئلہ اگر در مجلسِ شراب خواری بر مکانِ مرتفع مثلِ واعظاں بہ نشیند
کافر نہ ہوگا اگر شراب نوشی کی مجلس میں اونچی جگہ پر واعظوں کی طرح بیٹھ کر دل لگی کرے

و سخن خندگی بگوید و اھلِ مجلس ازاں بخندند ہمہ کافر شوند مسئلہ۔ اگر آرزو کند و
اور مسخرا مذاق کرے اور اہلِ مجلس اس پر ہنسیں تو سب (توہینِ دین کے باعث) کافر ہو جائیں گے اگر آرزو کرتے ہوئے کہے

گوید کاش کہ زنا یا قتلِ ناحق حلال بودے کافر شود و اگر آرزو کند و گوید کاش کہ
کاش زنا یا ناحق قتل حلال ہوتا تو کافر ہو جائے گا اور اگر تمنا کرتے ہوئے کہے کہ کاش

خمر حلال بودے یا روزۂ ماہِ رمضان فرض نہ بودے کافر نہ شود اگر کسے گوید کہ خدا
شراب حلال ہوتی یا رمضان کے مہینے کے روزے فرض نہ ہوتے تو کافر نہ ہوگا اگر کوئی شخص کہے کہ خدا

می داند کہ من ایں کار نہ کردہ ام حال آنکہ آں کار کردہ است در اصحّ قولین کافر شود
آگاہ ہے کہ میں نے یہ کام نہیں کیا حالانکہ اس نے وہ کام کیا ہے تو دونوں میں زیادہ صحیح قول کے مطابق کافر ہو جائیگا

و ازیں امام سرخسیؒ منقول است کہ اگر آں قسم خورندہ اعتقاد می کند کہ ایں کلام بدروغ گفتن
اور امام سرخسیؒ سے منقول ہے کہ اگر اس قسم کھانے والے کا اعتقاد یہ ہو کہ یہ کلام جھوٹ کہنا

کفر است در آں صورت کافر شود و اگر نہ شود فتوٰی حسام الدینؒ بر آنست مسئلہ۔
کفر ہے تو اس صورت میں کافر ہو جائیگا ورنہ نہیں حسام الدین کا فتوٰی اسی پر ہے۔ مسئلہ۔

امام طحاویؒ گفتہ کہ از ایمان خارج نہ کند مگر چیزے کہ انکار باشد بدانچہ ایمان
امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ایمان سے کوئی چیز خارج نہیں کرتی مگر ایسی چیز کا انکار جس پر ایمان

[1] معیّن۔ چونکہ اس میں صرف اس عالم کی توہین ہوگی۔ دریغ مدار۔ چونکہ اس کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ فی الحال اس پر خدا کی کوئی رحمت نہیں ہے۔ گویندہ کافر شود۔ دوسرے کو کفر کی رہنمائی کرنا۔ دوسرے کے کفر پر رضامندی کا اظہار بھی کفر ہے۔ کفر را قبیح دانستہ۔ یعنی کفر کو اپنے عقیدے میں بُرا سمجھتے ہوئے۔ ہمہ کافر شوند۔ چونکہ اس سے مذہب کی توہین ہوتی ہے۔ کافر شود۔ چونکہ یہ چیزیں کسی مذہب میں کسی وقت بھی حلال نہ تھیں۔ کافر نہ شود۔ چونکہ یہ چیزیں کسی نہ کسی وقت حلال تھی۔ اصحّ قولین۔ چونکہ اس نے اللہ کے حکم کو خلافِ واقع قرار دیا۔ واجب است۔ مثلاً خدا کی توحید۔ کسی نبی کی نبوت یا حشر و نشر، وحی، فرشتوں وغیرہ کا انکار

آوردن بداں واجب است۔ مسئلہ۔ امام ناصر الدینؒ گفتہ کہ آنچہ ردّتؔ یقینی است از

لانا واجب ہو　امام ناصر الدین فرماتے ہیں کہ جو اسلام سے پھر جائے تو ارتداد

ظہورِ آں حکم بردّت کردہ شود و آنچہ در ردّت بودنِ آں شک است ازاں حکم بردّت

ظاہر ہونے پر یقیناً اسے مرتد کہا جائے گا اور وہ شخص جس کے مرتد ہونے میں شک ہو اس پر ارتداد کا حکم نہ لگانا

نباید کرد کہ ثابت از شک زائل نہ شود حال آنکہ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی

چاہیئے کیونکہ ثابت شدہ ویقینی چیز شک سے زائل وختم نہیں ہوتی　کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے　اور مغلوب نہیں ہوتا

و در حکم بہ کافر گفتن اہلِ اسلام جلدی نہ باید کرد حال آنکہ بہ صحتِ اسلام مکرہ علماء

اور باعتبارِ حکم مسلمان کو کافر کہنے میں جلدی نہ کرنی چاہیئے حالانکہ وہ شخص جسے زبردستی کلمۂ کفر کہلوایا گیا ہو علماء اس کے مسلمان ہی ہونے

حکم کردہ اند۔ مسئلہ۔ در تاتارخانی از ینابیع گفتہ کہ ابو حنیفہؒ فرمودہ کہ کفرؔ کفر نہ باشد

کا حکم کرتے ہیں　(فتاویٰ) تاتارخانی میں "ینابیع" (کے حوالہ) سے لکھا ہے　امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ کفر اس

تا کہ اعتقاد نہ کردہ شود بر کفر۔ مسئلہ۔ در محیط و ذخیرہ گفتہ کہ مسلمان کافر نہ شود مگر وقتیکہ

وقت تک کفر نہ ہوگا جب تک کہ کفر پر اعتقاد (ارادۂ کفر) نہ ہو۔　محیط و ذخیرہ میں ہے کہ مسلمان کافر نہیں ہوتا جب تک قصداً ارتکابِ کفر

قصداً کفر کند۔ مسئلہ۔ در مضمرات از نصاب و جامع اصغر گفتہ کہ اگر کسے کلمۂ کفر عمداً

نہ کرے　مضمرات میں "نصاب" اور "جامع اصغر" (کے حوالہ سے) لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص عمداً کلمہ کفر

گفت لیکن اعتقاد بہ کفر نہ کرد بعضے علماء گفتہ اند کہ کافر نہ شود کہ کفر از اعتقاد تعلق

کہے　مگر کفر پر اعتقاد نہ کرے　تو بعض علماء کہتے ہیں　کہ کافر نہ ہوگا کیونکہ کفر اعتقاد سے تعلق

دارد و بعضے گفتہ اند کہ کافر شود۔ کہ رضا است بکفر۔ مسئلہ۔ اگر جاہلے کلمۂ کفر گفت و نمی داند

رکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں چونکہ رضا علی الکفر ہے اسلئے کافر ہو گیا　اگر کوئی جاہل وناواقف شخص کلمہ کفر کہے اور وہ یہ

کہ ایں کلمۂ کفر است بعضے علماء گفتہ اند کہ کافر نہ شود و جہل عُذر است و بعضے گفتہ

نہ جانتا ہو کہ یہ کلمۂ کفر ہے تو بعض علماء کہتے ہیں کہ جہالت عذر ہے　اور وہ کافر نہ ہوگا　اور بعض کہتے جہالت عذر

کافر شود جہل عُذر نیست۔ مسئلہ۔ از مُرتد شدنِ احدؔ الزوجین نکاح فی الحال باطل

نہیں ہے (اور وہ) کافر ہو جائے گا　میاں بیوی میں سے ایک کے مرتد ہوجانے کی بناپر نکاح فوری طور پر باطل ہو جائے گا

۱؎ ردّت۔ یعنی اسلام سے پھرنا۔ ثابت۔ یعنی اس آدمی کا اسلام جو پہلے سے ثابت ہے۔ از شک۔ یعنی وہ بات جس سے کافر بن جانے میں شک ہے۔ ۲؎ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی۔ اسلام کا معاملہ ہر حالت میں غالب رکھا جائے گا مغلوب نہ ہوگا۔ مکرہ۔ جس سے جبراً کلمۂ کفر کہلایا گیا ہو۔ اس کو علماء مسلمان کہتے ہیں۔ ۳؎ کفر کفر نباشد۔ یعنی کلمات کفر کہنے سے حقیقتاً کافر اس وقت ہوگا جبکہ اس نے کفر کے ارادہ سے کہے ہوں۔ قصداً کفر کند۔ یعنی کسی قول وفعل کو کافر بننے کے ارادہ سے کرے۔ اعتقاد بکفر نہ کرد۔ یعنی اپنے عقیدے کے خلاف محض زبان سے کلمۂ کفر جان بوجھ کر ادا کیا۔ اگر جاہلے۔ یعنی کوئی جاہل اپنے ارادہ واختیار سے کلمۂ کفر ادا کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اس کلمہ کے کہنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے ۴؎ احد الزوجین۔ یعنی شوہر و بیوی میں سے ایک۔

شود و بر قضائے[1] قاضی موقوف نیست ایں روایت منتقیٰ است مسئلہ۔ اگر کسے[2] کلاہ مثل

اور وہ قضائے قاضی پر موقوف نہیں یہ منتقیٰ کی روایت ہے اگر کوئی شخص ٹوپی

آتش پرستاں یا جامۂ مثل ہنود پوشد بعضے علماء گفتہ اند کہ کافر شود و بعضے

آتش پرستوں جیسی اوڑھے یا پاجامہ (و لباس) کافروں جیسا پہنے تو بعض علماء کے نزدیک وہ کافر ہو جائے گا اور بعض

گفتہ کہ کافر نہ شود و بعضے متاخرین گفتہ کہ اگر بہ ضرورت[3] پوشد کافر نہ شود۔ مسئلہ۔

کے نزدیک کافر نہ ہوگا اور بعض متاخرین (بعد کے فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر ضرورتاً پہنے تو کافر نہ ہوگا۔ مسئلہ۔

اگر کسے زنّار بست قاضی ابو حفص رحمہ اللہ گفتہ کہ اگر برائے خلاصی[4] از دستِ کفّار کردہ باشد

اگر کوئی شخص زنّار (جو آتش پرستوں کا شعار ہے) باندھے قاضی ابو حفصؒ کہتے ہیں کہ اگر کفار سے جان بچانے کی خاطر ہو تو کافر نہ ہوگا اور

کافر نہ شود و اگر برائے فائدہ در تجارت کردہ باشد کافر شود مسئلہ۔ مجوس[5] روزِ نوروز[6]

تجارتی فائدہ کی غرض سے ہو تو کافر ہو جائے گا آتش پرست نوروز (جشن

جمع شوند یا ہنود روزِ ہولی یا شادی نمایند و مسلمانے گوید چہ خوب سیرت[7] نہاد

کے دن) اکٹھے ہوں یا ہندو ہولی کے دن اظہارِ مسرت کریں اور کوئی مسلمان کہے کیا اچھا طریقہ اختیار کیا ہے تو

اند کافر شود مسئلہ۔ از مجمع النوازل آوردہ مردے ارتکابِ گناہِ صغیرہ کرد پس گفت مر او

کافر ہو جائے گا۔ مجمع النوازل سے نقل کیا گیا ہے کہ کوئی شخص گناہِ صغیرہ کا ارتکاب کرے پس کوئی

را مردے کہ توبہ کن او گفت کہ من چہ کردہ ام کہ توبہ کنم[8] کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر

شخص خاص طور پر اس سے کہے کہ توبہ کر (اور) وہ کہے کہ میں نے کیا کیا ہے کہ توبہ کروں تو کافر ہو جائیگا اگر

کسے صدقہ کرد از مالِ حرام و اُمیدوارِ ثواب کرد کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر فقیر

مال حرام سے صدقہ کرے اور ثواب کا امیدوار ہو تو کافر ہو جائیگا اگر فقیر

می داند کہ از حرام دادہ است و برائے او دُعا کرد و صدقہ دہندہ آمین گفت[9]

(مفلس) شخص کو معلوم ہو کہ حرام سے دیا ہے اور وہ اس کے واسطے دُعا کرے اور صدقہ دینے والا آمین کہے تو وہ

کافر شود۔ مسئلہ۔ فاسق شراب می خورد و اقربائے او آمدہ برو دراہم نثار کردند

کافر ہو جائے گا۔ فاسق شراب نوشی کرے اور اس کے رشتہ دار آکر اس پر دراہم نچھاور کریں

یا مبارکباد دادند در ہر دو صورت ہمہ کافر شوند[10] مسئلہ۔ از حلال دانستن

یا مبارکباد دیں تو دونوں صورتوں میں (اظہارِ خوشی کے باعث) سب کافر ہو جائیں گے اپنی بیوی سے واطت

---

[1] قضائے قاضی۔ قاضی کا فیصلہ [2] کسے کلاہ۔ یعنی کوئی مسلمان ایسی کوئی چیز اختیار کرے جو کافروں کی خاص علامت ہے۔ بضرورت۔ بہ مجبوری [4] خلاصی۔ جان بچانے کے لئے [5] مجوس۔ آتش پرست۔ [6] نوروز۔ آتش پرستوں کی عید کا دن ہے۔ [7] سیرت۔ طریقہ۔ [8] توبہ کنم۔ چونکہ اس سے اللہ کی جناب میں سرکشی لازم آتی ہے۔ [9] آمین گفت۔ چونکہ اس سے معلوم ہوا کہ ثواب کا امیدوار ہے۔ [10] ہمہ کافر شوند۔ چونکہ حرام پر مسرت کا اظہار کیا۔

لواطت بازنِ خود کافر نہ شود و باغیر زنِ خود کافر شود مسئلہ۔ حلال دانستن

(پاخانہ کے راستہ میں صحبت) کو حلال جاننے سے کافر نہ ہوگا اور اپنی بیوی کے علاوہ اجنبیہ عورت سے جاننے پر کافر ہوگا حیض کی حالت میں جماع کو

جماع در حالتِ حیض کفر است و در حالتِ استبرآء[1] بدعت است کفر نیست

ہمبستری کو حلال جاننا کفر ہے اور استبراء (باندی کے حاملہ ہونے نہ ہونے کے متعلق معلوم کرنے کی مدت) کی حالت میں حلال

مسئلہ۔ در خسروانی گفتہ کہ مردے بر مکانِ مرتفع بہ نشیند مردم از وے بہ طریق استہزاء

جاننا بدعت ہے کفر نہیں "خسروانی" میں لکھا ہے کہ کوئی شخص بلند جگہ پر بیٹھے اور لوگ اس سے استہزا و مذاق کے

مسائل بپرسند او بہ طریقِ استہزاء جواب گوید کافر شود و بر مکانے بلند نشستن

طور پر مسائل پوچھیں (اور) وہ استہزاء کے طور پر جواب دے تو کافر ہو جائے گا اور اونچی جگہ پر بیٹھنا

شرط نیست استہزاء بہ علومِ دینی کفر است[2] مسئلہ۔ اگر گفت کہ مرا با مجلسِ علم

شرط نہیں ہے دینی علوم کے ساتھ استہزاء کفر ہے اگر کہے مجھے علم کی مجلس سے

چہ کار یا گوید آنچہ علماء می گویند کہ می تواند کرد کافر شود مسئلہ۔ اگر گفت زر

کیا کام یا کہے جو کچھ علماء (شرعی بات) کہتے ہیں کون اس پر عمل کر سکتا ہے تو کافر ہو جائیگا اگر کہے پیسہ ہونا

می باید علم بچہ کار می آید کافر شود مسئلہ۔ اگر گوید اینہا کہ علم می آموزند داستانہا ست

چاہئے علم (علم دین) کس کام آتا ہے تو کافر ہو جائیگا اگر کہے کہ یہ لوگ جو علم سیکھتے ہیں بے اصل کہانیاں یا

یا تزویر است یا گوید من حیلۂ دانشمنداں را منکرم کافر شود مسئلہ۔ اگر کسے گوید

جھوٹ ہے یا کہے مجھے علماء دین کا دھندہ ناپسند ہے تو کافر ہو جائیگا اگر کوئی شخص کہے

ہمراہِ من بشرع بیا او گفت پیادہ بیار کافر شود و اگر گفت بیا بسوئے

میرے ساتھ شریعت پر عمل پیرا ہو کر آ وہ کہے سپاہی لے آ (بخوشی عمل کا منکر ہو) تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہے قاضی کے پاس چل

قاضی او گفت پیادہ بیار کافر نہ شود مسئلہ۔ اگر گفت نماز با جماعت بگزار او

اور وہ کہے سپاہی لے آ تو کافر نہ ہوگا اگر کہے نماز باجماعت پڑھ وہ

گفت "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی"[3] کافر شود مسئلہ۔ مردے آیتِ قرآن را در قدح

کہے "ان صلوٰۃ تنہا" یعنی تنہی (روکتی ہے) کے بجائے تنہا یعنی اکیلا کہے تو کافر ہو جائیگا کوئی شخص آیت قرآن کو پیالہ میں رکھ کر پیالہ

[1] استبراء۔ اگر کوئی آدمی کوئی لونڈی خریدے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ فوراً اس سے ہمبستری نہ کرے بلکہ اس کے حیض آنے کا انتظار کرے۔ جب اس کو حیض آ چکے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو پہلے آقا سے حمل نہیں ہے جب اس سے ہمبستری کر سکتا ہے۔ یہ ہمبستری کی ممانعت کا وقت حالت استبراء کہلاتا ہے۔ استہزاء۔ مذاق [2] کفر است۔ کیونکہ اس میں مذہب کی توہین ہے۔ کہ می تواند کرد۔ گویا اس نے شریعت کے احکام کو ناقابل عمل قرار دیا۔ علم۔ یعنی دین کا علم۔ داستانہا۔ یعنی بے اصل قصے کہانیاں۔ تزویر۔ جھوٹ۔ حیلۂ دانشمنداں۔ یعنی علمائے دین کا دھندا مجھے پسند نہیں۔ پیادہ بیار۔ یعنی سپاہی لا تب چلوں گا۔ چونکہ اس نے شریعت پر خوشی سے عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا کافر ہو جائیگا۔ [3] اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی۔ آیت کے دراصل معنی ہیں۔ نماز برائی سے روکتی ہے لیکن اس نے مذاق میں تنہی کو اکیلا و تنہا کے معنی میں لے لیا۔ آیتِ قرآن۔ اس میں آیت قرآنی کی بھی توہین ہے اور کاسہ دا انا کا بھی مذاق ہے۔

نہادہ قدح را پُر آب کردہ گوید کاساً دِہَاقاً کافر شود مسئلہ اگر در حق باقی در دیگ

پانی سے لبریز کرکے کہے "کاسًا دہاقا (تو آیت کریمہ کی توہین ومذاق کی بناپر) کافر ہو جائیگا اگر دیگ کے باقی ماندہ کے بارے میں کہے

بگوید[1] وَالبَاقِیَاتُ الصَّالِحَاتُ کافر شود مسئلہ۔ اگر مردے بسم اللہ گفتہ شراب

"والباقیات الصالحات" (توہین آیت کی بناپر) کافر ہو جائے گا اگر کوئی بسم اللہ کہہ کر شراب

خورد یا زِنا کرد کافر شود و ہمچنیں اگر بِسم اللہ گفتہ حرام خورد۔ مسئلہ۔ اگر رمضان آمد

پئے یا زنا کرے کافر ہو جائیگا اور اسی طرح اگر بسم اللہ پڑھ کر حرام کھائے کافر ہو جائیگا۔ اگر کوئی رمضان شریف آنے پر کہے

وگفت کہ رنج بر سر آمدہ کافر شود۔ مسئلہ۔ اگر گفتہ شد کہ بیا فلاں را امر معروف کنیم

کہ تکلیف سر پر آگئی تو کافر ہو جائیگا کوئی کہے کہ آؤ فلاں کو اچھے کام کی تلقین کریں اور

وے در جواب گفت کہ وے مرا چہ کردہ است کہ[2] امر معروف کنم کافر شود۔ مسئلہ۔

وہ جواب میں کہے کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے کہ میں امر بالمعروف کروں تو کافر ہو جائے گا۔ مسئلہ۔

مَردے مدیون را گفت زرِ من در دُنیا بدہ کہ در آخرت زر نخواہد بود او

کوئی شخص مقروض سے کہے کہ میرا پیسہ مجھے دُنیا میں دیدے کہ آخرت میں پیسہ نہ دے سکے گا وہ جواب

در جواب گفت کہ دَہ دیگر بدہ در آخرت از من بگیری آنجا خواہم داد کافر شود

میں کہے کہ (مجھے) دس اور دیدے آخرت میں مجھ سے لے لینا میں وہیں دیدوں گا تو کافر ہو جائے گا (اس کے

مسئلہ بادشاہ را اگر سجدۂ عبادت کند باتفاق کافر شود و اگر بقصدِ تحیہ مثل

اندر توہین آخرت ہے) بادشاہ کو اگر سجدۂ عبادت کرے تو بالاتفاق کافر ہو جائے گا اور بغرض تعظیم سلام کی مانند

سلام کند علماء را دراں اختلاف است در ظہیریہ گفتہ کافر نہ شود و در مؤیّد الدرایہ شرح

کرے تو علماء کا اس سلسلہ میں اختلاف ہے "ظہیریہ" میں ہے کہ کافر نہ ہوگا اور "مؤیّد الدرایہ شرح ھدایہ"

ھدایہ گفتہ کہ سجود باجماع جائز نیست و خدمت کردن بہ وضعِ دیگر از استادن

میں ہے کہ سجدہ بالاتفاق جائز نہیں اور اظہارِ خادمیت دوسرے طریقہ سے (مثلاً) اس کے سامنے کھڑا

پیشِ او یا دست بوسیدن یا پشت خم کردن جائز است مسئلہ۔ ھر کہ ذبح کند بنامِ بتاں

ہونا یا ہاتھ چومنا یا بغرض تعظیم (ذرا) جھک جانا جائز ہے جو شخص ذبح کرے بتوں

---

[1] والباقیات الصالحات۔ اس آیت میں نیک اعمال مراد ہیں جو قیامت میں باقی رہیں گے۔ اس آیت کا مذاق اڑانے کے لئے وہ دیگ کے بچے کھچے کو ان لفظوں میں تعبیر کرتا ہے۔ کافر شود۔ چونکہ اس میں بسم اللہ کی توہین ہے۔ چہ رنج۔ اگر یہ لفظ رمضان کی توہین کی نیت سے کہا ہو۔ [2] امر معروف کنیم۔ چونکہ اس میں ایک فرض کی توہین ہے۔ در آخرت۔ چونکہ اس میں آخرت کی توہین ہے۔ سجدۂ عبادت۔ یعنی جیسے نماز کا سجدہ پُوجنے کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ تحیۃ۔ یعنی جس طرح تعظیم کے لئے سلام کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تعظیم کے لئے سجدہ کرے استادن۔ کسی بڑے کے دربار میں کھڑے رہنا بھی درست ہے اور کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا بھی جائز ہے۔ لیکن انسان کو چاہئے کہ دوسروں سے اس قسم کی تعظیم کا متمنّی نہ ہو۔ پشت خم کردن۔ یعنی تعظیم کے لئے جھکنا۔

یا برچاہہا[1] یا بر دریاہا بر نہرہا، خانہ ہا وچشمہ ہا ومانندِ آں پس ذبح کنندہ مشرک

یا کنوؤں یا دریاؤں یا نہروں، گھروں اور چشموں وغیرہ کے نام پر تو ذبح کرنے والا مشرک

است وزنِ وے از وے جُدا است و مذبوحہ مُردار است مسئلہ در دستور القضاۃ از

ہے اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ کی جائے گی اور یہ غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ مُردار ہے "دستور القضاۃ" میں

امام زاہدؒ ابوبکر نقل کردہ کہ ھرکہ در روزِ عیدِ کافراں چنانچہ نوروز مجوس وہمچنیں در

امام زاہد ابوبکرؒ سے منقول ہے کہ جو شخص کافروں کی عید کے دن مثلاً آتش پرستوں کے نوروز اور اسی طرح

دوالی ودُسہرۂ کفّارِ ہند برآید و با کافراں موافقت کند در بازی کافر شود مسئلہ

کفارِ ہند کی دیوالی اور دسہرہ میں شامل ہو اور کافروں کے ساتھ ان کے (مذہبی) کھیل کود میں شریک ہو تو کافر ہو جائے گا

ایمانِ یاس مقبول نیست و توبۂ یاس اصح آنست کہ مقبول است مسئلہ در

زندگی سے مایوس ہو جانے (حالتِ نزع) کا ایمان قبول نہیں اور ایسے وقت کی توبہ زیادہ صحیح قول کے مطابق مقبول ہے -

شرحِ مقاصد گفتہ کہ ھرکہ حدوثِ عالم یا حشرِ اجساد یا علمِ بجزئیات و مانندِ آں را کہ

شرح مقاصد میں ہے کہ جو شخص عالم کے حادث (فانی) ہونے یا قیامت کے دن جسموں کو اٹھائے جانے اور زندہ کئے جانے

از ضروریاتِ دین است انکار کند باتفاق کافر شود و اگر در مسائل عقائد کہ روافض و

یا اللہ کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کے علم وغیرہ کا جو ضروریاتِ دین میں سے ہیں انکار کرے تو بالاتفاق کافر ہو جائیگا اور اگر مسائل عقائد میں جن کے بارے

خوارج ومعتزلہ وغیرہ فرقہ ہائے مدّعیۂ اسلام در آں خلاف دارند برخلافِ اہلسنت اعتقاد

میں روافض (شیعہ) خوارج اور معتزلہ وغیرہ کا جو اسلام کے دعویدار فرقے ہیں اور ان کا ان مسائل میں اختلاف ہے (یہ) اہلسنت کے برعکس

کند در کافر گفتنِ او علماء اختلاف دارند در منتقیٰ از ابو حنیفہؒ مروی است کہ کسے را

اعتقاد رکھے تو اسے کافر کہنے میں علماء کا اختلاف ہے "منتقیٰ" میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ وہ اہل

اہلِ[2] قبلہ کافر نمی گویم و ابو اسحٰق اسفرائنیؒ گفتہ کہ ھرکہ اہلِ سنّت را کافر دارند

قبلہ (قبلہ کی جانب نماز پڑھنے والے) میں کسی کو کافر نہیں کہتے اور ابو اسحاق اسفرائنی کہتے ہیں کہ جو شخص اہل سنت کو کافر قرار دے میں اسے

او را کافر می دانم وھرکہ نداند او را کافر ندانم مسئلہ علّامہ علم الہدیٰ در بحر المحیط

کافر سمجھتا ہوں اور جو شخص اہل سنت کو کافر قرار نہ دے میں اسے کافر نہیں سمجھتا علامہ علم الہدیٰ بحر المحیط میں

---

[1] برچاہ ہا۔ آب پرست ایسا کرتے ہیں۔

مذبوحہ۔ وہ جانور جو خدا کے علاوہ ان ناموں پر ذبح کیا گیا ہے۔ بازی۔ یعنی وہ کھیل کود جو مذہبی رسموں کے طور پر وہ لوگ کرتے ہیں۔ ایمانِ یاس۔ یعنی نزع کی ایسی حالت میں ایمان لانا جب کہ زندگی سے مایوسی ہو جائے اور عالم آخرت کا مشاہدہ ہونے لگے۔ حدوثِ عالم۔ یعنی دنیا کا نو پیدا ہونا۔ حشرِ اجساد۔ یعنی قیامت میں جسموں کا زندہ کیا جانا علم بجزئیات۔ یعنی اللہ کا ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا عالم ہونا۔ ضروریاتِ دین۔ وہ چیزیں جو کھلے طور پر مذہب میں ثابت ہیں [2] اہلِ قبلہ۔ جو کعبہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ کافر می دانم۔ چونکہ ایک مسلمان کو کافر سمجھنا کفر ہے۔

گفتہ کہ ہر ملعون کہ در جنابِ پاک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم دشنام دہد یا اہانت

فرماتے ہیں کہ ہر ملعون جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں گالی

کند یا در امرے از امورِ دینِ او یا در صورتِ مبارکِ او یا در وصفے از اوصافِ شریفہ

دے (بُرا بھلا کہے) یا اہانت کرے یا دینی امور میں سے کسی امر میں یا آنحضورؐ کی صورتِ مبارکہ یا اوصافِ شریفہ میں

او عیب کند خواہ مسلمان بود یا ذمّی یا حربی اگرچہ از راہِ ہزل کردہ باشد آں

سے کسی وصف میں عیب کا اظہار کرے چاہے (وہ) مسلمان ہو یا ذمّی یا حربی (دار الحرب کا باشندہ) خواہ وہ بطور

کافر است واجب القتل، توبۂ او مقبول نیست و اجماعِ اُمّت بر آنست

ہزل و مذاق ایسا کرے وہ کافر واجب القتل ہے اس کی توبہ قابلِ قبول نہیں ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے

کہ بے ادبی و استخفافِ ہر کس از انبیاء کفر است خواہ فاعلِ او حلال دانستہ

کہ بے ادبی اور توہین انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی چاہے کرنے والا اسے حلال و جائز سمجھ کر اس کا

مرتکب شود یا حرام دانستہ۔ مسئلہ آنچہ روافض می گویند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم

ارتکاب کرے یا حرام جانتے ہوئے (بہرصورت کفر ہے) روافض جو یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے

از خوفِ دشمناں بعضے احکامِ الٰہی را تبلیغ نہ فرمودہ کُفر است۔

خوف سے بعض احکامِ الٰہی کی تبلیغ نہیں کی (یہ کہنا) کفر ہے

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَاهَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدَانَا

اور تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں کہ اس نے مجھے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا

اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ عَلٰٓى اَجْمَعِهِمْ

تو ہم ہدایت پانیوالے نہ تھے بلاشبہ ہمارے رب کے تمام رسول حق لائے ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں

خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِهِمْ وَخَاتِمِهِمْ شَفِيْعِ الْعَالَمِيْنَ وَخَطِيْبِ الْاَنْبِيَاءِ يَوْمَ

خصوصاً ان کے سردار اور ان کے خاتم تمام جہانوں کے شفاعت کرنے والے اور قیامت کے

الدِّيْنِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

دن انبیاء علیہم السلام کے خطیب پر اور ان کی آل پر اور صحابہؓ اور ان کے تمام تابعداروں پر آمین ثم آمین

تمّت

ہر ملعون۔ آنحضورؐ کی کسی بھی حیثیت سے توہین کرنا کفر ہے اور توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔ لیکن اگر وہ توبہ کرلے تو صحیح قول یہ ہے کہ اس کی توبہ مان لی جائے گی اس لئے کہ وہ مُرتد سمجھا جائیگا اور مُرتد کی توبہ مقبول ہو جاتی ہے۔

استخفاف۔ توہین۔ ہر کس از انبیاء یعنی کوئی بھی نبیؐ ہو۔ کفر است۔ چونکہ اس عقیدے سے یہ لازم آتا ہے کہ آنحضورؐ اپنا فرض انجام نہیں دے سکے۔ الحمد للہ الخ۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم کبھی راہ یاب نہ ہوتے اگر وہ راہنمائی نہ کرتا۔ اللہ کے رسولؐ جو پیغام لائے ہیں وہ حق ہے۔ سب پر اللہ کا درود و سلام ہو۔ خاص طور پر سب نبیوں کے سردار اور سب سے آخر میں آنیوالے نبیؐ پر جو تمام جہانوں کے سفارشی ہیں اور جو قیامت میں سب نبیوںؑ کے خطیب ہوں گے اور ان کی اولاد، اصحاب، ماننے والوں پر بھی سب پر درود و سلام ہو۔ بحمد للہ ۱۲ فروری ۱۹۵۶ء بمطابق یکم رجب ۱۳۷۵ھ کو حاشیہ کے مسودہ سے فراغت پائی۔

وصیّت نامہ

جناب قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہٗ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ مِنْ اَصْلَابِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَرْحَامِ الْمُسْلِمَاتِ وَمَنَّ

اس خدا کی تعریف ہے جس نے مجھے مسلمان مردوں کی پشت اور مسلمان عورتوں کے رحم سے پیدا فرمایا

عَلَيْنَا بِبَعْثَةِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَفْضَلِ الرُّسُلِ وَالْاِيْمَانِ بِمَنْ هُوَ

اور ہم پر اس پیغمبر کو بھیج کر احسان فرمایا جو کہ سب نبیوں کے سردار اور سب رسولوں سے افضل ہیں اور اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں

الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

اس ذات (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان عطا کر کے احسان فرمایا جو عبرت حاصل کرنے کے لیے بڑی نشانی ہے اور نعمت کے قدردانوں کے لئے

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاَشْكُرُهٗ عَلٰى مَاهَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ

بڑی نعمت ہے اللہ کی رحمتیں اور اس کی سلامتی ہو ان پر اور ان کی اولاد پر ان کے اصحاب اور ان کے سب تابعداروں پر میں اللہ کا اس نعمت پر

وَاَحْيَانِيْ عَلَيْهِ وَوَفَّقَنِيْ لِاِقْتِبَاسِ اَنْوَارِ عُلَمَآئِهِ الصَّالِحِيْنَ وَاَوْلِيَآئِهِ

شکرگزار ہوں کہ اس نے مجھے اسلام کی رہنمائی فرمائی اور اسلام پر زندہ رکھا اور مجھے اپنے ان نیک علماء اور کامل اولیاء

الْكَامِلِيْنَ خُلَفَاءِ الشَّيْخِ اَحْمَدَ الْفَارُوْقِيِّ النَّقْشَبَنْدِيِّ الْمُجَدِّدِ لِلْاَلْفِ

کے انوار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی مجدد الف

الثَّانِيْ وَالسَّيِّدِ السَّنَدِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيْ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَسَيِّدِ

ثانیؒ اور سید محی الدین عبد القادر جیلانی غوث ثقلینؒ اور سید

الْفَاضِلِ الْكَامِلِ مُعِيْنِ الدِّيْنِ حَسَنِ السَّنْجَرِيْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْ اَسْلَافِهِمْ

فاضل کامل معین الدین حسن سنجری کے خلفاء (جانشین) ہیں خدا ان کے

وَاَخْلَافِهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَاَرْجُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تَعَالٰى اَنْ يُّمِيْتَنِيْ عَلٰى اِتْبَاعِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ

اگلوں اور پچھلوں سب سے راضی ہو مجھے اللہ کے فضل سے یہ امید ہے کہ وہ میری موت ان لوگوں کی محبت اور

وَيُلْحِقَنِيْ بِهِمْ فِيْ دَارِ الْقَرَارِ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ -

تابعداری کی حالت میں نصیب فرمائے گا اور مجھے جنت میں ان کے ساتھ وابستہ رکھے گا اور یہ خدا کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔

بعد از حمد و صلوٰۃ فقیر حقیر محمد ثناءُ اللہ حنفی مجددی پانی پتی می نویسد کہ عمرِ ایں

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر حقیر محمد ثناءُ اللہ حنفی مجددی پانی پتی لکھتا ہے کہ اس

عاصی بہشتاد سال رسیدہ ویقین کہ عبارت از مرگ است بر سر آمدہ فرصتے نہ

گنہگار کی عمر اسی سال کی ہو چکی اور یقین جس سے مراد موت ہے سر پر آ گئی فرصت باقی

گذاشتہ کلمۂ چند بطریقِ وصیت برائے اولاد و احباب می نویسد کہ رعایت بعضے

نہیں چھوڑی (اب) چند کلمے بطور وصیت اولاد و احباب کے واسطے لکھتا ہے کہ ان میں سے بعض

ازاں برائے ذاتِ فقیر مفید و ضرور است و برخے ازاں برائے دوستاں و فرزنداں

کی نگہداشت فقیر (مصنف) کی ذات کے لئے مفید اور ضروری اور کچھ حصہ دوستوں اور بیٹوں کے

ضرور مفید است اگر نوعِ اوّل را رعایت خواہند کرد روحِ فقیر از آنہا خوشنود

لیے ضروری اور مفید ہے اگر نوع اوّل کے تحت ذکر کردہ باتوں کی رعایت کریں گے تو فقیر کی روح ان سے خوش

خواھد شد و حق تعالیٰ جزائے خیر خواہد داد وگرنہ در عاقبت دامن گیر خواہم شد و

ہوگی اور اللہ تعالےٰ بہتر بدلہ عطا فرمائے گا ورنہ آخرت میں دامن گیر ہوں گا اور

اگر نوعِ ثانی را رعایت خواہند کرد ثمرۂ آں در دُنیا و عقبیٰ نیک خواہند دید وگرنہ نتیجۂ بد

اگر نوعِ ثانی (دوسری) کی رعایت کریں گے تو اس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں اچھا دیکھیں گے ورنہ بُرا انجام

خواہند دید۔ نوعِ اوّل آنست کہ در تجہیز و تکفین و غسل و دفن رعایتِ سُنّت کنند

دیکھنا ہوگا نوعِ اول یہ ہے کہ تجہیز و تکفین و غسل و دفن میں سنت کی رعایت کریں

و دو چادر رزائی کہ حضرت ایشاں شہیدؓ رضی اللہ عنہ عنایت فرمودہ بودند دراں تکفین

اور دو رزائی (استرابے والی) چادریں جو حضرت مرزا مظہر جان جاناں نے عنایت فرمائی تھیں ان میں کفن

نمایند و عمامہ خلافِ سُنّت است ضرور نیست و نمازِ جنازہ بجماعتِ کثیر و امامِ صالح

دیں اور عمامہ خلافِ سنت ہے ضروری نہیں ہے اور نمازِ جنازہ جماعتِ کثیر اور امام صالح

مثل حافظ محمد علی یا حکیم سکھو یا حافظ پیر محمد بجا آرند و بعد تکبیر اولیٰ سورۂ فاتحہ ہم

مثلاً حافظ محمد علی یا حکیم سکھو یا حافظ پیر محمد کے ساتھ پڑھیں اور تکبیر اولیٰ کے بعد سورۃ فاتحہ بھی

خوانند و بعدِ مُردنِ من رسومِ دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسینی ہیچ

پڑھیں اور میرے مرنے کے بعد دنیاوی رسوم دسواں، بیسواں، چالیسواں اور ششماہی اور برسینی وغیرہ کچھ

لہ رعایت۔ نگہداشت۔ برخے۔ کچھ حصہ۔ نوعِ اول۔ یعنی وہ باتیں جو وصیت نامہ کی (نوعِ اوّل) کے ماتحت ذکر کی گئی ہیں۔ عاقبت۔ آخرت۔ دو چادر رزائی۔ یعنی استرابے والی رزائی۔ ٢ه شہید۔ یعنی حضرت مرزا جانِ جاناں حبیب اللہ مظہر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں۔ تکفین نمایند۔ کسی متبرک کپڑے میں کفن دینا سنت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کے کفن میں ڈلوائی تھی۔ حافظ محمد علی۔ راہِ نجات مشہور کتاب کے مصنف ہیں۔ حکیم سکھو۔ یہ عرف ہے اصل نام غلام معین الدین ہے۔ سورۂ فاتحہ۔ حنفی فقہ کی رو سے اگر فاتحہ بطور ایک دُعا کے پڑھی جائے تو اجازت ہے۔ ٣ه برسینی۔ سوم۔ چہلم۔ برسی وغیرہ سب بدعت ہیں۔ یہ ہندوانہ رسمیں ہیں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں۔ ان بدعتوں سے بچنا بے حد ضروری ہے۔

نہ کنند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اند

نہ کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ سوگ کو جائز نہیں رکھا

حرام ساختہ اند واز گریہ[1] وزاری زناں را منع بلیغ نمایند در حالتِ حیاتِ خود

حرام قرار دیا ہے اور عورتوں کو رونے پیٹنے سے سختی کے ساتھ منع کریں فقیر اپنی زندگی میں ان چیزوں کو

فقیر[2] ازیں چیزہا راضی نہ بود و بہ اختیارِ خود کردن نداده واز کلمہ و درود وختم قرآن

پسند نہیں کرتا تھا اور اپنے اختیار سے کرنے بھی نہ دیں اور کلمہ و درود اور ختم قرآن و

و استغفار واز مالِ حلال صدقہ بہ فقراء باخفاء امداد فرمایند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

استغفار اور مالِ حلال سے فقراء کو صدقہ پوشیدہ طور پر فقیر کی ان سے امداد فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

وسلم فرمودہ اَلْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّصِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً مَا تَلْحَقُہٗ عَنْ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر میں میت کی حالت ڈوبنے اور غوطہ کھانے والے کی سی ہوتی ہے اسے اس پکار کا انتظار رہتا

اَبٍ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ و بعد مُردنِ من در ادائے دیونِ من کوشش بلیغ نمایند

ہے جو باپ بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے اور میرے مرنے کے بعد میرے قرضوں کی ادائیگی میں انتہائی کوشش کریں

فقیر در حیاتِ خود نصفِ موضع نگلہ و املاک قصبہ کہ در ملکِ خود داشت آں را

فقیر (مصنف) نے اپنی زندگی میں نصف موضع نگلہ اور املاک قصبہ جو اپنی ملکیت تھے اس کے آٹھ حصے

ہشت سہام قرار دادہ سہ سہام بہ والدہ کلیم اللہ و دو سہام بہ صفوۃ اللہ و یک

قرار دے کر تین حصے والدۂ کلیم اللہ اور دو حصے صفوۃ اللہ۔ اور ایک

سہام بہ فلانہ ویک سہام بہ فرزندانِ فلانہ ویک بہ فرزندِ فلانہ فروختہ مبلغ ثمن بخشیدہ ہریک

حصہ فلاں (لڑکی) اور ایک حصہ فلاں لڑکی کے فرزندوں کو اور ایک فروخت کرکے فلانہ کے بیٹے کو قیمت دے کر ہر ایک کو اس کے حصہ کا مالک بنا

را مالکِ حصۂ[3] او ساختہ بود لیکن تا دمِ زیست خود محصول پنجم حصہ باولادِ ہر دو دختر

دیا تھا مگر اپنی زندگی میں محصول دونوں لڑکیوں کی اولاد کے پانچویں حصہ کا میں نے دیا

---

[1] گریہ وزاری۔ جس رونے میں چیخ و پکار ہو اور واویلا ہو وہ ناجائز ہے محض آنسوؤں سے رونا ممنوع نہیں ہے۔ منع بلیغ۔ سخت ممانعت [2] فقیر۔ یعنی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ کلمہ۔ یعنی لاالٰہ الا اللہ۔ استغفار۔ ان سب عبادتوں کا ثواب مُردے کی رُوح کو پہنچتا ہے۔ مالِ حلال۔ اللہ تعالیٰ پاک کمائی کے صدقہ کو قبول فرماتا ہے۔ اخفاء۔ پوشیدگی عام حالات میں صدقہ اس طور پر دینا چاہیئے کہ داہنے ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ البتہ اگر انسان میں ریاکاری کا جذبہ نہ ہو اور اس کے علی الاعلان دینے سے دوسروں کو صدقہ کرنے کی ترغیب ہو تو علی الاعلان دینے میں ثواب زیادہ ہے [3] المیت الخ مردہ قبر میں ڈوبنے والے غوطے کھانے والے کی طرح ہوتا ہے جو اس پکار کا منتظر ہوتا ہے جو اس کو باپ، بھائی یا دوست کی جانب سے پہنچے (یعنی ایصالِ ثواب کی صورت میں) دیون۔ قرضے۔ سہام۔ سہم کی جمع۔ حصہ۔ کلیم اللہ۔ قاضی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ صفوۃ اللہ یہ احمد اللہ صاحب کے صاحبزادے ہیں جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے جو قاضی صاحب کی زندگی میں وفات پاگئے تھے۔ مبلغ ثمن۔ قیمت کا روپیہ۔ [3] مالکِ حصہ۔ قاضی صاحب نے جائداد کی تقسیم اپنی زندگی میں اس طور پر کی تھی کہ یہ لوگ اپنے اپنے حصے کے قاضی صاحب کی وفات کے بعد حصہ دار ہوں گے۔ جیسا کہ اگلی سطور سے ظاہر ہوتا ہے۔ تا دمِ زیست۔ اس عبارت میں قاضی صاحب نے اس طریقہ کار کا ذکر کیا ہے جو باوجود سابقہ تقسیم کے اپنی زندگی میں جائیداد کی آمدنی کا رکھا۔

میدادم ومابقی را سہ حصہ کردہ یک حصہ برائے خرج خود میداشتم ویک حصہ بہ فلاں

اور باقی کے تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے خرچ کے واسطے رکھتا ہوں اور ایک حصہ فلاں

ویک حصہ بہ فلاں میدادم بعدِ مُردنِ من ہم تاوقتیکہ دینِ من ادا شود ہمیں قسم محصولات تقسیم

کو دیتا ہوں میرے مرنے کے بعد بھی تا وقتیکہ میرا قرض ادا ہو اسی قسم کے محصولات تقسیم

کردہ حصۂ من بہ قرض خواہاں می دادہ باشند واز مبلغ عیدین قرض خواہاں را دادہ مرا

کرکے میرا حصہ قرضخواہوں کو دے دیا جائے اور عیدین پر ملنے والے انعام قرض خواہوں کو دے کر

زودتر فارغ الذمہ سازند تفصیل قرضہا کہ در ذمۂ من است در بندِ چِٹھۂ اخراجات

مجھے بہت جلد اس ذمہ داری سے سبکدوش کریں۔ میرے ذمہ جو قرض ہے اس کی تفصیل روزمرہ کے آمد و

روز مرّہ اکثر نوشتہ ام وچِٹھیہائے مُہری من نزدِ قرض خواہان است در ادائی آں

خرچ کے رجسٹر میں اکثر میں نے لکھ دی ہے اور میری مہرزدہ دستاویزات قرض خواہوں کے پاس

تہاون نہ نمایند وصبیہ شریفہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ را ہر یک بہ مقدورِ خود

ہیں انکی ادائیگی میں سستی نہ برتیں اور حضرت شیخ (شیخ شاہ محمد عابدؒ) کی صاحبزادی کی حتی المقدور خدمت واجب و لازم

خدمت کردن لازم وواجب دانند عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ لَا يُكَلِّفُ

سمجھیں صاحب وسعت کے ذمہ اس کی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اس

اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ فقیر در سال تمام دہ من گندم وپنج شش روپیہ نقد بایشاں

کی حیثیت کے موافق ہے اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اس کا جو اس کی طاقت اور اختیار میں ہے فقیر سال بھر میں دس من گیہوں اور پانچ چھ

میدادم ازیں قصور نشود وده بیگہ زمین چاہ سیدانی والا والدۂ دلیل اللہ از طرفِ خود

روپے نقد انہیں دیتا رہا ہے اس میں کوتاہی نہ ہو اور چاہ سیدانی والی دس بیگہ زمین کی والدہ دلیل اللہ (قاضی صاحب کی اہلیہ) نے اپنی

برائے مرزا الٰلن وصیت کردہ بودہ بایشاں میرسد ومن از طرفِ خود بست بیگہ خام

جانب سے مرزا الٰلن کے واسطے وصیت کی تھی یہ حسبِ وصیت انہیں دیدی جائے اور میں نے اپنی طرف سے بیس بیگہ خام

محصولات۔ آمدنی۔ از مبلغ عیدین۔ چونکہ قاضی صاحب قاضی شہر تھے۔ غالبًا عیدو بقر عید کے موقع پر کچھ نذرانہ پیش کیا جاتا ہوگا۔ چِٹھۂ اخراجات۔ روزمرہ۔ یومیہ۔ آمد خرچ کا رجسٹر۔ چِٹھیہائے مُہری۔ جو قاضی صاحب نے بطور دستاویز کے تحریر فرمائے ہوں گے تہاون۔ سستی۔ صبیہ شریفہ۔ صاحبزادی۔ حضرت شیخ یعنی شاہ محمد عابد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو قاضی صاحب کے پیر ہیں ان کی وفات کے بعد قاضی صاحب نے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی تھی۔ علی الموسع۔ مالدار پر اس کے مقدور بھر اور تنگ دست پر اس کے مقدور بھر خرچ کرنا ضروری ہے۔ اللہ انسان کو اس کی گنجائش کے بقدر مکلف بناتا ہے۔ والدۂ دلیل اللہ۔ یہ قاضی صاحب کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ مرزا الٰلن۔ یہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کے پوتے ہیں جن کو مرزا صاحب نے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد ان کو اور ان کی والدہ کو اپنے ساتھ پانی پت لے گئے تھے اور ان کی دیکھ بھال رکھتے تھے

زمین چاہی[1] مزروع از موضع نگلہ برائے ایشاں مقرر نمودہ بودم لیکن ایشاں برآں قبضہ

زمین چاہی قابل کاشت موضع نگلہ سے ان کے واسطے مقرر کی تھی مگر انہوں نے اس پر قبضہ

نہ کردہ اند یک من گندم و یک روپیہ نقد در ماہہ بایشاں می دہم دریں ہم قصور نہ

نہیں کیا ایک من گندم اور ایک روپیہ نقد مہینہ میں ان کو دیا کرتا ہوں اس میں کوتاہی نہ

شود موضع نگلہ میراثِ جدّ پدری و جدّ مادری من نیست محض تصدق حضرت

ہو موضع نگلہ میری پدری یا مادری میراث نہیں ہے فقط حضرت مرزا صاحب

مرزا صاحب شہید است رضی اللہ عنہ درادائے خدمتِ ایشاں تقصیر نہ نمائند۔

شہید رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کا صدقہ ہے ان کی خدمت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

نوعِ دیگر کہ برائے پسماندگان مفید است آں کہ دُنیا را چنداں معتبر ندارند اکثر

دوسری نوع پسماندگان کے لئے مفید ہے وہ یہ کہ دنیا کو کچھ بھی قابل اعتبار نہ قرار دیں اکثر

کساں را در طفلی و اکثر در جوانی میرند و بعضے بہ پیری میرسند تمام عمر شاں ہم

لوگ بچپن اور اکثر جوانی میں مرجاتے ہیں اور بعض بڑھاپے تک پہنچتے ہیں ان کی ساری عمر بھی کچھ ہی

در اندک فرصت مثل بادِ صبا[2] می رود و نمیدانند کہ کجا رفت و معاملۂ آخرت کہ انقطاع

عرصہ میں پروا ہوا کی طرح گزر جاتی ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گئی اور آخرت کا معاملہ ختم ہونیوالا

پذیر نیست بر سر می ماند حق تعالیٰ می فرماید اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ الیٰ قولہ

(اور فنا پذیر) نہیں آدمی پر اس کی ذمہ داری رہتی ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے جب آسمان پھٹ جائیگا فرمان خداوندی

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ○ ابلہی[3] باشد کہ بایں لذّتِ قلیل کہ آں ہم

ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا یہ بیوقوفی ہے کہ اس تھوڑی سی لذت کی خاطر کہ یہ بھی بغیر تکلیف و مشقت

بے رنج کشی میسر نمی شود لذاتِ قوی دائمی را برباد دہد و بہ آلامِ ابدی گرفتار شود

کے میسر نہیں ہوتی ہمیشہ رہنے والی (مکمل) لذتوں کو برباد کرے اور ہمیشہ کی تکالیف مول لے

نعوذ[4] باللہ منہا پس جائے کہ مصلحتِ دینی و مصلحتِ دنیوی باہم متعارض شود

نعوذ باللہ پس جہاں دینی اور دنیاوی مصلحت میں تعارض (ٹکراؤ) ہو وہاں دینی

[1] چاہی۔ وہ زمین کہلاتی ہے جس کو کنوئیں کے پانی سے سیراب کیا جائے۔ جدّ پدری۔ دادا۔ جدّ مادری۔ نانا۔ محض تصدق۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جائداد قاضی صاحب نے خود خرید فرمائی تھی۔ تقصیر۔ کوتاہی۔ دنیا را چنداں معتبر ندارد۔ یعنی ہر وقت آخرت کی تیاری میں معروف رہیں [2] بادِ صبا۔ پروا ہوا۔ انقطاع پذیر نیست۔ یعنی دنیا کی طرح ختم ہونے والا نہیں ہے۔ بر سر می ماند۔ یعنی انسان کے ذمہ باقی رہتا ہے۔ اذا السماء انفطرت۔ جب آسمان پھٹ جائیگا۔ علمت نفس ما قدمت واخرت۔ ہر نفس جان جائے گا کہ اس نے کیا آگے روانہ کیا اور کیا پیچھے چھوڑا [3] ابلہی۔ بیوقوفی۔ لذتِ قلیل۔ یعنی دنیا کے مزے۔ دائمی۔ جنت کے لطف۔ آلام۔ تکلیفیں۔ [4] نعوذ باللہ منہا۔ ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ متعارض۔ بالمقابل۔

مصلحتِ دینی را مقدم باید داشت کسے کہ مصلحتِ دینی را مقدم می دارد دنیا ہم موافقِ[1]

مصلحت مقدم رکھنی چاہیے جو شخص دینی مصلحت کو مقدم رکھتا ہے دُنیا بھی حسب

تقدیر بوے می رسد رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ[2] جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ

(نوشتۂ) تقدیر اسے ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اٰخِرَتِهٖ كَفَى اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ یعنی ھر کہ مقاصدِ خود در یک مقصود منحصر سازد

یعنی جو شخص اپنے تمام مقاصد ایک مقصود میں منحصر کردے

و مقصودِ آخرت منظور دارد کفایت کند اللہ تعالےٰ مقصود دُنیئے اورا و

اور اس کا مقصود (فکر) آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے دنیوی مقاصد کے لئے کافی ہو جاتے ہیں (اور اس کے

کسے کہ مصلحتِ دُنیا را مقدم دارد[3] گاہ باشد کہ دُنیا ہم اورا دست ندھد[4] چنانچہ بیشتر

دنیاوی مقاصد بھی پورے ہوتے ہیں) اور جو دنیوی مصلحت کو مقدم رکھے تو بسا اوقات دنیا بھی اس کے ہاتھ نہیں لگتی چنانچہ اکثر

دریں زمانہ ہمچنیں است پس خَسِرَ[5] الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ شود و اگر دُنیا دست دہد[6] اندک

اس زمانے میں ایسا ہی ہے پس دنیا اور آخرت میں ٹوٹے والے ہوگئے اور اگر دُنیا ہاتھ لگ جلئے تو

فرصت زوال پذیرد و باز خسرانِ ابدی لاحق شود فقیر[7] بچشمِ خود ھزار ہا مردم را دیدہ کہ

تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہوجاتی ہے اور پھر ہمیشہ کا ٹوٹا نصیب ہوتا ہے۔ فقیر (مصنف) نے اپنی آنکھوں سے ہزاروں لوگوں کو

بدولت رسیدند باز از آنہا اثرے نماندہ فقیر و پدرِ فقیر و جدِّ فقیر بخدمتِ[8] قضا

دیکھا کہ انہیں دنیوی دولت نصیب ہوئی اور پھر ان کے پاس اس میں سے کچھ نہ رہا مصنف اور مصنف کے والد اور دادا منصب قضا

مُبتلا شدند ھر چند آنچہ می باید حقِ ایں خدمت از ما ادا نہ شُدہ خصُوصاً

پر فائز ہوئے جتنی ہونی چاہیئے وہ اس منصب کی خدمت ہم سے نہیں ہوئی خاص طور پر

ازیں فقیرِ پُر تقصیر کہ بیشتر عُمر در زمانۂ فاسد[9] تریافتہ ازیں جہت نادم و

اس فقیر (مصنف) پُر تقصیر سے کہ عمر کا زیادہ حصہ زمانۂ انحطاط و فساد و طوائف الملوکی کا پایا اسی بنا پر شرمسار اور طلبگارِ

[1] موافقِ تقدیر۔ یعنی جس قدر اللہ نے اس کے مقدر میں لکھی ہے۔ [2] من جعل الخ جس شخص نے تمام فکروں کی بجائے صرف آخرت کی فکر کی۔ اللہ اس کے دنیوی فکر کے لئے خود کافی ہوجاتے ہیں۔ [3] مقدم دارد۔ یعنی دنیا کی مصلحتیں سوچتا ہے آخرت کی خوبیوں کی طرف اس کا کوئی دھیان نہیں ہے۔ [4] دست ندہد۔ یعنی دنیا بھی اس کے قابو میں نہیں آتی [5] خسر الدنیا والآخرۃ۔ دنیا میں بھی ٹوٹے میں رہا اور آخرت میں بھی۔ [6] دست دہد۔ یعنی دنیا حاصل ہوجاتی ہے۔ خسرانِ ابدی۔ ہمیشہ کا نقصان۔ [7] فقیر یعنی قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ [8] خدمت قضا۔ قاضی صاحب کا خاندان کئی نسلوں تک شاہی قاضی رہا ہے۔ [9] زمانۂ فاسد۔ قاضی صاحب کا دور ہندوستان میں مسلمانوں کے انحطاط کا دور تھا۔ طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ امراء و رؤساء عموماً فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ باطل عقیدے زور پکڑ رہے تھے

مستغفرم[1] اما بحول اللہ وقوتہ طمع[2] ازیں خدمت نہ کردہ ام واز اکثر ابنائے[3] روزگار

مغفرت ہوں لیکن اللہ کے حول اور اس کی قوت سے میں نے اس خدمت کا لالچ نہیں کیا اور اکثر زمانہ ساز قاضیوں کے مقابلہ

نوع بخوبی کردم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ ازیں جہت از فضلِ الٰہی اُمیدِ مغفرت دارم

میں کچھ بہتر کام کیا اس پر اللہ کا شکر ہے اسی بنا پر اللہ کے فضل وکرم سے مغفرت کا امیدوار

مقصودِ اصلی در نیتِ فقیر ہمیں است اما ببرکتِ ہمیں عمل جملہ مُسلمانان بلکہ ہنود ہم

ہوں فقیر (مصنف) کی نیت میں مقصودِ اصلی یہی ہے اسی کی برکت سے سارے مسلمان بلکہ ہنود (کفار) نے

ہر کسے کہ ملاقات کردہ معزز داشتہ وغنیمت شمردہ وگرنہ علماء بہتر از من موجود

بھی جس سے بھی ملاقات ہوئی معزز رکھا اور مجھے غنیمت شمار کیا ورنہ مجھ سے بہتر علماء موجود

اند کسے نمی پُرسد و از باطنِ کسے دیگراں را چہ خبر است ایں دلیل است برآنکہ

ہیں انہیں کوئی نہیں پوچھتا کسی کے اندرونی حال کی کسی کو کیا خبر ہے یہ (اعزاز و احترام) اس کی دلیل

اگر مصلحتِ دینی را بر دُنیا مقدّم داشتہ شود دنیا ہم از وے روگرداں نمی شود

ہے کہ اگر دینی مصلحت کو دنیا (کے حصول) پر مقدم رکھا جائے تو دنیا بھی اس سے منہ نہیں پھیرتی اللہ تعالےٰ

مصرعہ۔ می دہد[4] یزداں مرادِ متّقی۔ پس از فرزندانِ من کسے کہ خدمتِ قضا اختیار کند

متقی کی مراد پوری کرتا ہے لہٰذا میرے فرزندوں میں جو بھی خدمت قضا اختیار (اور منصبِ قضا)

طمع وخاطر داری ناحق را دخل[5] ندہد و بروایتِ معتبر مفتیٰ بہ عمل نماید واز جملہ تقدیم

قبول کرے لالچ اور ناحق دلداری کو (ہرگز) جگہ نہ دے اور معتبر ومفتیٰ بہ روایت پر عمل کرے مصلحتِ دینی کو

مصلحتِ دینی بر مصلحتِ دنیوی آں است کہ در مناکحت دینداری را منظور دارد چوں

دنیوی مصلحت پر مقدم رکھنے کا حاصل یہ ہے کہ مناکحت میں دینداری پیش نظر رہے کیونکہ

دریں زمانہ دریں شہر مذہبِ روافض بسیار شیوع یافتہ است و شرفا بیشتر بر

اس زمانہ (اور) اس شہر میں مذہب روافض بہت پھیل گیا ہے اور شرفاء زیادہ تر نسب کی رفعت یا

علوِ نسب یا رفاہِ معیشت نظر می دارد اوّل رعایتِ دین باید کرد دختر بکسے رافضی یا

زندگی کے عیش و آرام پر نظر رکھتے ہیں دین کی رعایت مقدم ہونی چاہیئے کسی ایسے شخص سے لڑکی کا

---

[1] مستغفرم۔ اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ طمع۔ لالچ [3] ابنائے روزگار۔ یعنی زمانہ ساز قاضی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس پر خدا کی تعریف ہے۔ ہمیں عمل۔ یعنی دیانت داری کے ساتھ عہدۂ قضا کی انجام دہی۔ [4] می دہد۔ خدائے تعالیٰ پرہیزگار کی مراد خود پوری فرما دیتا ہے۔ [5] دخل نہ دہد۔ یعنی اپنے فرض کی انجام دہی میں کسی کی پرواہ نہ کرے۔ مفتیٰ بہ۔ فقہ کا وہ قول جس پر علماء نے فتویٰ دیا ہو۔ مناکحت۔ شادی بیاہ۔ دریں شہر۔ یعنی پانی پت۔ روافض۔ شیعوں کا وہ فرقہ جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ علوِ نسب۔ نسبی بڑائی۔ رفاہِ معیشت۔ گذر بسر کا آرام۔

متہم[1] برفض اگرچہ صاحبِ دولت و عالی نسب باشد نباید داد روزِ قیامت سوائے دین
نکاح نہ کرنا چاہیئے جو رافضی (شیعہ) ہو یا اس پر شیعہ ہونے کی تہمت ہو خواہ وہ صاحبِ دولت اور عالی نسب ہی کیوں نہ ہو قیامت

و تقویٰ ہیچ بکار نخواہد آمد و نسب را نخواہند پرسید[2]
دن بجز دین اور تقویٰ (پرہیزگاری) کے کچھ کام نہ آئیگا اور نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست۔ و دولت اعتبار نہ دارد کہ مشتق از تداول
کہ اس راہ میں فلاں ابن فلاں (صرف عالی نسبی) کوئی چیز نہیں ہے اور دولت کا اعتبار (اور اس پر بھروسہ) نہ کرے کہ یہ تداول

است اَلْمَالُ غَادٍ وَّ رَائِحٌ۔ دیگر باید دانست کہ اکمل الاکملین از نوعِ بشر بلکہ از ملائکہ
(ادلنا بدلنا) اور سیماب صفتی سے مشتق ہے۔ دنیاوی دولت صبح و شام آنی جانی اور فنا ہونیوالی ہے) دوسرے جاننا چاہیئے کہ نوعِ انسانی بلکہ فرشتوں سے

ہم سید المرسلین محمد مصطفٰے است صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر کس ہر قدر بہ آں سرور
بھی اکمل (مکمل ترین انسان) سید المرسلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہر شخص بقدرِ امکان ظاہر و باطن (اخلاق

مشابہت بہم رساند در باطن[3] و ظاہر و صفاتِ جبلّی و کسبی و علم و اعتقاد و عمل
و عادات) میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت پیدا کرے اور پیدائشی صفات اور حاصل کی ہوئی صفات

در عادات و عبادات آں کس را ہماں قدر کامل باید دانست و ہر کس در مشابہت
اور علم و اعتقاد اور عبادات و عادات میں عمل اسی قدر (شانِ سروری و افضلیت کے مطابق) کامل جاننا چاہیئے جو شخص جتنا آنحضورؐ

در چیزے ازاں قاصر است ہماں قدر ویرا ناقص باید دانست و لہٰذا بجہتِ
کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے میں ناقص ہو اسے اتنا ہی ناقص جاننا چاہیئے لہٰذا تابناک سنت

کمالِ اتباعِ سنتِ سنیہ[4] کہ اولیائے نقشبندیہ اختیار کردہ اند گوئے مسابقت بردہ اند
کے کمالِ اتباع کے باعث جو نقشبندی اولیاء نے اختیار کیا ہے (سب سے) آگے بڑھ گئے (اور ممتاز ہو گئے) اور

و ہمیں کمالِ مشابہت بجہتِ کمالِ متابعت دلیل است بر افضلیتِ شان و اگر
یہ ذاتِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عاداتِ مبارکہ سے مکمل مشابہت ان کے کمالِ اتباعِ سنت اور افضلیت کی دلیل ہے اگر

ہمتِ ما قاصر ہمتاں از کمالِ متابعتِ آنجناب کوتاہی کند و بر ادائے واجبات و
ہم کم ہمتوں کی ہمتیں آنحضورؐ کی کمالِ متابعت (کامل درجہ کی بہر صورت پیروی) سے کوتاہی برتیں اور واجبات کی ادائیگی اور

ترکِ محرمات و مکروہات و مشتبہات در عبادات و عادات و معاملات خصوصاً
محرمات کے ترک اور مکروہات و مشتبہات کے عبادات و عادات اور معاملات خاص طور پر

[1] متہم جس پر تہمت ہو۔ کہ دریں۔ یعنی آخرت میں یہ کام نہ دے گا کہ تم فلاں کے بیٹے اور فلاں کے پوتے تھے۔ بلکہ دینداری کام آئے گی۔ تداول۔ ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں بدلنا۔ المال غاد و رائح۔ دنیاوی دولت صبح و شام آنے جانے والی چیز ہے یعنی زوال پذیر ہے [3] در باطن۔ یعنی اخلاق و عادات جبلی۔ پیدائشی کسبی۔ حاصل کردہ۔ کامل باید دانست غرضیکہ کمالِ انسانی کا معیار آنحضورؐ کی سیرت و صورت پر ہے۔ [4] سنیہ۔ روشن۔ بسیار فضیلت لست۔ اگر انسان حرام و حلال میں امتیاز رکھے۔ فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرے اور معاملات درست رکھے تو یہ بھی نجات کے لیے کافی ہے۔

درمعاملات قناعت کند آں ہم بسیار غنیمت است گو کثرتِ نوافل واتیانِ مستحبات
معاملات میں ترک پر اکتفا کریں تو یہ بھی غنیمت ہے اگرچہ نوافل کی کثرت اور مستحبات پر

وکمالِ اشتغالِ سُنن درعبادات وعادات ازو میسّر نہ شود رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلّم
عمل اور عبادات وعادات میں سنتِ نبویؐ میں کمال اور اعلیٰ درجہ کی مشغولیت میسّر نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَنِ اتَّقَى[1] الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ
جس شخص نے مشتبہ چیزوں سے احتراز کیا اس نے اپنے دین اور آبرو کی حفاظت کرلی اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں

الْحَدِيْث فِي الصَّحِيْحَيْنِ حق تعالےٰ می فرماید اِنْ اَوْلِيَاۤؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ نیستند
مبتلا ہوا وہ بالآخر حرام میں مبتلا ہوا (بخاری ومسلم) حق تعالےٰ فرماتا ہے متقی ہی اللہ کے دوست ہیں تقویٰ سے

دوستانِ خدا مگر متقیان تقویٰ عبارت از ادائے واجبات وترکِ محرمات ومشتبہات
مراد واجبات کی ادائیگی اور محرمات ومشتبہات کا

است نہ از کثرتِ نوافل واتیانِ مستحبات اقبح محرمات رذائلِ نفس است از نفاق و
ترک ہے کثرتِ نوافل اور مستحبات پر عمل (اور محض ان کا خیال) انہیں حرام کردہ چیزوں میں سب سے زیادہ قبیح

عجب وکبر وحقد وحسد وریا وسمعہ وطولِ امل وحرص بر دنیا ومانندِ آں وبعد ازاں محرمات
نفس کی برائیاں ہیں نفاق خود پسندی غرور کینہ وحسد اور دکھاوا وشہرت لمبی آرزو اور دنیا کی حرص وغیرہ اور ان کے بعد وہ محرمات

کہ بہ افعالِ[2] جوارح تعلق دارد ودر کتبِ فقہ مبین اند واگر ہمت ازیں مرتبہ ہم کوتاہی
جن کا تعلق انسانی اعضا سے ہے فقہ کی کتابوں میں (تحریر کردہ اور) ظاہر ہیں اور اگر ہمت اس درجہ میں بھی کوتاہی برتے اور

کند واز شومیِ[3] نفس وشرِ شیطان مرتکبِ محرمات شود پس درآنچہ اتلافِ حقوق العباد
بدبختی اور شیطان کے شر کے باعث محرمات کا ارتکاب ہو جائے پس (کم از کم) جن سے بندوں کے حقوق

باشد ازاں اجتناب باید کرد کہ حق تعالیٰ کریم است وپیرانِ عظام شفیع اند آں جا
تلف وبرباد ہوتے ہوں ان سے اجتناب وپرہیز چاہئے کہ حق تعالےٰ کریم ہے اور اولیاء سفارش کرنے

اُمیدِ عفو است وحقوق العباد در بخشش نمی آید آیات واحادیث دریں باب بسیار
والے ہیں بارگاہِ ربانی سے معافی کی امید ہے اور بندوں کے حقوق کی اللہ بخشش نہیں فرماتے اس بارے میں بہت سی آیات

اند ایں رقیمہ[4] متحمل آں نہ تواند شد حدیث اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ
واحادیث ہیں اس وصیت نامہ میں (وہ سب) بیان نہیں کی جا سکتیں مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے اور ہاتھ سے مسلمان

[1] مَنِ اتَّقَى الخ۔ جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچتا ہے وہ اپنا دین اور آبرو سلامت بچا لیتا ہے اور جو شتبہ چیزوں کے کرنے کا عادی بنتا ہے (انجام کار) حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان اولیاؤہ اللہ کے ولی پرہیزگار ہی ہیں۔ اتیان۔ ادا کرنا۔ رذائل۔ برائیاں۔ حقد۔ کینہ۔ سمعہ۔ شہرہ۔ طولِ امل۔ تمنا کی درازی [2] افعال جوارح۔ وہ کام جو انسانی اعضا سے سرزد ہونگے۔ [3] شومی۔ بدبختی۔ اتلاف۔ برباد کرنا۔ اجتناب۔ بچنا۔ کریم۔ سخی۔ شفیع۔ سفارش کرنے والا۔ در بخشش نمی آید۔ بندوں کے حق کو خدا معاف نہیں فرمائے گا۔ [4] رقیمہ۔ یعنی

(باقی اگلے صفحہ پر)

یَدِہٖ وحدیث اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ

محفوظ رہیں (ایذا نہ پہنچے) اور لوگوں (مسلمانوں) کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی ناپسند کرو جو اپنے لیے

دریں جا کافی است۔ شعر

ناپسند کرتا ہے) اس جگہ کافی ہے

مباش در پے آزار و ہر چہ خواہی کن — کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

کسی کو تکلیف پہنچانے کے در پے نہ ہو اور جو مرضی ہو کر کہ ہماری شریعت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں ہے

یعنی غیر ازیں مثل ایں گناہے نیست۔ دیگر از نصائح کہ برائے دین و دنیا مفید است

یعنی کوئی اور گناہ اس جیسا نہیں ہے دوسری وہ نصیحتیں جو دین اور دنیا میں کار آمد ہیں

آں است کہ از اتباعِ خود زن و فرزند و نوکر و غلام و کنیزک و رعیت با ہر یک چناں

یہ ہیں کہ اپنے سہارے زندگی بسر کرنے والوں یعنی بیوی بچوں اور نوکر و غلام و باندی اور رعایا ہر ایک کے ساتھ ایسا

معاشرت باید کرد کہ آنہا راضی باشند و دوست دارند و از کثرتِ اخلاق و غمخواری

برتاؤ کرنا چاہئے کہ خوش رہیں اور محبت رکھیں اور اخلاق کی بہتات اور غم خواری

و عدمِ تکلیف مالا یطاق و رعایتہا بجاں گرویدہ باشند مگر آنکہ بعضے از انہا از

اور ایسے کام کی تکلیف نہ دینے کے باعث جس کے کرنے کی ہمت نہ ہو اور رعایت برتنے کی بنا پر گرویدہ و شیفتہ

حسد یک دیگر اگر ناخوش باشند آں معتبر نیست و متبوعانِ خود را از ادب و فرمانبرداری

ہو جائیں لیکن اگر ان میں سے بعض ایک دوسرے کے ساتھ حسد کے باعث ناخوش ہوں تو وہ ناخوشی قابلِ اعتبار و قابلِ لحاظ نہیں ہے

و خدمت گزاری راضی دارند مگر در آنچہ بہ معصیت امر کنند۔ رسول فرمود صلی اللہ علیہ

اپنے بڑوں کو ادب اور فرمانبرداری اور خدمت گزاری سے راضی رکھیں البتہ اگر وہ معصیت و گناہ کا حکم کریں تو تعمیل نہ کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ و با اقربانِ خود از اقربا و برادراں

نے فرمایا نافرمانی پروردگار کی بات میں مخلوق کی اطاعت ضروری نہیں اور اپنے رشتہ داروں، بھائیوں اور

و دوستاں و ہم صحبتاں و ہمسائگاں با خلاصِ محبت و غمخواری و تواضع باشند دُنیا

دوستوں اور ہم نشینوں اور پڑوسیوں سے خلوص و محبت اور غم خواری اور تواضع کے ساتھ پیش آئیں دُنیا

دگزشتہ صفحہ سے آگے) یہ وصیت نامہ۔ اَلْمُسْلِمُ الخ۔ مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔ یعنی جو کسی مسلمان کو نہ ہاتھ سے تکلیف پہنچائے نہ زبان سے۔ یعنی اگر انسان حرام و حلال میں امتیاز رکھے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرے اور معاملات درست رکھے تو یہ بھی نجات کے لئے کافی ہے (صفحہ ھذا) لہ اَنْ تُحِبَّ الخ لوگوں کے لئے وہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے اس چیز کو ناپسند کرے جس کو وہ اپنے لئے ناپسند کرتا ہے ٢ه مباش الخ یعنی کسی کے در پے آزار نہ ہو اور جو چاہے کر۔ ہماری شریعت میں سب سے بڑا گناہ یہی ہے۔ اتباع۔ وہ لوگ جو کسی کے سہارے زندگی بسر کرتے ہیں۔ معاشرت۔ برتاؤ۔ عدم تکلیف مالا یطاق۔ یعنی ایسے کام پر مجبور نہ کرے جو ان کے بس میں نہ ہو ٣ه از حسد۔ یعنی ان کی ناخوشی ناحق ہو۔ متبوعان۔ یعنی وہ بڑے جن کی تابعداری ضروری ہے۔ معصیت۔ گناہ ٤ه لا طاعۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بات میں کسی کا کہا ماننا ضروری نہیں ہے۔ ہمسائگان۔ پڑوسی۔

جائے سہل[1] است برائے معاملاتِ دُنیوی باہم تقاطع نہ کنند۔ ہیچ خانہ برباد نشدہ

سہل جگہ ہے (یہاں رہنے کی مدت کم ہے) دنیوی معاملات کی خاطر قطع تعلق نہ کریں کوئی گھر اسی وقت برباد ہوتا ہے

مگر وقتیکہ باہم منازعت و مخاصمت کردند و از کسانیکہ اندیشۂ دشمنی باشد آنہا را

جب کہ باہم جھگڑا اور دشمنی ہو اور جس شخص سے دشمنی اور عداوت کا اندیشہ ہو اسے

باحسان ونکوئی شرمندہ وسرنگوں باید کرد۔ بیت

احسان و بھلائی سے شرمندہ و مطیع کرنا چاہئے۔

آسائشِ دوگیتی تفسیرِ ایں دوحرفست ۔۔۔ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

دُنیا و آخرت (دارین) کی راحت کی تفسیر یہ دو حرف ہیں ۔۔۔ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کی آؤ بھگت

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ

ارشادِ ربانی ہے۔

کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ یعنی دفع بدی کن بہ خصلتے کہ نیکوتر است یعنی بدی دشمناں

یعنی آپ نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دیا کیجئے یعنی دشمنوں کی بدی کا بدلہ نیکی سے

بہ نیکوئی کردن بآنہا از خود دفع کن پس ناگاہ شخصیکہ درمیانِ تو و او دشمنی است دوست

دے کر ان کی بدی سے خود کو محفوظ کر لیجئے پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسے

ومحب خواہد شد و نمی کنند ایں چنیں مگر کسانے کہ صبر می کنند و مگر کسانیکہ صاحبِ نصیب

کوئی دلی دوست اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو

بزرگ اند و اگر وسوسۂ شیطان ترا دریں کار مانع شود اعوذ بخواں و پناہ جوئے بہ خدا

بڑا صاحبِ نصیب ہے اور اگر (ایسے وقت) آپ کو شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو (فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیجئے بلاشبہ

بدرستیکہ خدا سمیع و علیم است ایں[2] حکم در حقِ کسے است کہ با وے

وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ یہ حکم (کہ برائی کے بدلہ نیکی کی جائے) اس شخص کے حق میں ہے

[1] سہل است۔ یعنی چار دن کی زندگی اچھی بُری گزاری جاسکتی ہے۔ تقاطع۔ قطع تعلق۔ مخاصمت۔ باہمی لڑائی جھگڑا۔ دوگیتی۔ دنیا و آخرت۔ تلطف۔ مہربانی۔ مدارا۔ خاطر تواضع۔ ادفع الخ بھلے طریقے سے مدافعت کرو۔ تو وہ جس میں اور تم میں دشمنی ہے گہرا دوست بن جائیگا۔ وما یلقّٰھا۔ یہ بات انہی کو میسر آتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور بڑے نصیبے والے ہیں۔ واما الخ۔ اگر شیطان تمہیں بہکائے تو اللہ سے پناہ چاہو وہ سمیع و علیم ہے [2] ایں حکم۔ یعنی برائی کا بھلائی سے بدلہ۔

برائے[1] دُنیا دشمنی و ناخوشی باشد امّا باکسے کہ خالصًا لِلّٰہ باوے دشمنی باشد مثل روافض

کہ وہ اس کے ساتھ (صرف) دنیا کی خاطر دشمنی رکھے اور ناخوش ہو لیکن وہ شخص جو خالص اللہ کے لئے دشمن ہو (للّٰہی بغض ہو) مثلاً

وخوارج و مانندِ آں از آنہا موافقت نکند تاکہ از عقائدِ فاسدہ توبہ نہ کند اگرچہ پدر

شیعہ اور خوارج وغیرہ ان سے اس وقت تک ربط نہ رکھے جب تک وہ فاسد عقائد سے تائب نہ ہو جائیں خواہ وہ باپ یا لڑکا

یا پسر باشد قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ

ہی کیوں نہ ہو ارشادِ خداوندی ہے اے ایمان والو اپنے اور میرے دشمنوں کو

اَوْلِیَآءَ اِلٰی قَوْلِہٖ لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ

دوست مت بناؤ اِلٰی قولہٖ تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہیں نفع نہ پہنچائے گی

در خاندانِ فقیر ہمیشہ علماء شدہ آمدہ اند کہ در ہر عصر[2] ممتاز بودند و از فرزندانِ فقیر

فقیر (قاضی صاحبؒ) کے خاندان میں ہمیشہ ایسے علماء ہوتے رہے ہیں کہ ہر زمانہ میں ممتاز تھے اور فقیر کے فرزندوں میں سے

احمد اللہ ایں دولت رسانیدہ بود خدایش بیامرزد رحلت کرد۔ دلیل اللہ وصفوۃ اللہ

احمد اللہ نے اس دولت کو پایا ہے خدا اس کی بخشش فرمائے اس کا انتقال ہوگیا دلیل اللہ اور صفوۃ اللہ

را ہر چند خواستم در تحصیل ایں دولت تن نہ دادند حسرت است و ایں قدر عبارت

(صاحبزادگان) کو ہر چند میں نے چاہا لیکن انہوں نے تحصیل علم میں کوشش نہ کی افسوس ہے اور (صرف اتنی استعداد کہ

فتاویٰ کہ فہمیدند اعتبار ندارد باید کہ خود ہم دریں امر اگر توانند کوشش کنند و فرزندانِ خود

فتاویٰ کی عبارت سمجھ لیں ناقابلِ اعتبار (اور ناقابلِ اعتماد) ہے ہم کو خود چاہیئے کہ اس میں اگر ممکن ہو سکے کوشش کریں اور اپنے

را سعی کنند کہ ایں دولتِ لازوال کسب نمایند کہ در دنیا و ہم در عقبیٰ مثمرِ برکات

فرزندوں کے لیے سعی کریں کہ یہ لازوال دولت حاصل کریں جو دنیا اور آخرت میں برکات کے پھل عطا کرنے والی (سود مند)

است علم عبارت است از دانستن حسن و قبح عقائد و اخلاق و احوال و اعمال کہ علمِ

ہے علم دین سے مراد عقائد و اخلاق اور حالات و اعمال کے حسن و قبح اور اچھے برے سے واقفیت

عقائد و علمِ اخلاق و علمِ فقہ متکفل آنست و ایں علم بدوں دریافتنِ اَدِلّہ از قرآن و حدیث

کا نام ہے علم عقائد، علمِ اخلاق اور علمِ فقہ عقائد و اخلاق و احوال و اعمال کی اچھائی و برائی سے آگاہ کرنیکا ذمہ دار و متکفل ہے اور یہ علم اس وقت

[1] برائے دنیا۔ یعنی کسی دنیوی معاملے میں۔

روافض۔ شیعوں کا وہ فرقہ جو عام صحابہؓ سے دشمنی رکھتا ہے۔ خوارج۔ وہ فرقہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کافر کہتا ہے [1] یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ الخ اے مومنو! اپنے اور میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ لَنْ تَنْفَعَکُمْ الخ تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہیں نفع نہ پہنچائے گی۔ اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں جدائی کر دے گا [2] عصر۔ زمانہ۔ احمد اللہ۔ قاضی صاحب کے بڑے صاحبزادے جو بہت بڑے عالم تھے۔ ان کا قاضی صاحب کی حیات میں انتقال ہو گیا تھا۔ صفوۃ اللہ۔ ان کے بیٹے ہیں۔ دلیل اللہ۔ قاضی صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے۔ اعتبار ندارد۔ ان دونوں کا علم بھروسہ کا نہیں ہے۔ دولتِ لازوال۔ علمِ دین کی مہارت [3] عقبیٰ۔ آخرت۔ مثمر۔ پھل دینے والا۔ علمِ دین۔ متکفل۔ ذمہ دار۔ ادلّہ۔ دلیلیں۔

وتفسیر وشرح احادیث و اصول فقہ و دریافتن اقوالِ صحابہؓ و تابعینؒ خصوصاً ائمۂ[1] اربعہ

تک حاصل نہیں ہوتا جب تک قرآن و حدیث اور تفسیر اور شرح احادیث اور اصولِ فقہ اقوالِ صحابہؓ و تابعینؒ خاص طور پر (اقوال) ائمہ اربعہؒ

رحمہم اللہ ولغت وصرف ونحو صورت نمی بندد و در اکثر فتاویٰ بعضے روایات بے اصل

(چاروں اماموں) اور لغت اور صرف و نحو کے بارے میں معلومات نہ ہوں اور اکثر فتاویٰ میں بعض روایتیں بے اصل

نوشتہ اند دریافت حالِ صحیح وسقیم مسائل بدون ایں ہمہ علوم نمی شود دریں علوم

لکھ دی گئی ہیں مسائل کے صحیح و سقیم (غلط و بے اصل) ہونے کے حال کا علم ان علوم کے بغیر نہیں ہوتا ان

سعی باید کرد و خواندنِ حکمتِ فلاسفہ لاشے محض است کمال درآں مثلِ کمالِ

علوم (کے حاصل کرنے) میں کوشش کرنی چاہیئے حکمت فلاسفہ کا پڑھنا قطعاً بے سود ہے اور اس میں کمال گویّوں کے علم موسیقی

مطربان[2] است درعلمِ موسیقی کہ موسیقی ہم فنے است از فنونِ حکمتِ ریاضی مگر منطق

میں کمال کی طرح ہے کہ وہ حکمت ریاضی کے فنون میں سے ایک فن ہے البتہ علم منطق

کہ خادمِ ہمہ علوم است خواندنِ البتہ مفید است۔

سارے علوم کا خادم ہے اس کا پڑھنا یقیناً مفید ہے

تکملہ رسالہ مالابدمنہ دربیانِ احکامِ اضحیۃ[3] و وجوبِ آں

تکملہ رسالہ مالابدمنہ قربانی کے وجوب اور قربانی کے جانور کے احکام کے بیان میں

باید دانست کہ قربانی واجب برہر مسلمان آزاد مرد باشد یازن مقیم بہ مصر

جاننا چاہیئے کہ قربانی ہر مسلمان آزاد پر واجب ہے مرد ہو یا عورت شہر میں مقیم ہو یا

باشد یا بادیہ یا قریہ بشرطیکہ مالکِ نصاب باشد بروزِ عیدِ قرباں موجب آں وقت

جنگل یا گاؤں میں بشرطیکہ مالکِ نصاب ہو عید الاضحیٰ کے دن سے (طلوع صبح صادق کے بعد

است و رکنِ آں ذبح جانورے کہ چہار پایہ باشد و حکمِ آں خروج از عہدۂ واجب است

سے) اس کے واجب ہونے کا وقت ہے اور اس کا رکن چوپایہ جانور (بھینس بکرا وغیرہ) کو ذبح کرنا ہے اس کا حکم دنیا میں ایک واجب سے

در دنیا وحصولِ ثواب است در عقبیٰ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شخصے را

عہدہ برآ ہونا اور آخرت میں حصول ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں

کہ حاصل شود توانائی وندار قربانی پس نزدیک نہ شود مصلائے مارا[4]۔ مسئلہ واجب

قربانی کی استطاعت ہو (صاحبِ نصاب ہو) اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلے (نماز پڑھنے کی جگہ) کے قریب نہ پھٹکے (یعنی وہ جماعت مسلمین سے الگ ہے) یہ حکم تہدیدی ہے۔ قربانی

[1] ائمہ اربعہ۔ فقہاء مجتہدین کے اقوال قرآن وحدیث سمجھنے کا ذریعہ ہیں۔ صحیح۔ یعنی فقہ کی درست روایتیں۔ سقیم۔ فقہ کے بے اصل مسئلے۔ [2] مطربان۔ گویّے۔ منطق۔ یہ فن مذہبی علوم کے لیے بھی مفید ہے۔ [3] اضحیہ۔ قربانی کا جانور۔ مقیم۔ جو مسافر نہ ہو۔ مصر۔ شہر۔ بادیہ۔ جنگل۔ قریہ۔ گاؤں۔ نصاب۔ یعنی چوّن تولے دو ماشے چاندی یا اس کی قیمت کی کوئی چیز یا ساڑھے سات تولے آٹھ ماشے چار رتی سونا یا اس کی قیمت کی کوئی چیز خواہ نامی نہ ہو۔ موجب۔ سبب۔ عہدہ۔ ذمہ داری۔ عقبیٰ۔ آخرت۔ توانائی۔ یعنی وہ شرطیں جو قربانی واجب کردیتی ہیں۔

[4] مصلائے مارا۔ یعنی وہ مسلمانوں کی جماعت میں شمار نہ ہوگا۔

نیست قربانی بر غلام وکنیز وکافر وکافره ومسافر وبر حاجی مسافر سوائے اهل[1] مکہ و

غلام، باندی، کافر اور کافرہ اور مسافر اور مسافر حج پر بجز اہل مکہ کے واجب نہیں

بقولے بر محرِم اضحیہ نیست اگرچہ از اہلِ مکہ باشد۔ مسئلہ۔ قربانی واجب است

ہے اور ایک قول کی رو سے محرم (احرام باندھنے والے پر) قربانی واجب نہیں خواہ وہ اہل مکہ سے ہو قربانی اپنی طرف سے واجب ہے

از ذاتِ خود نہ اطفالِ صغار بروایتِ امام محمدؒ از امام ابی حنیفہؒ و بروایتِ حسنؒ

نابالغ بچوں کی طرف سے واجب نہیں بحوالہ امام محمدؒ امام ابو حنیفہؒ کی ایک روایت کی اور حسنؒ

واجب است مثل صدقۂ فطر۔ مسئلہ۔ اگر صغیر مالدار باشد قربانی کند پدرِ او

کی روایت کی رو سے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر کی مانند قربانی بھی واجب ہے اگر نابالغ مالدار (صاحبِ نصاب) ہو تو اس کا باپ اس

از مالِ او و بعدمِ[2] او جدِّ او و یا وصی او وعلیہ الفتویٰ و نزدِ شافعیؒ و

کے مال سے قربانی کرے اور باپ موجود نہ ہو تو دادا یا اس کا وصی قربانی کرے اسی پر فتویٰ ہے اور امام شافعیؒ اور

زفرؒ جائز نیست از مالِ او بلکہ پدر از مالِ خود نماید۔ در کافی و مواہب الرحمٰن

امام زفرؒ کے نزدیک جائز نہیں بلکہ باپ اپنے مال سے قربانی کرے "کافی" اور "مواہب الرحمٰن" میں

فتویٰ بریں قول است۔ مسئلہ۔ یک گوسفند برائے یک نفر و یک گاوٗ و

فتویٰ اسی قول پر ہے ایک بھیڑ (بکری، دنبہ، مینڈھا) ایک فرد کے لئے اور ایک گائے اور

یک شتر برائے ہفت نفر و کم تر ازاں کافی است و برائے زیادہ[3] ازاں جائز نہ۔

ایک اونٹ سات آدمیوں کے لئے اور سات سے کم کے لئے کافی ہے اور سات سے زیادہ کی شرکت اس میں جائز نہیں۔

مسئلہ۔ جائز نیست قربانی مگر از چہار چیز گوسفند و بُز و گاوٗ و شتر اما گاوٗ

محض چار جانوروں کی قربانی جائز ہے بھیڑ، بکری، گائے اور اونٹ مگر بھینس

میش از جنس گاوٗ است و جانورے کہ از وحشی و اہلی پیدا شود تابعِ مادرِ خود

گائے کی جنس سے ہے (اور اس کی قربانی جائز ہے) جو جنگلی جانور (وحشی) اور اہلی (گھریلو پالتو) سے پیدا ہو وہ اپنی ماں

است و شرط است کہ گاوٗ و جاموش کم از دو سال نباشد و شتر کم از پنج سال

کے تابع ہے اور صحت قربانی کے لئے شرط ہے اور گائے و بھینس کی عمر دو سال سے کم نہ ہو اور اونٹ کی پانچ سال

نباشد و گوسفند و بُز و آنکہ از وحشی و اہلی متولد بود اولیٰ این است کہ از یک سال

سے کم نہ ہو اور بھیڑ و بکری جو کہ وحشی اور اہلی سے پیدا ہو زیادہ بہتر یہ ہے کہ سال بھر سے کم کی نہ ہو

[1] اہلِ مکہ۔ چونکہ ان کو حج کرنے میں شرعی سفر کی ضرورت نہیں۔ محرِم۔ حج کا احرام باندھے خواہ مکہ کا باشندہ ہو یا دوسری جگہ کا۔ اطفالِ صغار۔ نابالغ بچے۔ مثلِ صدقۂ فطر۔ لہٰذا نابالغ بچوں کی جانب سے بھی ضروری ہے [2] بعدمِ او۔ یعنی اگر باپ زندہ نہ ہو۔ وصی۔ بچے کا سرپرست۔ از مالِ خود۔ جس طرح صدقۂ فطر ادا کیا جاتا ہے [3] زیادہ ازاں جائز نہ۔ یعنی جس جانور میں سات حصے ہو سکتے ہوں ان میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان سات حصوں میں سات آدمی سے کم شریک ہوں۔ گاوٗ میش۔ بھینس۔ وحشی۔ جیسے نیل گائے، ہرن وغیرہ۔ اہلی۔ پالتو۔ تابعِ مادر۔ اگر مادہ پالتو ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ شش ماہہ۔ یعنی جس کی عمر کے چھ ماہ پورے ہو کر ساتواں مہینہ لگ گیا ہو۔

کم نباشد و جائز است شش ماہہ دُنبہ کہ شروع بماہ ہفتم کردہ باشد و نزدِ زعفرانیؒ ہفت
چھ ماہ کے دنبہ کی قربانی جو چھ ماہ کا ہوکر ساتویں ماہ میں لگ گیا ہو جائز ہے اور زعفرانیؒ کے نزدیک

ماہ باشد و بایں ہمہ شرط است کہ در قدؔ و قامت چناں باشد کہ اگر با یک سالہ
سات ماہ کا ہونا چاہیئے اور اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ قدو قامت میں ایسا ہو کہ اگر سال بھر کے دُنبوں میں ملا دیں تو

مختلط شود تمیز ممکن نباشد مسئلہ۔ جائز نیست قربانی کور چشم و یک چشم و
پہچان ممکن نہ ہو (سال بھر کا معلوم ہوتا ہو) اندھے کانے اور اس قدر لنگڑے جانور کی قربانی

لنگ کہ تا مذبح نمی تواں رفت و گوش بریدہ و بے دُم و بے گوش و مجنونہ کہ کاہ
جائز نہیں کہ جو مذبح تک نہ جا سکے وہ جانور جس کے کان کٹے ہوئے ہوں اور (یا) دُم کٹی ہوئی ہو اور بغیر دُم کا اور بغیر کانوں

نہ خورد و خارشتی و خنثیٰ و لاغر محض و اکثر گوش یا دُم بریدہ و اکثر نورِ چشم
کا اور پاگل کہ گھاس نہ کھائے اور خارش زدہ اور خنثیٰ جو پیدائشی طور پر نہ نر ہو نہ مادہ اور بہت دُبلا اور کان یا دُم کا

زائل شدہ و آنکہ دنداں ندارد و ازیں سبب کاہ نمی تواں خورد و آنکہ سر پستانش
اکثر حصہ کٹا ہوا اور آنکھ کی زیادہ بینائی ختم شدہ اور پوپلا کہ دانت نہ ہونے کی وجہ سے گھاس نہ کھا سکے اور وہ جانور کہ جس کے تھنوں

مقطوع یا خشک شدہ یا بخیالِ قوت باستعمالِ ادویہ شیرِ او منقطع کردہ باشند
کے سرے کٹے ہوئے ہوں یا پستان سُوکھ گئے ہوں یا قوت کے خیال سے دوائیں استعمال کروا کر اس کا دودھ منقطع کر دیا ہو اور وہ

و آنکہ سوائے ناپاکی چیزے دیگر نخورد مسئلہ۔ قربانی خصی و شاخ شکستہ و آنکہ
جو ناپاکی کے علاوہ کچھ نہ کھائے ان جانوروں میں سے کسی کی قربانی جائز نہیں۔ خصی کی قربانی اور جس کا سینگ ٹوٹ گیا ہو اور (بعض

بغیر شاخ است و مجنونہ کہ کاہ می خورد و خارشتی فربہ و آنکہ دنداں ندارد
کے نزدیک اکثر ٹوٹ جانے پر قربانی جائز نہیں) اور وہ جس کے سینگ ہی نہ ہوں اور پاگل جو گھاس کھاتا ہو اور خارش زدہ

بعضے مگر کاہ می تواند خورد و آنکہ اکثر دندانش باقی است و آنکہ اکثر گوش یا دُمِ او باقی
فربہ اور وہ جس کے دانت نہ ہوں اور بعض ہوں کہ ان سے گھاس کھا سکے اور وہ کہ جس کے اکثر دانت موجود ہوں اور وہ کہ جس کے کان اور دُم کا

و آنکہ حافر ندارد اِلّا رفتن می تواند و آنکہ خلقی گوش خُرد دارد جائز است۔
اکثر حصہ موجود ہو اور وہ کہ جس کے کھُر نہ ہوں لیکن وہ چل سکتا ہو اور وہ جس کے کان پیدائشی چھوٹے ہوں اور انکی قربانی جائز ہے۔

لہ قدو قامت۔ یعنی دیکھنے میں ایک سال کا معلوم ہوتا ہو۔ مختلط شود۔ مِل جائے۔ کور چشم۔ اندھا۔ یک چشم۔ کانا۔ لنگ۔ لنگڑا۔ مذبح۔ ذبح کرنے کی جگہ۔ کاہ نخورد۔ یعنی ایسا جانور جس نے گھاس کھانا چھوڑ دیا ہو۔ خنثیٰ۔ جو پیدائشی نہ نر ہو نہ مادہ۔ لاغر محض۔ بہت کمزور۔ نورِ چشم۔ بینائی۔ لہ بخیالِ قوت۔ جانور دودھ دینے سے کمزور ہو جاتا ہے۔ نخورد۔ بعض جانور محض نجاست کھانے کے عادی ہوتے ہیں ان کا گوشت بھی بدبودار ہوتا ہے۔ لہ شاخ شکستہ۔ بعض فقہاء اس جانور کی قربانی کو بھی منع کرتے ہیں جس کے سینگ کا اکثر حصہ ٹوٹ گیا ہو۔ البتہ اگر پیدائشی سینگ نہ ہوں تو سب کے نزدیک جائز ہے۔ خلقی۔ پیدائشی۔ حافر۔ کھُر۔ اکثر یعنی مثلاً یہ مسئلہ گذرا کہ کان کا اکثر حصہ کٹا ہوا ہو۔ تو قربانی ناجائز ہے تو اس میں سے اکثر سے کیا مراد ہے۔

تنبیہ۔ در تقدیر اکثر از امامؒ روایات مختلف است در روایتِ جامع صغیر تا ثلث
"اکثر" کی مقدار (و تعریف) کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ سے مختلف روایات ہیں "جامع صغیر" کی روایت

اقلؔ[1] است و زیادہ ازاں اکثر و در بعض کتب تا ربع و نزدِ صاحبینؒ اگر زیادہ از
میں ہے کہ تہائی تک کم ہے اور اس سے زیادہ "اکثر" اور بعض کتابوں میں چوتھائی تک اقل اور اس سے زیادہ اکثر ہے

نصف باقی باشد اکثر است و ہمیں است مختارِ فقیہ ابو اللیث مسئلہ۔ اگر خرید کند
امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اگر آدھے سے زیادہ باقی ہو تو اکثر ہے فقیہ ابو اللیثؒ کا اختیار کردہ قول یہی ہے اگر مالدار (صاحب نصاب)

غنی گوسفندے را صحیح و بعدش عیب پیدا کند پس واجب است دیگر و فقیر را
صحیح بکری خرید لے اور اس کے بعد وہ عیب دار ہو جائے تو اس کی جگہ دوسری کرنی واجب ہے اور فقیر (غیر صاحب

جائز است اوّل مسئلہ۔ اگر حصۂ احدے کمؔ[2] از حصۂ سبع باشد از ہیچ کس قربانی جائز
نصاب) کے لئے پہلی (عیب دار) کی قربانی جائز ہے اگر شرکاء میں سے ایک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو تو کسی کی قربانی جائز نہ

نیست مسئلہ۔ اگر دو کس یک گاؤ بالمناصفہ خریدہ قربانی کنند جائز است بروایت
ہوگی اگر دو آدمی ایک گائے نصف نصف کی شرکت سے خرید کر قربانی کریں تو صحیح روایت کی رو سے

صحیح و تقسیم نمایند گوشت را بہ وزن نہ بہ تخمینؔ[3] مگر آنکہ با گوشت چیزے از کلہ و پاچہ
جائز ہے اور گوشت اندازہ سے نہیں بلکہ تول کر تقسیم کریں البتہ ایک طرف سری پائے (گوشت کے ساتھ) ہو تو

و پوست باشد مسئلہ۔ اگر گاوے را برائے قربانی مردم دو خانہ کہ علیحدہ اند و از ہفت
(کمی بیشی اور تخمینہ سے دینا بھی) درست ہے اگر ایک گائے کی قربانی کے لئے دو تین علیحدہ گھروں کے لوگ کہ جن کی تعداد سات

زیادہ نہ باشند خریدہ ذبح سازند جائز است و نزدِ امام مالکؒ[4] از اہلِ یک خانہ
سے زیادہ نہ ہو خرید کر ذبح کریں تو جائز ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک ایک گھر کے لوگ

جائز است گو زیادہ از ہفت باشند و از اہلِ دو خانہ جائز نیست اگرچہ کمتر
خواہ سات سے زیادہ ہوں شریک ہو سکتے ہیں اور دو گھروں کے افراد شریک نہیں ہو سکتے خواہ سات سے

ازاں باشند مسئلہ۔ اگر خریدند دو کس شترے را و یکے ازاں صرف طالب گوشت
کم ہوں اگر دو آدمی ایک اونٹ خریدیں اور ایک صرف گوشت کا طلبگار ہو (قربانی کی نیت نہ ہو) تو اس

[1] اقلؔ است۔ یعنی مثلاً اگر تہائی کان سے زیادہ کٹا ہوا ہے تو سمجھا جائیگا کہ اکثر حصہ کٹا ہوا ہے۔ تا ربع۔ یعنی ایک چوتھائی سے زیادہ کٹا ہوا ہے تو سمجھا جائیگا کہ اکثر حصہ کٹا ہوا ہے۔ اوّل۔ یعنی وہی عیب دار۔ مالدار کے ذمہ میں صحیح قربانی واجب ہے اور فقیر پر اسی جانور کی وجہ سے وجوب ہوا ہے لہٰذا وہ جیسا کچھ ہے اس سے ادائیگی ہو جائے گی [2] کم از حصۂ سبع۔ چونکہ اس صورت میں اس کا مقصود قربانی کرنا نہیں رہا۔ بالمناصفہ۔ یعنی آدھے آدھے کی شرکت سے [3] تخمین۔ اندازہ۔ پوست باشد۔ اگر محض گوشت ہے تو کم و بیش کے تبادلہ میں ربٰو کا اندیشہ ہے۔ کسی ایک جانب سری پائے لگ جانے سے یہ شبہ مٹ جاتا ہے۔ علیحدہ۔ یعنی جو سات آدمی ایک گائے میں شریک ہوئے ضروری نہیں کہ وہ ایک گھر کے ہوں [4] مالک۔ امام مالکؒ کے نزدیک ایک گھر کے باشندے شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ سات سے زیادہ ہوں۔ جائز نیست۔ اگر ایک شریک بھی گوشت خوری کی نیت سے شریک ہوگا خواہ وہ چند حصوں کا شریک ہو قربانی ناجائز ہو جائے گی۔

است پس آں قربانی جائز نیست ۔ مسئلہ۔ اگر زید مثلاً خرید کرد گاوے را بنا بر
اونٹ کی قربانی جائز نہیں مثلاً اگر زید گائے قربانی کی خاطر خریدے اور

اضحیہ و بعدش شش کس دیگر شریک ساخت مکروہ[1] است ۔ مسئلہ۔ اگر از
اس کے بعد چھ آدمی اور شریک ہوجائیں تو مکروہ ہے اگر تمام

جملہ شرکاء یک کس نصرانی باشد پس از جملہ قربانی جائز نباشد ۔ مسئلہ۔
شریکوں میں سے ایک شریک عیسائی ہو تو کسی کی قربانی جائز نہ ہوگی ۔

اگر اضحیہ غنی میرد واجب است دیگر و بر فقیر نہ و اگر گم شود یا بدزدی رود پس
اگر مالدار (صاحبِ نصاب) کا قربانی کا جانور مرجائے تو دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے اور فقیر (غیر صاحبِ

از خرید دیگر یافتہ شود در ایامِ اضحیہ پس غنی مختار است ہر یکے را کہ خواہد
نصاب) پر واجب نہیں ع اگر گم ہوجائے یا کوئی چرالے پھر دوسرا جانور خریدنے کے بعد وہ قربانی کے دنوں میں مل گیا

ذبح سازد و فقیر[2] ہر دو را ذبح نماید۔
تو صاحب نصاب کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کو چاہے ذبح کرے اور فقیر و غیر صاحب نصاب پر دونوں کی قربانی واجب ہے

مسئلہ۔ اگر اضحیہ وقتِ ذبح عیب دار شدہ گریخت و بفور گرفتار شد پس
اگر قربانی کا جانور ذبح کے وقت عیب (مثلاً گراتے ہوئے) عیب دار ہوکر بھاگے پھر پکڑ لیا جائے تو امام ابوحنیفہؒ

قربانی آں جائز است نزد ابی حنیفہؒ و نزد امام محمدؒ اگر بہ درنگ ہم گرفتار گردد
کے نزدیک اس کی قربانی جائز ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر دیر میں بھی پکڑا جائے تو قربانی

جائز است و اگر غلطانیدہ شد گوسفندے بنا بر ذبح و اضطراب کرد تا اینکہ
جائز ہے ۔ اور اگر بکری ذبح کرنے کے لئے لٹائی گئی اور تڑپ کر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا تو

پایش بشکست پس قربانی آں جائز است[3] ۔
اس کی قربانی جائز ہے ۔

مسئلہ۔ اگر شرکاء خرید کردند ہفت کس گاوے ازاں جملہ چہار کس بہ نیت
اگر سات شریکوں نے ایک گائے خریدی ان میں سے چار واجب قربانی کی اور تین نفل

[1] مکروہ است۔ اس لئے کہ خریدتے وقت صرف اس کی اپنی قربانی کی نیت تھی۔ [2] بر فقیر نہ۔ چونکہ محض اس جانور کی وجہ سے اس پر وجوب تھا۔ جب وہ جانور نہ رہا۔ وجوب ختم ہوگیا۔ فقیر ہر دو را۔ چونکہ فقیر کے جانور پر وجوب ہوجاتا ہے تو دونوں جانوروں کو قربان کرنا ضروری ہوگیا۔ بفور۔ جو عیب ذبح کے درمیان پیدا ہوگا۔ اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اب اگر وہ جانور فوراً پکڑ کر ذبح کردیا گیا تو سمجھا جائے گا کہ عیب ذبح کے درمیان پیدا ہوا ہے ورنہ نہیں [3] جائز است۔ چونکہ ذبح کے دوران میں عیب پیدا ہوا ہے ع کیونکہ فقیر پر اس جانور کی وجہ سے وجوب تھا جب وہ جانور نہ رہا تو وجوب ختم ہوگیا۔

بہ نیت قربانی دہ کس بقصدِ تطوّعؔ پس جائز است اتفاقاً۔

قربانی کی نیت کریں تو بالاتفاق قربانی جائز ہے

مسئلہ۔ اوّل وقت ذبح برائے شہریاں بعدِ نمازِ عیدؔ است و برائے اہلِ قریہ

شہر کے لوگوں کے لئے (جن پر نمازِ عید واجب ہے) ذبح کا وقت نمازِ عید کے بعد کا ہے اور

طلوعِ فجرؔ یومِ عید و وقتِ آخر قبل غروبِ آفتاب روزِ سومؔ است و نزدِ شافعیؒ تا

دیہات کے لوگوں کے لیے عید کے دن طلوعِ فجر (صبحِ صادق) کے بعد اور قربانی کا آخری وقت تیسرے دن (۱۲ ذی الحجہ) غروب آفتاب

سیزدہم نیز جائز است پس اہلِ شہر را لاریبؔ قبلِ نمازِ امام قربانی جائز نہ

سے پہلے تک ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تیرھویں دن بھی جائز ہے پس شہر کے باشندوں کے لئے بلاشبہ امام کے نمازِ عید

واہلِ قریہ را جائز۔

پڑھانے سے قبل قربانی ناجائز اور دیہاتی باشندوں کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ۔ اگر خرید نمودند ہفت کس گاوے را بنا بر قربانی د بمُرد یکے از انہا

اگر سات آدمیوں نے ایک گائے قربانی کے لئے خریدی اور پھر ان سات میں سے ایک

قبلِ قربانی و وارثانِ میّت اجازت دادند جائز است و الّاؔ لا و نزدِ ابی یوسف رحمۃ اللہ

قربانی سے پہلے مرگیا اور میّت کے ورثاء نے اجازت دیدی تو جائز ہے ورنہ نہیں اور امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت

علیہ بروایتے جائز نہ و اگر از طرفِ خود ہا وارثِ میّت و اُمِ ولدِ آں ذبح سازند

کی رُو سے ناجائز ہے اور اگر میّت کے ورثاء اپنی طرف سے اور (یا) اس کی اُم ولد کی طرف سے قربانی

جائز است۔

کریں تو جائز ہے

تنبیہ۔ برائے فقر و غنا و ولادت و موت آخرِ وقتؔ معتبر است پس اگر شخصے

مفلسی (غیر صاحبِ نصاب ہونے) اور مالداری (صاحبِ نصاب ہونے) کے لئے آخر وقت موت اور پیدائش معتبر ہے پس

اوّل وقت فقیر بود و آخرِ وقت غنی شد بر وے اضحیہ واجب است و اگر آخرِ وقت

اگر کوئی شخص اوّل وقت (قربانی کا اوّل وقت) غیر صاحبِ نصاب ہو اور آخری وقت میں صاحبِ نصاب ہو جائے تو اس پر قربانی واجب

فقیر شد و اوّل وقت غنی بود بہ سببے ادا نمود واجب نیست و اگر پیدا شد آخرِ وقت

ہے اور اگر آخرِ وقت صاحبِ نصاب نہ رہے در آں حالیکہ اوّل وقت صاحبِ نصاب ہو اور کسی وجہ سے اوّل وقت ادا نہ کر سکا تو قربانی واجب نہیں ہوگی۔

[1] تطوّع۔ یعنی نفل قربانی۔ غرضیکہ گوشت خوری مقصود نہ ہو۔ نمازِ عید۔ خواہ عیدگاہ کی نماز ہو یا محلہ کی کسی مسجد کی۔ طلوعِ فجر۔ خواہ اس وقت شہر میں عید کی نماز نہ ہوئی ہو۔ روزِ سوم۔ یعنی بارھویں ذی الحجہ۔ لاریب۔ بے شک۔ والّا لا۔ اس لیے کہ اب یہ جانور وارثوں کی مِلک ہے [2] جائز است۔ اس لئے کہ ورثاء نفلی قربانی کا ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ آخرِ وقت۔ یعنی بارھویں تاریخ کے غروبِ شمس سے پہلے کا وقت۔

واجب است وچوں بمیرد واجب نہ۔

اور اگر آخری وقت میں پیدا ہوا تو واجب ہے اور آخری وقت مرجائے تو قربانی واجب نہ رہے گی۔

مسئلہ۔ اگر کسے ذبح کرد اضحیہ و بعد ازاں ظاہر شد کہ امام نمازِ عید بلا طہارت

اگر کوئی شخص قربانی کا جانور ذبح کرے اس کے بعد معلوم ہو کہ امام نے بلا طہارت نمازِ عید پڑھادی ہے تو

خواندہ است اعادۂ نماز لازم است نہ[1] قربانی۔

نماز کا لوٹانا لازم ہے قربانی کا اعادہ نہ ہوگا

مسئلہ۔ اگر قبلِ خطبہ بعدِ نماز ذبح کنند جائز است اِلّا ترکِ[2] افضل لازم آید۔

اگر خطبہ سے پہلے اور نماز کے بعد ذبح کریں تو قربانی جائز ہے اگرچہ افضل کا ترک لازم آیا (یعنی خطبہ نہیں سنا)

مسئلہ۔ اگر روزِ عید بوجہے نماز عید خواندہ نشود پس شہریاں را بروز دوم وسوم قبل

اگر عید کے دن کسی وجہ سے نماز عید نہیں پڑھی گئی تو اہل شہر کے لئے دوسرے اور تیسرے روز نماز

از نماز ہم ذبح قربانی جائز است۔

سے پہلے بھی قربانی جائز ہے

مسئلہ۔ اگر امام در روزِ عید تاخیر نماید پس سزاوار است کہ تاوقتِ زوال در ذبح

اگر امام عید کے دن (نماز میں) تاخیر کرے تو مناسب ہے کہ زوال کے وقت تک ذبح میں

ہم تاخیر نمایند۔

بھی تاخیر کریں۔

مسئلہ اگر در شہرے بسببِ فتنہ ونبودن والی نمازِ عید نہ شود پس جائز است

اگر شہر میں فتنہ وفساد اور والی وحاکم نہ ہونے کی بنا پر نماز عید الاضحیٰ نہ ہو تو

اضحیہ بعد طلوعِ فجر وعلیہ الفتویٰ۔

طلوع فجر کے بعد قربانی جائز ہے اس پر فتویٰ ہے

مسئلہ۔ اگر نمازِ عید در عیدگاہ نہ شدہ باشد واہلِ مسجد فراغت کردہ باشند

اگر عید کی نماز عیدگاہ میں نہ ہو اور شہر کی کسی مسجد میں پڑھی جاچکی ہو یا اس کے برعکس ہو

یا بالعکس قربانی روا بود قربانی کنندہ در نماز شریک شدہ یا نہ۔

تو قربانی جائز ہوگی خواہ قربانی کرنے والا نماز میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

[1] نہ قربانی۔ اس لئے کہ قربانی کرنے والے نے بہرحال نماز کے بعد قربانی کی ہے۔
[2] ترکِ افضل۔ بہتر یہ تھا کہ خطبہ سنتا۔ پھر قربانی کرتا۔ بوجہے۔ مثلاً بارش۔ سزاوار۔ مناسب۔ والی۔ جو نماز کا بندوبست کرتا ہے۔ اہل مسجد۔ یعنی عیدگاہ میں نماز نہ ہوئی ہو۔ شہر کی کسی مسجد میں ہوچکی ہو۔

مسئلہ اگر گواہی دادہ شود پیش امام بہ ھلالِ عید و مطابق آں نماز خواندہ شود

اگر امام کے سامنے ھلال عید کی گواہی دی جائے اور اس کے مطابق نماز پڑھ لی گئی اور

و مردماں قربانی نمایند بعد ازاں ظاہر شود کہ یوم[1] عشر بود پس اعادۂ نماز و اضحیہ لازم نیست۔

لوگوں نے قربانی کر لی اس کے بعد معلوم ہوا کہ نویں تاریخ تھی تو نماز اور قربانی کا اعادہ (لوٹانا) لازم نہیں

تنبیہ۔ معتبر در قربانی مکانِ[2] اوست نہ مکان مضحی پس اگر قربانی در دیہہ باشد و قربانی

قربانی کرنے قربانی کرنے والے کی جگہ کا نہیں بلکہ قربانی کے جانور کی جگہ کا اعتبار ہے پس اگر قربانی کا جانور دیہات

کنندہ در مصر۔ ذبح آں وقتِ صبح جائز است و بعکس آں جائز نہ۔

میں ہو اور قربانی کرنیوالا شہر میں تو اسے صبح کے وقت (نماز سے قبل) ذبح کرنا جائز ہے اور اس کے برعکس (نماز سے قبل) جائز نہیں۔

مسئلہ اگر شہری خواہد کہ پیش از نمازِ صبح ذبح سازد پس حیلۂ آں است کہ گوسفندِ قربانی

اگر شہر کا باشندہ نمازِ عید سے قبل ذبح کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ قربانی کے جانور

را بیرونِ[3] شہر فرستد۔ تا بعدِ طلوعِ فجر ذبح کردہ شود و ایں صحیح است۔

کو شہر سے باہر بھیج دے تاکہ طلوع فجر کے بعد ذبح کر دیا جائے تو یہ صحیح ہے۔

مسئلہ و افضل است دنبہ از میش و مادہ بُز از نر بُز اگرچہ در قیمت و گوشت

اور دُنبے کی قربانی مینڈھے یا (بھیڑا) سے اور بکری کی بکرے سے افضل ہے اگرچہ قیمت اور گوشت میں

برابر باشند و گوسفند از حصہ سبع گاؤ در صورتے کہ مساوی باشد در قیمت بالاتفاق و

برابر ہوں اور بکری (دنبہ یا بھیڑ) کرنا گائے کے ساتویں حصہ کے مقابلہ میں بالاتفاق افضل ہے جب کہ دونوں کی قیمت

نزدِ بعضے مادۂ شتر و مادہ گاؤ نیز افضل است از نرِ آں۔

مساوی ہو اور بعض کے نزدیک اونٹنی اور گائے بیل اور اونٹ کے مقابلہ میں افضل ہے

مسئلہ قربانی کردن بروزِ اوّل افضل است و مکروہ است در شبہا و جائز نیست

پہلے دن قربانی کرنا افضل کرنا ہے اور رات میں مکروہ ہے اور یوم نحر (قربانی کے

در شبِ نحر و آں شبِ اولیٰ است زیرا کہ شب ہمیشہ تابعِ روز گذشتہ می باشد

دن یعنی نویں دسویں) کی رات میں قربانی نہیں اور وہ اس سے پہلے دن کی رات ہے کیونکہ بالاتفاق رات ہمیشہ دن کے تابع ہوتی ہے۔

[1] یوم عرفہ بود۔ یعنی نو ذی الحجہ تھی۔ لازم نیست۔ جب کہ گواہیوں کے مطابق عید ہوئی تو خواہ غلط ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔ وہ درست سمجھی جائے گی۔ ایسے موقع کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ عید کا دن وہی ہے جس دن سب عید منائیں۔ [2] مکانِ اوست۔ یعنی قربانی کا جانور جس جگہ ہے اگر شہر میں ہے تو خواہ گاؤں کا باشندہ قربانی کرے اس کو نماز کے بعد قربانی کرنی ہوگی اور اگر گاؤں میں ہے خواہ قربانی کرنے والا شہری ہو تو فجر کی نماز کے بعد قربانی درست ہو جائے گی۔ مضحی۔ قربانی کرنے والا۔

[3] بیرونِ شہر۔ اب چونکہ اس کا جانور شہری نہیں ہے لہٰذا فوراً صبح کی نماز کے بعد ذبح کرنا درست ہو جائیگا۔ میش۔ بھیڑ۔ بھیڑا۔ بز۔ بکرا بکری۔ گوسفند۔ بھیڑ۔ بکری۔ دنبہ سبع۔ ساتواں حصہ۔ روزِ اول۔ یعنی ذی الحجہ۔ شبِ نحر۔ یعنی نویں دسویں کی درمیانی شب۔

اتفاق و اگر شک واقع شود در یوم اضحیہ پس مستحب است تا یوم سوم تاخیر در قربانی

اگر قربانی کا دن مشکوک ہو جائے پس مستحب ہے کہ تیسرے دن تک قربانی میں تاخیر نہ کریں (کیونکہ تیرھویں تاریخ کا احتمال ہے)

نہ نماید[1] و قربانی کردن دریں ایام افضل است از انکہ فوت کند آں را دریں ایام و

جس کی قربانی پہلے رہ گئی ہو (اور اب کرنا چاہے) اسے ان دنوں (ایام قربانی) میں قربانی کرنا افضل ہے اور اگر یہ دن

تصدق نماید بہائے آں بعد الانقضاء۔

گزر جائیں تو قیمت کا صدقہ کر دے۔

مسئلہ اگر قربانی نہ کند شخصے حتیٰ کہ بگذرد ایام آں پس اگر واجب کردہ است

اگر کوئی شخص قربانی نہ کرے حتیٰ کہ قربانی کے دن گزر جائیں پس اگر خود پر معین بکری (وغیرہ) کی

برخود و معین کردہ است گوسفندِ معین را مثلاً پس واجب است تصدق کہ نماید زندہ و

قربانی واجب کر لی تھی تو زندہ کا صدقہ کرنا واجب ہے اگر کوئی غیر صاحب نصاب شخص بکری (وغیرہ) قربانی کی خاطر

اگر فقیر خرید نماید گوسفند بنا بر قربانی و نکند و وقتِ آں بگذرد پس ہمیں ست حکم[2]

خریدے اور قربانی نہ کرے اور وقت گزر جائے تو علماء رحمۃ اللہ

نزد علماء رحمۃ اللہ علیہم و اگر غنی خرید نہ کردہ است گوسفندے و ایام اضحیہ بگذرد پس

علیہم کے نزدیک (تب بھی) یہی حکم ہے اگر صاحب نصاب بکری وغیرہ نہ خریدے اور قربانی کے دن گزر

واجب است کہ تصدق[3] کند بہائے آں را۔

جائیں تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ کسے ذبح کردہ اُضحیہ را از میت بلا اجازتِ او پس ثواب برائے میت

کوئی شخص قربانی کا جانور میت کی طرف سے اس کی اجازت (وصیت) کے بغیر ذبح کرے تو ثواب

است و اُضحیہ از مضحی۔

میت کے واسطے ہوگا اور قربانی، قربانی کرنے والے کی طرف سے۔

تنبیہ۔ واجب نمی گردد اضحیہ بمجردِ نیت مگر آنکہ نذر نماید یا بہ نیتِ اضحیہ خرید نماید

محض نیت سے قربانی واجب نہیں ہو جاتی البتہ اگر نذر کرے یا قربانی ہی کی نیت سے خریدے تو مالدار

آں را غنی باتفاق روایات اما فقیر پس البتہ دریں اختلاف است مختار ایں

پر باتفاق روایات قربانی واجب ہے رہا فقیر (غیر صاحب نصاب) تو اس کے بارے میں اختلاف ہے زیادہ راجح

---

[1] نہ نمایند۔ اس احتمال سے کہ شاید یہ تیسرا روز تیرھویں ہو۔ ایام۔ دسویں۔ گیارھویں۔ بارھویں۔ انقضاء۔ گزرنا۔ تصدق نماید زندہ۔ یعنی زندہ جانور خیرات کر دے [2] حکم۔ یعنی زندہ خیرات کر دینا [3] تصدق کند بہائے آں۔ یعنی جانور خرید کر نہ دے۔ بلکہ جانوروں کی قیمت خیرات کر دے۔ از مضحی۔ لہذا اس کا گوشت کھا سکتا ہے۔

است کہ اگر خرید نماید بہ نیتِ قربانی در ایامِ آں واجب می شود قربانی کردنِ آں

قول کے مطابق اگر قربانی کی نیت سے قربانی کے دنوں میں خریدے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے خواہ زبان سے

اگرچہ از زباں چیزے اقرار نہ کردہ باشد وعلیہ الفتوی و اگر نیت مقارنِ بشراء نباشد

کچھ اقرار نہ کیا ہو اسی پر فتویٰ ہے اور اگر خریداری کے وقت نیت نہ کی

پس واجب نیست بالاجماع۔

ہو تو بالاجماع واجب نہیں۔

مسئلہ اگر کسے قربانی کرد باذنِ میت پس واقع می شود و جائز نہ بود تناولِ

اگر کوئی شخص مرنے والے کی اجازت سے قربانی کرے تو میت ہی کی طرف سے ہو جائے گی اور اس

گوشتِ آں و اگر بلا اذن کردہ است جائز۔

گوشت کا کھانا (صدقہ واجبہ کی وجہ سے قربانی کرنے والے کے لیے) جائز نہ ہوگا اور بلا اجازت کرنے کی صورت میں کھانا جائز ہوگا۔

مسئلہ اگر چاردہ نفر دو مہار شُتر بالاشتراک قربانی نمایند جائز است۔

اگر چودہ آدمی دو اونٹوں کی مشترک طور پر قربانی کریں تو جائز ہے۔

مسئلہ اگر کسے گوسفندِ خود را از غیر بلا امر او بہ نیتِ اضحیہ ذبح نماید کفایت نہ

اگر کوئی شخص اپنی بکری غیر کی جانب سے اس کے حکم کے بغیر قربانی کی نیت سے ذبح

کند از غیرِ او۔

کرے تو یہ غیر کی طرف سے کافی نہ ہوگی

مسئلہ افضل است کہ اضحیۂ خود را خود ذبح نماید اگر واقف باشد از طریقِ

اپنے قربانی کے جانور کو خود ذبح کرنا افضل ہے بشرطیکہ ذبح کرنے کے طریقے سے آگاہ ہو

ذبح و الّا استعانت جوید از دیگر و خود حاضر باشد بر مکان ذبح۔

ورنہ دوسرے سے مدد لے (ذبح کرالے) اور ذبح کرنے کی جگہ پر موجود رہے

مسئلہ مکروہ است ذبح نصرانی و یہودی و حرام است ذبیحہ مجوسی و

عیسائی اور یہودی کا ذبیحہ مکروہ ہے اور آتش پرست اور بت پرست اور مرتد (اسلام سے پھر

بُت پرست و مُرتد۔

جانے والے) کا ذبیحہ حرام ہے

لہ اقرار نہ کردہ باشد۔ یعنی نذر نہ مانی ہو۔ مقارن بشراء۔ یعنی خریدتے وقت لہ تناولِ گوشت۔ گوشت کھانا۔ چونکہ اس صورت میں یہ مُردہ کی جانب سے صدقہ واجبہ ہوگا۔ کفایت نہ کند از غیر۔ آپ اپنا جانور کسی دوسرے کی جانب سے بدوں اس کے کہنے کے قربان کر دیں گے تو اس کی قربانی نہ ادا ہوگی لہ استعانت۔ مدد۔ توحید۔ یعنی مسلمانوں کی طرح حقیقی توحید کا قائل ہو، یا اہلِ کتاب کی طرح توحید کا مدعی ہو۔ اگرچہ ان کی توحید تحقیقی توحید نہیں ہے۔

تنبیہ۔ از شرائطِ ذابح ایں است کہ صاحبِ توحید باشد اعتقاد ہم چو اہلِ اسلام
ذابح (ذبح کرنے والے) کی شرائط میں سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرح (قائل توحید) ہو یا اہلِ کتاب کی مانند

دارد یا از روئے دعویٰ مثلِ اہلِ کتاب باشد و واقف باشد بہ تسمیہ و ذبیحہ یعنی بداند
توحید کا دعویدار ہو اور بسم اللہ اور ذبح کرنے کے طریقہ سے واقف

کہ بہ تسمیہ حلال می شود و قادر باشد بہ بریدنِ رگہا مرد باشد یا زن صبی[1]
ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ بسم اللہ سے جانور حلال ہو جاتا ہے اور رگیں کاٹنے پر قادر ہو خواہ مرد ہو یا

باشد یا مجنون اقلف باشد یا مختون و ہر کسے نمی داند تسمیہ و ذبیحہ را پس ذبیحہ
عورت بچہ ہو یا دیوانہ غیر مختون ہو یا ختنہ شدہ اور جو شخص تسمیہ (بسم اللہ) اور ذبح کرنے کے طریقہ

او حلال نیست و اہلِ کتاب ذمّی باشد یا حربی اگر نامِ خدا وقتِ ذبح بگیرد و
سے آگاہ نہ ہو اس کا ذبیحہ حلال نہیں اور اہل کتاب ذمی یا حربی (دار الحرب کا باشندہ) اگر اللہ کا نام بوقت ذبح

نامِ حضرت عزیر و عیسیٰ علیہما السلام بر زبان نیاورد جائز است ذبیحۂ او و الّا لا۔
لے (بسم اللہ پڑھے) اور حضرت عزیرؑ و حضرت عیسیٰؑ کا نام زبان پر نہ لائے تو اس کا ذبیحہ جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ اگر قبلِ غلطانیدنِ اضحیہ یا بعد ذبح بگوید اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ
اگر قربانی کے جانور کو لٹانے سے قبل یا ذبح کے بعد کہے (اے اللہ! میری یہ قربانی فلاں کی طرف سے

فُلَانٍ جائز[2] است امّا در حالتِ ذبح مکروہ است زیرا کہ شرطِ ذبح ایں است کہ صرف
قبول فرما) جائز ہے لیکن ذبح کرتے ہوئے مکروہ ہے کیونکہ ذبح کی شرط صرف تسمیہ کہنا ہے جو دعا کے

تسمیہ گوید خالی از معنی دعا حتّٰی کہ اگر بگوید وقتِ ذبح اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ حلال نمی شود و اگر
معنی سے خالی ہو حتیٰ کہ اگر کوئی ذبح کے وقت کہے اللھم اغفرلی تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا اور اگر

عطسہ آید و گوید اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ و ارادۂ تسمیہ کند صحیح نیست بروایتِ اصحّ و اگر بجائے بِسْمِ اللّٰہِ
اگر چھینک آنے پر الحمد للہ کہے اور اس سے تسمیہ کا ارادہ کرے تو زیادہ صحیح روایت کے مطابق درست نہیں اور اگر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ گوید و ارادۂ تسمیہ کند صحیح[3] است و آنچہ مشہور است
بسم اللہ کی بجائے الحمد للہ اور سبحان اللہ کہے اور تسمیہ کا ارادہ کرے تو صحیح ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ

کہ می گویند بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ منقول است از ابنِ عباسؓ۔
"بسم اللہ و اللہ اکبر" کہتے ہیں یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

[1] صبی۔ بچہ۔ اقلف۔ جس کی ختنہ نہ ہوئی ہو۔ ذمی۔ جو غیر مسلم دار الاسلام میں معاہدہ کے تحت رہتا ہو۔ حربی۔ جو دار الحرب کا رہنے والا ہے [2] جائز است یعنی کہ ذبح کے وقت محض بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ دعا پہلے یا بعد میں مانگنی چاہیے۔ حلال نمی شود۔ اس لیے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے لیے اللہ کا نام نہیں لیا۔ عطسہ۔ چھینک۔ [3] صحیح است۔ چونکہ اللہ کا نام لیا۔

تنبیہ۔ موضع ذبح میانِ حلق ولبہ[1] است و ذبح عبارت است از بریدن رگہاکہ
ذبح کی جگہ حلق اور سینہ کے درمیان ہے اور ذبح سے مراد گلے کی بالائی اور نچلے جبڑے کے

درجانبِ بالائے گلو و زیر فک اسفل است و رگہائے کہ بریدنِ آں شرط است
نیچے رگوں کا کاٹنا اور وہ رگیں جن کا کاٹنا (صحتِ ذبح) کے لئے شرط ہے

چہار اند۔ اوّل حلقوم دوم مری کہ بفارسی آں را سُرخ رودہ می گویند وسوم و چہارم ہر دو
چار ہیں اوّل حلقوم (سانس کی آمدورفت کی نالی) دوسری مَری (جس کے ذریعے کھانا پانی جاتا ہے) فارسی میں اسے

شہ رگ و ایں ثابت است بہ حدیث و نزدِ شافعیؒ اگر حلقوم و مری بالکل بریدہ شد
سُرخ رودہ کہتے ہیں تیسری اور چوتھی دونوں شہ رگ یہ حدیث سے ثابت ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر حلقوم اور مری بالکل کٹ گئی

حلال است و الّا لا و نزدِ امام ابی حنیفہؒ اگر سہ رگ ازیں چہار ہرکدام کہ بریدہ شود
ہوں تو ذبیحہ حلال ہے ورنہ نہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان چار رگوں میں سے کوئی سی بھی تین رگیں کٹ جائیں تو

حلال است و نزدِ امام محمدؒ اگر اکثرِ ہر رگ بریدہ شود و نحر عبارت است از بریدنِ رگہاکہ
ذبیحہ حلال ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر ہر رگ کا اکثر حصہ کٹ جائے تو ذبیحہ حلال ہے نحر سے مراد ان رگوں کا کاٹنا

پائینِ گلو و نزدیکِ سینۂ شتر واقع است و ذبح در گاؤ و گوسفند مستحب است و
ہے جو اونٹ کے گلے کے نیچے کی جانب اور سینہ سے قریب ہوتی ہیں گائے اور بکری وغیرہ کو (لٹاکر) ذبح کرنا اور اونٹ کا نحر مستحب ہے

نحر در شتر و مکروہ است نحر در آں ہر دو و ذبح در شتر۔ مسئلہ اگر قصداً[2] تسمیہ در
گائے اور بکری وغیرہ کا نحر اور اونٹ کا ذبح (لٹاکر ذبح کرنا) مکروہ ہے۔ ذبح میں اگر قصداً تسمیہ ترک

ذبح ترک کند ذبیحہ حرام است و اگر سہواً ترک شود حلال است و نزدِ امام شافعیؒ درہر دو صورت
کردے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر بھول کر چھوٹ جائے تو ذبیحہ حلال ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں صورتوں

حلال است و نزدِ امام مالکؒ درہر دو صورت حرام و مسلمان و اہل کتاب در ترکِ تسمیہ برابر اند۔
میں حلال ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں حرام اور مسلمان اور اہلِ کتاب ترکِ تسمیہ میں برابر ہیں۔

مسئلہ۔ اگر دو کس غلطی کنند بایں طور کہ یکے قربانی دیگر را ذبح نماید جائز است
اگر دو افراد سے اس طرح کی غلطی سرزد ہو کہ ایک دوسرے کے قربانی کے جانور کو ذبح کردے تو جائز ہے اور

و ادا می شود از ہر دو و بر ہیچ کس تاوان لازم نیاید بلکہ خواہد گرفت ہر کس
قربانی ادا ہوجاتی ہے اور دونوں میں سے کسی پر تاوان لازم نہیں آتا بلکہ ان میں سے ہر ایک کو اپنا قربانی کا ذبح شدہ جانور

[1] لبّہ۔ حلقوم کے نیچے کا گڑھا۔ فکِ اسفل۔ نچلا جبڑا۔ حلقوم۔ سانس کی نالی۔ مَری۔ کھانا جانے کی نالی۔ دو شہ رگ۔ جو خون کی نالیاں ہیں۔ در آں ہر دو۔ یعنی گائے بکری۔
[2] قصداً۔ جان بوجھ کر۔ سہواً۔ بھول کر۔ در ہر دو صورت۔ یعنی بسم اللہ جان کر نہ پڑھنا یا بھولے سے نہ پڑھنا۔

اضحیۂ[1] خود را نزد علمائے ما رحمۃ اللہ علیہم

ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک چاہئے

مسئلہ اگر بعد ذبح یکے گوشتِ قربانی دیگر را بخورد و بعدش واضح گردد پس لائق

اگر ذبح کے بعد ایک شخص دوسرے کے قربانی کے گوشت کو کھالے اور بعد میں پتہ چلے تو مناسب یہ

است کہ حلال[2] گرداند یکے مر دیگرے را و اگر نزاع و خصومت نماید پس تاوان قیمتِ

ہے کہ ایک دوسرے کے لئے حلال کردے (اور کھانے کی اجازت دیدے) اگر جھگڑے اور لڑائی کی نوبت آئے تو گوشت کی قیمت

گوشت بگیرند و تصدق نمایند و ہمیں حکم است اگر تلف کند گوشت

کا تاوان لے کر صدقہ کردیں اور یہی حکم دوسرے کے قربانی کے گوشت کو تلف کردینے

قربانی دیگر را۔

کی صورت میں ہے

مسئلہ اگر کسے اضحیۂ خود را باعانتِ دیگر ذبح نماید پس واجب است تسمیہ بر

کوئی شخص اپنے قربانی کے جانور کو دوسرے کی مدد سے ذبح کرے تو معین (مددگار) اور ذبح کرنیوالے (دونوں)

معین و ذابح و اگر یکے ازاں ہم ترک نماید حرام گردد کذا فی الدر المختار و خزانۃ المفتیین۔

پر تسمیہ واجب ہے اگر ان میں ایک ترک کردے گا تو ذبیحہ حرام ہوجائے گا۔ درمختار اور خزانۃ المفتیین میں اسی طرح ہے۔

مسئلہ اگر کسے امر کند دیگرے را برائے ذبح و او ذبح کند و ظاہر نماید کہ من تسمیہ

کوئی شخص دوسرے کو ذبح کرنے کا حکم کرے اور وہ ذبح کردے اور ظاہر کردے کہ میں نے عمداً تسمیہ ترک

عمداً ترک کردہ ام پس قیمتِ اضحیہ بر مامور لازم آید اگر ایامِ نحر باقی باشد دیگر خریدہ

کردیا تو قربانی کے جانور کی قیمت مامور اور ذبح کے لئے مقرر شخص پر لازم آئے گی اگر قربانی کے دن باقی ہوں تو

ذبح کند و تصدق نماید و ہیچ از گوشتِ آں نخورد و اگر ایامِ نحر باقی نباشد قیمتش

دوسرا جانور خرید کر ذبح کرکے صدقہ کردے اور اس کے ذبح کردہ میں سے کچھ گوشت بھی نہ کھائے اور اگر

تصدق بر فقراء نماید۔

قربانی کے دن باقی نہ رہے ہوں تو اس کی قیمت فقراء پر صدقہ کردے۔

مسئلہ اگر بچہ زائیدہ اضحیہ قبل ذبح پس ذبح کردہ شود و نزدِ بعضے بلا ذبح

اگر قربانی کے جانور کے ذبح کرنے سے قبل بچہ پیدا ہو تو اسے بھی ذبح کردیا جائے اور بعض کے نزدیک

[1] اضحیۂ خود را۔ یعنی ذبح شدہ کو۔ [2] حلال گرداند۔ یعنی ایک دوسرے سے معاف کرالے۔ تصدق نمایند۔ چونکہ قربانی کے گوشت کا تاوان ہے۔ معین۔ مددگار۔ ذابح۔ ذبح کرنے والا۔ ظاہر نماید۔ یعنی اقرار کرے۔ مامور۔ جس نے ذبح کیا ہے۔ ذبح کردہ شود۔ چونکہ یہ بھی قربانی کا جزو ہے۔

تصدق کردہ شود ومکروہ است ذبحِ شاۃِ حاملہ کہ قریبُ الولادۃ[1] است واگر جنین مُردہ یافتہ

ذبح کئے بغیر صدقہ کردیا جائے حاملہ قریب الولادۃ بکری کو ذبح کرنا مکروہ ہے اور اگر قربانی کے جانور

شود در شکمِ اضحیۃ پس حلال نیست مُو داشتہ یا نہ نزدِ امام ابی حنیفہؒ ونزدِ صاحبینؒ

کے پیٹ میں مُردہ بچہ ملے تو وہ حلال نہیں ہے اس بچہ کے بال اُگ آئے ہوں یا نہ اُگے ہوں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہی

وشافعیؒ اگر تمام شدہ باشد خلقتِ آں حلال است۔

حکم ہے امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر بچہ پورا ہو چکا ہو اور (تخلیق اعضاء وغیرہ میں کمی نہ رہی ہو) تو حلال ہے۔

مسئلہ۔ اگر غصب کند کسے گوسفندے را وقربانی نماید از نفسِ خود جائز است

اگر کوئی شخص کسی کی بکری غصب کرکے قربانی کردے تو اپنی طرف سے جائز ہے اور

وضمانِ[2] قیمتش لازم وہمین است حکمِ مرہونہ ومشترکہ واگر امانت سپرد کسے گوسفندے

اس کی قیمت کا ضمان لازم ہوگا یہی حکم رہن رکھی ہوئی اور مشترکہ کا ہے اور اگر کسی نے کسی شخص کے پاس بکری وغیرہ

راپس ذبح کند آں را امانت دار کافی نیست وہمیں است حکمِ عاریت۔

امانتاً رکھ دی اور امانت رکھنے والے نے اسے ذبح کردیا تو کافی نہیں ہے اور یہی حکم عاریت کا ہے (کہ دو چار دن کے واسطے مانگ کر لے اور پھر ذبح کردے)

مسئلہ۔ مثلاً زید خرید کرد گوسفندے را از عمرو وذبح کرد آں را بعد ازاں مستحقِ آں

مثلاً زید نے عمرو سے بکری خرید کر ذبح کردی اس کے بعد اس کے حقدار بکر کا پتہ چلا

ظاہر شُد بکر پس اگر بکر اجازت بہ بیع آں بدہد جائز شد والّا لا۔

پس اگر بکر اس کے بیع کی اجازت دیدے تو قربانی جائز ہوگئی ورنہ نہیں

مسئلہ۔ اگر خرید نمودند[3] سہ کس سہ کبش یکے ازاں بہ قیمت دہ درم ودوم بقیمتِ بست

اگر تین آدمیوں نے تین بکریاں قربانی کی نیت سے خریدیں ان میں سے ایک کی قیمت دس درم اور دوسری کی بیس

درم وسوم بقیمتِ سی درم بعد ازاں چناں اختلاط واقع شد کہ کسے از انہا

اور تیسری کی تیس درم ہو اس کے بعد وہ ایسی مخلوط ہوئیں کہ ان میں کوئی اپنے قربانی کے جانور (بکری)

[1] قریبُ الولادۃ۔ جس کے بچہ دینے کا وقت قریب ہے۔ جنین۔ وہ بچہ جو پیٹ میں ہے۔ مو داشتہ باشد یا نہ۔ یعنی اس کے بال اُگے ہوں یا نہ اُگے ہوں۔ خلقت۔ بدن کے اعضاء
[2] ضمان۔ تاوان۔ مرہونہ۔ گروی شدہ۔ امانت۔ چونکہ امانت کا کسی طور پر بھی مالک نہیں ہوسکتا۔ مستحق آں ظاہر شد یعنی معلوم ہوا کہ وہ بکری دراصل عمرو کی نہ تھی بلکہ اس شخص کی تھی۔ جائز شد۔ چونکہ اس کو عمرو کا بیچنا ایک فضولی کا بیچنا تھا جو مالک کی اجازت پر موقوف ہے [3] اگر خرید نمودند۔ یعنی تین آدمیوں نے مختلف قیمت کی تین بکریاں قربانی کی نیت سے خریدیں۔ پھر وہ اس طرح مل جل گئیں کہ ان بکریوں میں باہمی امتیاز نہ رہا اور مجبوراً ہر ایک نے ایک بکری کی قربانی کردی تو یہ قربانی درست ہو جائے گی اور یہ مناسب ہوگا کہ ہر وہ شخص جس کی بکری کی قیمت کم از کم قیمت والی بکری سے زیادہ تھی اس قدر روپے خیرات کردے جس قدر کہ کم از کم قیمت والی بکری اور اس کی خرید کردہ بکری کی قیمت میں فرق ہے اس لئے کہ یہ احتمال پیدا ہوگیا ہے کہ اس نے وہ بکری قربان کی ہو جو سب سے کم قیمت کی تھی حالانکہ اس پر اس بکری کی قیمت واجب ہوگئی تھی جو اس نے خریدی تھی۔ ہاں اگر ہر ایک نے دوسرے کو اپنی بکری کی قربانی کی اجازت دے دی تھی تو پھر صدقہ کرنا ضروری نہ ہوگا اس لیے کہ اس کی بکری اگر اس کے ہاتھوں بھی قربان ہوئی ہوگی تو دوسرے کے ہاتھ سے اس کی اجازت سے قربان ہوئی ہوگی لہٰذا وہ اس کی جانب سے سمجھی جائے گی۔

اضحیۂ خود را شناختن نمی تواند لہٰذا باہم تجویز کردہ یک یک گوسفند قربانی کردند
کو نہ پہچان سکا لہٰذا آپس میں یہ تجویز ہوئی ایک ایک کی بکری کی قربانی کردے

پس رواست ایں قربانی و لازم است کہ مالک سی درم بہ بست درم و مالکِ بست
تو یہ قربانی جائز ہے اور لازم ہے کہ تیس درم کا مالک بیس درم اور بیس درم کا مالک

درم بدہ درم تصدق نماید و مالکِ دہ درہم ہیچ تصدق نہ نماید و اگر اجازت دادیکے ازانہا بہ صاحب
دس درم صدقہ کرے اور دس درم کا مالک کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو

خود پس کفایت کند وہیچ لازم نہ۔
قربانی کی اجازت دی ہو تو کافی ہے اور کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ اگر ذبح کند کسے بہ ناخن و دندان و شاخ کہ از مواضعِ خود ہا برکندہ[1] باشد
اگر کوئی شخص ناخن اور دانت اور سینگ سے کہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ سے اکھاڑ

مکروہ است اِلّا خوردن آں مضائقہ ندارد و نزدِ شافعیؒ حرام است و بہ ناخنِ
لیا گیا ہو ذبح کرے تو مکروہ ہے مگر اس ذبیحہ کے کھانے میں مضائقہ نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک حرام ہے اور ایسا ناخن جسے

غیر منزوع حرام است بالاتفاق زیراکہ حکم منخنقہ دارد۔
اکھاڑا نہ گیا ہو اس سے ذبح کرنا بالاتفاق حرام ہے اس لیے کہ یہ ذبیحہ اس کے حکم میں ہوگا جسے گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو

مسئلہ۔ جائز است ذبح بہ پوستِ نے و سنگِ تیز و بہ ہر چیزیکہ تیز باشد و
بانس کی چھپی اور تیز (دھار دار) پتھر اور ہر تیز (دھار دار) چیز سے جو

بریدِ رگہا و جاری کند خون۔
رگیں کاٹ دے اور خون جاری کردے ذبح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۔ و مستحب است کہ ذابح اوّلاً تیز کند کارد[2] را و مکروہ است کہ اوّل بغلطاند
اور مستحب ہے کہ ذبح کرنے والا اوّلاً چھری (ذبح کرنے کا آلہ) تیز کرے۔ پہلے بکری کو ذبح کے لئے

گوسفند را و بعد ازاں تیز نماید کاردِ خود را و مکروہ است جُدا کردنِ سَر
لٹا کر بعد میں چھری تیز کرنا مکروہ ہے سر علیحدہ کرنا اور (ذبح کرتے ہوئے) چھری حرام مغز تک

و رسانیدن کارد تا حرام مغز و مکروہ است آنکہ بگیرد پائے گوسفنداں را
پہنچانا مکروہ ہے بکریوں وغیرہ کے پاؤں پکڑ کر مذبح تک کھینچ کر لے

[1] برکندہ باشد۔ یعنی ناخن انگلی۔ دانت منہ سے۔ سینگ سر سے اکھڑا ہوا ہو۔ غیر منزوع۔ جو اکھڑا ہوا نہ ہو۔ منخنقہ۔ وہ جانور جس کا گلا گھونٹ کر مارا ہو۔ پوستِ نے۔ بانس کی پھپچی [2] کارد۔ یعنی جس آلہ سے ذبح کرتا ہے۔ حرام مغز۔ جو حلقوم سے پیچھے ہوتا ہے۔ بکشد اور ا۔ غرضیکہ ہر وہ فعل مکروہ ہے جس کی ذبح میں ضرورت نہ ہو۔ اور جانور کے لیے تکلیف رساں ہو۔ اضطراب۔ تڑپنا۔ قفا۔ گدی۔ الم۔ تکلیف۔

آنرا تا موضع ذبح وآں کہ بشکند گردن ذبیحہ را یا بکشد پوست آں را پیش
جانا مکروہ ہے اور ذبیحہ کے تڑپ کر ٹھہر جانے سے پہلے گردن توڑنا یا کھال کھینچنا مکروہ ہے گدی کے

ازانکہ از اضطراب ساکن شود و مکروہ است ذبح از قفا بلکہ اگر بمیرد گوسفند
پیچھے سے ذبح کرنا مکروہ ہے بلکہ اگر بکری رگیں کٹنے سے قبل

پیش از بریدنِ رگہا حرام است۔
ہی مرجائے تو حرام ہے۔

تنبیہ۔ کلیہ ایں آنست کہ ہر چیز کہ دراں اَلم و تعذیب است و بآں حاجت نیست
قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو باعث تکلیف و رنج ہو اور اس کی ضرورت نہ ہو

درباب ذبح مکروہ است۔
ذبح کے سلسلے میں (اس کا ارتکاب) مکروہ ہے۔

مسئلہ ہر جانورے کہ مانوس است از انسان و رَم[1] نہ می کند پس طریق ذبح آں
ہر وہ جانور جو انسان سے مانوس ہو اور وحشت زدہ ہوکر بھاگتا نہ ہو اس کے ذبح کا

بریدنِ رگہائے مذکور است و ہر جانورے کہ وحشت دارد از انسان و رَم وگریز می کند
طریقہ مذکورہ رگوں کو کاٹنا ہے اور ہر وہ جانور جو انسان سے وحشت زدہ ہوکر بھاگے اور بچے تو اس کو ذبح

پس طریق ذبح آں اینست کہ پے زند آں را و زخمی کند و مروی از امام محمدؒ کہ اگر گوسفند
کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو عاجز اور مجروح کردے امام محمدؒ سے منقول ہے کہ اگر بکری جنگل کو بھاگ جائے تو

رم کند بہ صحرا پس ذبح اضطراری آں جائز است و اگر رم کند میانِ شہر پس
ذبح اضطراری (مجروح و عاجز کردینا) جائز ہے اور شہر کے درمیان بھاگے تو ذبح اضطراری

جائز نیست ذبح اضطراری و در گاؤ و شتر صحرا و شہر ہر دو برابر است۔
جائز نہیں اور گائے اور اونٹ کا جنگل اور شہر دونوں میں حکم یکساں ہے

مسئلہ۔ مکروہ است سوار شدن بر شترِ قربانی و اجارہ دادن آں و دوشیدنِ شیر
قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا اور اُجرت پر دینا اور اونٹنی کا دودھ دوہنا اور اس کی اُون

آں و بریدنِ پشمِ آں بنا بر انتفاع۔
نفع کی خاطر کاٹنا مکروہ ہے

[1] رم نمی کند۔ وحشت نہیں کرتا۔ پے زند۔ یعنی عاجز و بے رفتار کردے۔ زخمی کند۔ یعنی بدن کے کسی حصہ کو دھاردار آلہ سے پھاڑ کر زخمی کردے۔ میانِ شہر۔ چونکہ اس کا پکڑ لینا ممکن ہوگا۔ لہٰذا ذکاۃ اضطراری جائز نہ ہوگی۔ ہر دو۔ آبادی اور جنگل، چونکہ اس کا قابو میں کرنا بہرصورت دشوار ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ جائز است صاحبِ قربانی را کہ بخورد گوشت و ذخیرہ کند یا بخوراند ہر کسے را

قربانی کرنے والے کے لئے گوشت کھانا اور ذخیرہ کرنا اور بلا امتیاز غنی (مالدار) یا فقیر

کہ خواہد غنی باشد یا فقیر و مستحب است کہ صدقہ از ثلث کم نہ کند مگر

سب کو کھلانا جائز ہے مستحب ہے کہ تہائی سے کم گوشت صدقہ نہ کرے لیکن صاحبِ عیال ہو تو کم صدقہ

آنکہ صاحبِ[1] عیال باشد۔

کرنے میں بھی مضائقہ نہیں

مسئلہ۔ جائز است کہ تصدق کند پوستِ قربانی را یا جراب و غربال و مشک

جائز ہے کہ قربانی کا کھال کا صدقہ کردے یا موزے ڈول و مشک وغیرہ اور گھر میں کام آنے والی

وغیرہ چیزیکہ بکارِ[2] خانہ داری آید طیار سازد و یا تبدیل کند بچیزیکہ بذاتِ آں

کوئی چیز وغیرہ تیار کرلے یا معاوضہ میں ایسی چیز لے لے کہ اسے اس سے

بلا استہلاکِ آں انتفاع ممکن باشد مثلِ پارچہ و موزہ وغیرہ نہ کہ سرکہ و آرد و مصالح

انتفاع ممکن ہو مثلاً کپڑا اور موزہ وغیرہ نہ کہ سرکہ اور آٹا اور

گوشت وغیرہ کہ اشیائے مستہلکہ اند و اینست حکمِ گوشتِ اضحیہ۔

گوشت کے مصالحے وغیرہ کہ فنا پذیر چیزیں ہیں (اور انہیں باقی رکھ کر نفع اٹھانا ممکن نہیں) قربانی کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۔ جائز نیست فروختنِ گوشت و پوستِ اضحیہ بدراہم و دنانیر زیراکہ

قربانی کا گوشت اور قربانی کے جانور کی کھال درہموں اور دیناروں میں فروخت کرنا جائز نہیں اس لیے

ایں گونہ تصرف بہ قصدِ تمول[3] می باشد و آں در مالِ وقف جائز نیست۔

کہ یہ تصرف ایک طرح سے مال دار بننے کی غرض سے ہے اور یہ مال وقف میں جائز نہیں۔

مسئلہ۔ اگر قربانی کردہ شود از مالِ صبی پس بخورد ازاں صغیر و ذخیرہ کردہ شود گوشت

اگر بچہ کے مال سے قربانی کی جائے تو وہ بچہ اس میں سے کھائے اور اس کا گوشت بقدر ضرورت ذخیرہ

بقدرِ حاجت او و از مابقی پارچہ و موزہ وغیرہ تبدیل کردہ شود نہ باشیائے مستہلکہ

کرکے (اکٹھا کرکے رکھ لے) اور باقی ماندہ سے کپڑے اور موزے وغیرہ تبدیل کرلے۔ باقی نہ رہنے والی چیزوں مثلاً آٹے

ہمچو آرد و سرکہ و شیرینی۔

اور سرکہ اور شیرینی سے تبادلہ نہ کیا جائے

[1] صاحبِ عیال۔ یعنی اس قدر بڑا کنبہ ہے کہ ایک دو تہائی گوشت کافی نہ ہوگا [2] بکارِ خانہ داری۔ یعنی وہ چیزیں جو گھر کی ضرورت میں کام آتی ہیں۔ تبدیل کند۔ یعنی ایسی چیز تبادلہ میں لے سکتا ہے جس کو باقی رکھ کر نفع اُٹھایا جاسکتا ہو۔ جیسا کہ کپڑے وغیرہ اس چیز سے تبادلہ نہیں کیا جاسکتا جس کو فنا کرکے نفع اٹھایا جاسکتا ہو جیسے کہ کھانے پینے کی چیزیں [3] تمول۔ مالدار بننا۔ صغیر۔ وہ بچہ جس کی جانب سے قربانی کی ہے۔ یعنی ایسی چیز سے تبادلہ کیا جائے جس کو باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جاسکے نہ کہ ایسی چیز سے جس کو فنا کرکے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

مسئلہ اگر بفروشد کسے گوشت یا پوستِ اضحیّہ را بدراہم یا تبدیل کند از سرکہ
اگر کوئی شخص گوشت یا قربانی کے جانور کی کھال دراہم کے بدلے بیچ دے یا سرکہ وغیرہ سے

وغیرہ پس واجب است کہ تصدّق کند قیمتِ آں را۔
بدل لے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے

مسئلہ جائز نیست کہ چیزے از اضحیّہ بہ اُجرتِ قصاب دادہ شود چنانچہ در عوام
قربانی کے جانور کی کسی چیز کو قصاب کو اُجرت کے طور پر دینا جائز نہیں ہے جیسا کہ عوام میں

رواج است کہ پوستِ قربانی را بقصاب عوضِ اُجرتِ او می دہند۔
رواج ہے کہ قربانی کی کھال قصاب کو کٹائی کی اُجرت کے طور پر دیدیتے ہیں۔

تمّت بالخیر

چوں مسائلِ اضحیّہ از جملہ مالا بدمنہ بود و جناب قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرّہٗ
قربانی کے مسائل سے فی الجملہ واقفیت ضروری تھی اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب قدس سرّہٗ نے

معلوم نمی شود کہ بکدام سبب در رسالہ مالا بدمنہ بیان نہ فرمود لہٰذا فقیر حسن
نہ معلوم کیوں رسالہ "مالا بدمنہ" میں بیان نہیں فرمائے لہٰذا فقیر حسن بن

بن حسین بن محمد العلوی الحنفی کہ از تلامذہ مولانا محمد حسن علی ہاشمی در ماہِ محرم الحرام ۱۲۶۰ھ
حسین بن محمد العلوی الحنفی نے کہ مولانا محمد حسن علی ہاشمی کے شاگردوں میں سے ہے ماہ

بطور تکملہ نوشتہ شاملِ رسالہ مالا بدمنہ نمود۔
محرم الحرام ۱۲۶۰ھ میں تکملہ کے طور پر لکھ کر رسالہ مالا بدمنہ میں شامل کر دیئے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِہٖ وَلِقَارِیْہِ وَمَنْ دَلَّ عَلٰی ذٰلِكَ وَلِمَنْ نَظَرَ فِیْہِ وَ
اے اللہ اس کے مؤلف اور پڑھنے والوں کو اور ان لوگوں کو جو اس پر دلالت کریں یا اس پر نظر کریں معاف فرمائے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو ذات ہے تنہا اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵
صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں رحمت فرمائے اللہ ان پر اور ان کی تمام آل اور اصحاب اور ازواج پر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آمین

اگر بفروشد۔ یعنی باوجود ممانعت کے اگر گوشت یا کھال فروخت کرے گا تو اس کی قیمت خیرات کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اگر چیز سے تبادلہ کیا جس کو فنا کرکے نفع اٹھایا جاتا ہے تو بھی قیمت خیرات کرنی پڑے گی۔
جائز نیست۔ یعنی قربانی کے جانور کا کوئی حصہ کسی اُجرت میں نہیں دیا جا سکتا۔

رسالہ احکامِ عقیقہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدًا ومُصلّیًا۔ بدانکہ عقیقہ نزد امام مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ سُنّتِ مؤکدہ است و
حامدًا ومُصلّیًا واضح رہے کہ امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک عقیقہ سنتِ مؤکدہ ہے اور
بہ روایتے از امام احمدؒ واجب ونزدِ امام اعظمؒ مستحب وقول بہ بدعت بودنش افتراء است[1]
امام احمدؒ کی ایک روایت کی رو سے عقیقہ واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب۔ امام ابوحنیفہؒ کی طرف اس قول کی
برامامِ ہمام کذا فی العاجلۃ الدقیقہ و در بخاری از سلمان ضبیؓ مروی
نسبت کہ بدعت ہے امام ہمام پر افتراء (من گھڑت بات) ہے والعاجلۃ الدقیقہ میں اسی طرح ہے صحیح بخاری میں حضرت سلمان ضبیؓ سے
است کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطفلِ عقیقہ است پس
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ کا عقیقہ ہے پس اس کی
بریزید از جانبِ او خون (یعنی ذبح جانور کنید) و دفع کنید ازو ایذا دہندہ
طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے تکلیف دینے والی چیز
را (یعنی موئے سرش را تراشیدہ) و از انس بن مالکؓ روایت است کہ آنحضرت
دُور کرو (یعنی اس کے سر کے بال صاف کرو) اور حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعدِ نبوت عقیقۂ خود نمود و در ابوداؤد و ترمذی ونسائی از
علیہ وسلم نے نبوت کے بعد (بعثت کے بعد) اپنا عقیقہ فرمایا۔ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی میں
سمرہ بن جندبؓ مروی است کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود ہر طفل
حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ
مرہونؔ[2] است بہ عقیقہ ذبح کردہ شود از جانبِ او بروزِ ہفتم ونام نہادہ شود
عقیقہ کا مرہون ہے (یعنی بعض بیماریاں اور تکالیف اس سے دُور ہوتی ہیں) اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے اور نام رکھا جائے

[1] افتراء است۔ یعنی امام صاحب کی طرف یہ غلط منسوب ہے کہ وہ عقیقہ کو بدعت کہتے ہیں۔ نمود۔ لہٰذا اگر بچپن میں عقیقہ نہ ہوا ہو تو بڑے ہو کر کردینا چاہیے [2] مرہون گروی۔ یعنی وہ بچہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو۔ والدین کی شفاعت نہ کرسکے گا۔ لہٰذا اس بچہ کی مثال اس چیز کی سی ہوئی جو کسی کے پاس گروی پڑی ہو اور مالک اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا رہا ہو۔

و سرش تراشیده شود فرمود امام احمدؒ که معنی مرهون آنست که چون عقیقه طفل
اور سر کے بال صاف کئے جائیں امام احمدؒ فرماتے ہیں مرہون کے معنی یہ ہیں کہ جس بچہ کا عقیقہ نہ کیا گیا ہو

نه کرده شود شفاعتِ والدینِ خود نخواهد کرد بروزِ قیامت چنانکه شئ مرهون نفع
وہ قیامت کے دن اپنے والدین کی شفاعت نہ کر سکے گا جس طرح کہ رہن رکھی ہوئی چیز

به مالکِ خود نمی دهد۔
اپنے مالک کے لیے نفع بخش نہیں ہوتی۔

مسئله۔ بر هر کسے که نفقهٔ[1] مولود واجب باشد او را عقیقهٔ او هم از مالِ خود
ہر شخص پر بچہ کا خرچہ واجب ہے اس کا عقیقہ بھی اپنے مال سے کرنا چاہئے

باید کرد نه از مالِ مولود ورنه ضامن[2] خواهد شد و اگر پدرش محتاج باشد مادرش عقیقه نماید اگر میسّر باشد۔
نہ کہ بچہ کے مال سے ورنہ تاوان دینا ہوگا اور اگر بچہ کا باپ مفلس و محتاج ہو تو اگر استطاعت ہو تو اس کی ماں عقیقہ کرے۔

مسئله۔ در ابوداؤد از امّ کرز روایت است که فرمود رسول مقبول صلی اللہ علیه
ابوداؤد میں ام کرزؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم که از جانبِ پسر دو گوسفند ذبح کرده شود و از جانب دختر یک گوسفند و هیچ
کہ بیٹے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ذبح کی جائے۔ بکری ہو یا بکرا کسی کے ذبح کرنے

مضائقه نیست که گوسفند نر باشد یا ماده لهٰذا مختارِ اکثر علماءؒ و شافعیؒ همیں
میں کوئی مضائقہ نہیں لہٰذا اکثر علماء اور امام شافعیؒ کے نزدیک راجح یہی

است که از پسر دو بُز ذبح کرده شود و نزدِ بعضے یک کافی است چرا که رسول اللہ صلی
ہے کہ لڑکے کے لیے دو بُز (بکرا یا بکری) ذبح کئے جائیں اور بعض کے نزدیک ایک کافی ہے اس لئے کہ رسول اللہ

اللہ وسلم در عقیقه امام حسن رضی اللہ عنه یک گوسفند ذبح نموده و فرمود اے فاطمهؓ
صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسنؓ کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کرکے فرمایا اے فاطمہؓ

سرِ او بتراش و بروزنِ مویش سیم تصدق کن پس وزنِ مویش یک درم
اس کے سر کے بال مونڈ کر اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کردو پس ان بالوں کا وزن ایک درم

بود یا بعض درم رواه الترمذی و در عقیقه ذبح گوسفند یا میش یا دُنبه یک ساله کامل
یا درم کے کچھ حصے کے بقدر تھا (رواہ الترمذی) اور عقیقہ میں بکری یا بھیڑ یا دُنبہ پورے ایک سال کا خواہ

[1] نفقه۔ خرچہ۔ مولود۔ بچہ
[2] ضامن خواهد شد۔ یعنی اگر بچہ کا مال عقیقہ میں صرف کیا تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

نر وماده جائز است و در گاو و شتر شرکت تا ہفت کس جائز است بشرطیکہ
نر ہو یا مادہ جائز ہے اور گائے اور اونٹ میں سات تک شرکت جائز ہے مگر شرط یہ ہے

نیت ہمہ شرکاء قربت[1] باشد۔
کہ سب شرکا کی نیت قربت (عنداللہ ثواب) کی ہو

مسئلہ در شرح مقدمہ امام عبد اللہ وغیرہ مرقوم است وَھِیَ کَالْاُضْحِیَۃِ یعنی
امام عبداللہ وغیرہ کے مقدمہ کی شرح میں لکھا ہوا ہے وھی کالاضحیۃ یعنی

حکم جانورِ عقیقہ مثل حکم جانورِ قربانی است فِیْ سِنِّھَا در عمرِ او کہ بُز کم از یک سال
عقیقہ کے جانور کا حکم قربانی کے جانور کا سا ہے فی سنہا اس کی عمر میں کہ بز (بکری، بھیڑ، مینڈھا)

و گاو کم از دو سال و شتر کم از پنج سال نہ بود وَفِیْ جِنْسِھَا و در جنس او مثل
سال بھر سے کم کا اور گائے دو سال سے کم کی اور اونٹ پانچ سال سے کم کا نہ ہو فی جنسہا اور اس کی جنس میں مثلاً

شتر و گاو و بز و میش و دُنبہ وَسَلَامَتِھَا و سلامتی اعضاء کہ ہیچ عضوِ او زیادہ از
اونٹ اور گائے اور بز اور بھیڑ اور دنبہ وسلامتہا اور اعضاء کا صحیح سالم ہونا کہ اس کا کوئی عضو تہائی سے زیادہ

ثلث مقطوع نباشد وَفِیْ اَفْضَلِھَا و در فضیلتِ او کہ فربہ و قیمتی افضل است
کٹا ہوا نہ ہو وفی افضلہا اور اس کی فضیلت میں کہ فربہ اور قیمتی ہونا افضل ہے

وَالْاَکْلِ مِنْھَا و در خوردنِ از و کہ خوردنِ گوشتِ عقیقہ ہمہ فقیر و غنی و صاحبِ عقیقہ
والاکل منہا اور اس میں سے کھانا کہ عقیقہ کا گوشت کھانا مالدار اور مفلس اور صاحب عقیقہ اور

و والدین او را جائز است مثل گوشتِ قربانی و ہمچنیں شکستنِ استخوانش
والدین سب کے لیے قربانی کے گوشت کی طرح جائز ہے اور اسی طرح اس کی ہڈیوں کا

جائز است وَالْاِھْدَاءِ وَالْاِدِّخَارِ و در ہدیہ فرستادن اگرچہ اغنیاء باشد و
توڑنا جائز ہے والاہداء والادخار اور ہدیہ میں بھیجنا خواہ اغنیاء کو بھیجے اور

ذخیرہ نمودن وَامْتِنَاعِ بَیْعِھَا و در منعِ بیعِ او وَالتَّعْیِیْنِ بِالتَّعْیِیْنِ و در مقرر[2] شدن
ذخیرہ کرنا و امتناع بیعہا اور اس کی بیع کی ممانعت میں والتعیین بالتعیین اور تعیین کی نیت سے

بہ نیتِ تعیین وَاعْتِبَارِ النِّیَّۃِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ و در اعتبارِ نیت وغیرہ۔
معین ہو جانے میں و اعتبار النیۃ وغیر ذالک اور نیت کا اعتبار کرنے میں وغیرہ

[1] قربت۔ ثواب۔ مرقوم۔ لکھا ہوا۔ شکستنِ استخوانش۔ عوام میں یہ بات غلط مشہور ہو گئی ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑنی چاہئیں۔
[2] مقرر شدہ۔ یعنی اگر کوئی جانور عقیقہ کی نیت سے متعین کر لیا ہے تو اس کو کرنا ہوگا۔

مسئلہ۔ مستحب است کہ سرِ جانورِ عقیقہ بہ حجّام و یک ران بہ قابلہ[1] یعنی دائی

مستحب ہے کہ عقیقہ کے جانور کا سر (یا اور گوشت) حجام کو اور ایک ران (یا اس کے بقدر گوشت) قابلہ کو یعنی دائی

جنائی و یک ثلث گوشت بہ فقراء بدہند و باقی خود خورند یا باعزّا یا احباب تقسیم

جنائی کو اور ایک تہائی گوشت فقراء کو دیدیں اور باقی خود کھائیں یا رشتہ داروں یا احباب میں تقسیم کر

نمایند و جلدِ ذبیحہ تصدّق نمایند یا بہ صرفِ خود آرند و درزمین[2] دفن نہ نمایند کہ تضیع مال است۔

دیں اور ذبیحہ کی کھال صدقہ کردی جائے یا اپنے صرف (استعمال) میں لائی جائے زمین میں دفن نہ کریں کہ یہ اضاعت مال ہے۔

مسئلہ۔ موئے سرِ مولود تراشیدہ برابر وزنش زر یا سیم[3] خیرات نماید و موو ناخنِ او را

بچہ کے سر کے بال مونڈھ کر ان کے برابر سونا یا چاندی خیرات کریں اور بچہ کے بال اور ناخن

دفن نماید و ہمچنیں ہمیشہ آنچہ از جسمِ انسان از مو[4] و ناخن و دندان وغیرہ جُدا شود آں را

دفن کردیئے جائیں اسی طرح ہمیشہ جو کچھ انسان کے جسم سے بال ناخن (بچہ کے سر کے بال و ناخن) اور دانت وغیرہ الگ ہوں

دفن باید کرد و بر سرِ مولود زعفران یا صندل بمالد۔

انہیں دفن کردینا چاہیئے اور مولود (بچہ) کے سر پر زعفران یا صندل لا جائے

مسئلہ۔ بعد ولادت ہفتم روز یا چہار دہم یا بست و یکم و بہمیں[5] حساب یا بعد ہفت ماہ یا

پیدائش کے بعد ساتویں دن یا چودھویں یا اکیسویں دن اور اسی حساب سے یا سات ماہ یا

ہفت سال عقیقہ باید کرد الغرض رعایتِ عددِ ہفت بہتر است۔

سات سال کے بعد عقیقہ کرنا چاہیئے الغرض سات کے عدد کی رعایت بہتر ہے

مسئلہ۔ وقتِ ذبحِ جانور عقیقہ ایں دُعا بخواند اَللّٰھُمَّ[6] ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ ابْنِیْ فُلَانٍ

عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے وقت یہ دُعا پڑھے۔ اے اللہ یہ عقیقہ میرے فلاں بیٹے

دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ

بیٹی کی طرف سے ہے اس کا خون اس کے خون کے بدلے اسکا گوشت اور ہڈیاں اس کے گوشت اور ہڈیوں کے بدلے اس کا چمڑا اس کے

وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِّابْنِیْ مِنَ النَّارِ بعدہٗ اِنِّیْ[7] وَجَّھْتُ وَجْھِیَ

چمڑے کے بدلے اور اس کے بال اس کے بالوں کے بدلے اے اللہ اس کو میرے بیٹے کے بدلے جہنم کی آگ کا فدیہ بنادے پھر پڑھے میں اپنا رخ اس خدا کی طرف کرتا ہوں

[1] قابلہ۔ دائی جنائی۔ یعنی دائی جو بچہ جنواتی ہے۔ [2] درزمین۔ یعنی عقیقہ کے جانور کی کھال زمین میں دفن کرنا مال کو ضائع کرنا ہے جو شرعاً بُرا ہے۔ [3] زر یا سیم۔ یعنی سونے چاندی میں جو بھی مقدور ہو [4] مو و ناخن۔ یعنی بچہ کے سر کے بال اور ناخن زمین میں گاڑ دینے چاہئیں۔ [5] بہمیں حساب۔ یعنی جس میں ہفتوں کا صحیح حساب ہوسکے [6] اللّٰھم الخ۔ اے اللہ یہ میرے فلاں بیٹے کا عقیقہ ہے۔ اس عقیقہ کے جانور کا خون اس بچہ کے خون کے عوض۔ اس کا گوشت اس کے گوشت کے عوض۔ اس کی ہڈیاں اس کی ہڈیوں کے عوض۔ اس کی کھال اس کی کھال کے عوض۔ اس کے بال اس کے بالوں کے عوض قربان کرتا ہوں۔ اے اللہ! اس عقیقہ کو اس کے جہنم سے چھٹکارے کا فدیہ بنادے [7] اِنّی وجّہت الخ۔ میں اپنا رُخ اس خدا کی طرف کرتا ہوں۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ میں ملّتِ حنیفیہ پر ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مجھے اس کا حکم ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ تیری جانب سے اور تیرے لئے ہے۔

لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ اِنَّ صَلٰوتِیْ
جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ میں ملت حنیفیہ پر ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں میری نماز میری قربانی اور

وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ
میری زندگی اور موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے مجھے اسی کا حکم ہے

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بخواند و بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ گفتہ ذبح
اور میں مسلمانوں میں سے ہوں اے اللہ یہ تیری جانب سے ہے اور تیرے لئے ہے اور پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے

نماید و اگر ذابح غیر والد طفل باشد بجائے ابنی نام پسر و والد او بگوید و اگر عقیقہ دختر
اور اگر ذبح کرنے والا بچے کا باپ نہ ہو تو لفظ ابنی (میرا بیٹا) کی بجائے لڑکے اور اس کے باپ کا نام کہے اگر عقیقہ بیٹی

بود بجائے ضمائر مذکر مؤنث بگوید یعنی اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ بِنْتِیْ فُلَانَۃٍ دَمُھَا بِدَمِھَا
کی جانب سے ہو تو دعا میں مذکر کی ضمیروں کے بجائے مؤنث کی ضمیریں استعمال کریں۔ یعنی اللھم ہٰذہٖ الخ

وَلَحْمُھَا بِلَحْمِھَا تا آخر بگوید۔
آخر تک پڑھے

مسئلہ۔ ہرگاہ طفل پیدا شود نافش[1] بریدہ غسل دادہ پارچہ پوشانند و از
جب بچہ پیدا ہو تو اس کی آنول کاٹی جائے نہلا کر کپڑے پہنائیں اور

پارچۂ زرد احتراز نمایند و مسنون است کہ بگوشِ راست اذان و بگوشِ چپ اقامت
پیلے کپڑوں (سونے کے زیور) وغیرہ سے احتراز کریں اور مسنون ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت نماز کی

مثل اذان و اقامتِ نماز بگویند و بوقت حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ و حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ہر دو
اذان و اقامت کی طرح پڑھیں اور حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح (کہتے وقت) دونوں طرف

جانب رو بگرداند و بعدہٗ بگوید اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ
رُخ پھیرے اور اس کے پڑھے اے اللہ میں اس کو اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ

الرَّجِیْمِ و بعد ازاں خرما یا شیٔ شیریں خائیدہ در کامِ او لیسند و ایں را تحنیک[2] گویند
میں دیتا ہوں اور اس کے بعد چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے تالو پر لگادی جائے اسے تحنیک کہتے ہیں

و اولیٰ برائے تحنیک تمر است پس رطب پس شہد۔
اور تحنیک کے لئے زیادہ بہتر کھجور ہے پھر تر چیز پھر شہد

[1] نافش بریدہ۔ آنول کاٹ کر۔ اَللّٰھُمَّ الخ اے اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔
[2] تحنیک۔ یعنی تالو پر کوئی چیز لگانا۔ نام نیک۔ حدیث میں آیا ہے کہ اچھے بُرے نام کے اثرات انسان پر پڑتے ہیں۔

مسئلہ: و نامِ نیکِ مولود مقرر کنند در حدیث است کہ بہترین اسماء آں است کہ
اور بچہ کا اچھا نام رکھا جائے حدیث میں ہے کہ ناموں میں بہترین نام وہ ہے کہ جس سے اظہارِ عبودیت

بر عبودیت دلالت کند مثلِ عبداللہ[1] و عبدالرحمٰن وغیرہا و یا بر حمد مثلِ محمود و حامد و احمد
ہو مثلاً عبداللہ و عبدالرحمٰن وغیرہ یا حمد پر دلالت کرتا ہو مثلاً محمود، حامد اور

وغیرہا یا باسمائے انبیاء بود مثلاً محمد ابراہیم و محمد اسماعیل وغیرہما و مروی
احمد وغیرہ یا انبیاء کے ناموں میں سے ہو مثلاً محمد ابراہیم، محمد اسمٰعیل وغیرہ اور حضرت

است از عبداللہ بن عباسؓ کہ ہر کسے را کہ سہ پسر زائیدہ شد و نامِ یکے باسمِ محمدؐ
عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس شخص کے تین بچے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا

نہ کرد پس تحقیق نادانی نمود یعنی ثواب و برکتِ[2] ایں ندانست و در روایتِ ابونعیم
نام محمد نہ رکھے تو حقیقتاً اس نے نادانی کا اظہار کیا یعنی اس کے ثواب و برکت سے ناواقف رہا۔ اور ابونعیم

است کہ خدائے تعالیٰ مے فرماید کہ مرا قسمِ عزت و جلالِ خود است کہ ہرگز عذاب نخواہم
کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں اس شخص کو ہرگز عذابِ دوزخ

کرد مر کسے را نامش مثلِ نامِ تو باشد در آتش یعنی مثلِ نامِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ
میں مبتلا نہ کروں گا جس کا نام تیرے نام جیسا ہو یعنی نام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند

علیہ وسلم مثلِ[3] محمدؐ، احمد، محمد علی، احمد حسن وغیرہا واللہ اعلم و علمہ اتم، حررہا
مثلاً محمد، احمد محمد علی احمد حسن وغیرہ اور اللہ بہتر جانتا ہے اور اسی کا علم

العبد العاصی الراجی غفر اللہ القوی محمد عبدالغفار اللکنوی عفا اللہ الولی عنہ و
مکمل واکمل ہے اس کو ایک گنہگار بندے نے لکھا جو امیدوار ہے کہ اللہ اس کو بخش دے جو زبردست ہے محمد عبدالغفار لکھنوی اور اس

عن والدیہ و احسن الیہما و الیہ۔ فقط
کے ماں باپ کو اللہ درگزر فرمائے اور ان کا انجام بہتر کرے۔ آمین ثم آمین

[1] عبداللہ و عبدالرحمٰن۔ چونکہ ان ناموں میں عبودیت کا اقرار ہے اس لئے یہ نام اللہ کو بہت پسند ہیں۔
[2] برکت ایں۔ روایات میں ہے کہ آنحضورؐ کے ہم نام تمام انسانوں کو خدا بخش دے گا۔
[3] مثل۔ غرضیکہ آنحضورؐ کا کوئی اسم گرامی نام کا جزو ضرور ہونا چاہیئے۔

یہ خداوندی ضابطے ہیں! (النساء ۱۳)

طرازی

شرح

سراجی

نقشِ اوّل

مولانا اشتیاق احمد صاحب دربھنگوی
استاذ دارالعلوم حیدرآباد

نقشِ ثانی

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری
استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدرس الکافی

ترجمہ اردو

متن الکافی

ضبط وتحریر: مولانا محمد ظفر صاحب

از افادات: مولانا مفتی احمد علی صاحب

نظر ثانی و مقدمہ: ابن سرور محمد اویس

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

التکمیل الضروری

شرح اردو

مختصر القدوری

دوم

شارح

حضرت مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر - غزنی سٹریٹ - اردو بازار - لاہور

التبیان فی علوم القرآن

مترجم

بقلم

محمد علی الصابونی

ترجمہ
اختر فتح پوری

نظر ثانی
ابن سرور محمد اویس

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

تالیف

مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈھوی مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

تکمیل الایضاح

شرح اُردو

نور الایضاح

تصنیف

شیخ حسن بن علی الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ

شرح اُردو: مولانا ابو الکلام وسیم صاحب (فاضل دیوبند)

پسند فرمودہ: حضرت مولانا وحید الزّمان کیرانویؒ

(و)

حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور